

تُورُ الْإِبْصَارِ
بِذِكْرِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(سیرت فضائل نبوی ﷺ کا مختصر تذکرہ)

—————

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج انٹرنیشنل پبلی کیشنز لاہور

راجہ صوفی سندھ آرکول القاری

پاؤں پر $\frac{12}{374}$ لاکھ بانٹے مسجد بدلیں

محمد بدلیں کتب لاکھ

پاکستان

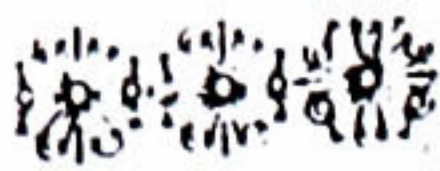
تور الالبصار

بذکر اہل بیت علیہم السلام

(سیرت فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تذکرہ)



پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ



منہاج القرآن پبلی کیشنز

۳۶۵ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور * فون : ۵۸۶۲۹۵۱ - ۵۸۶۸۷۷

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب _____ نور الابصار بذكر النبي المختار صلى الله عليه وسلم

ناقل _____ بشارت علی قادری

کمپوزنگ _____ منہاج القرآن کمپوزرز

پروف ریڈنگ _____ محمد تاج الدین ہاشمی

اشاعت دوم _____ مارچ ۱۹۹۳ء ۲

اشاعت سوم _____ اگست ۱۹۹۴ء ۴ ہزار

اشاعت چہارم _____ نومبر ۱۹۹۵ء ۱۱۰۰

مطبع _____ منہاج القرآن پرنٹرز

قیمت آفسٹ پیپر مع جلد _____ ۱۳۱ / روپے

نوٹ: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قادری صاحب کی تمام تصانیف اور خطبات و تقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ادارہ منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔

ناظم نشر و اشاعت

اللَّهُ
مُحَمَّدٌ
وَأَبُو بَكْرٍ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالْقَلْبَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱-۸۰ پی آئی وی مورخہ
۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ ای جزل وایم
۹۷۰/۴-۷۳ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی
نمبر ۲۳۳۱۱-۶۷-این-۱/۱ اے ڈی (لابیری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت
ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ / ۶۳-۸۰۶۱-۸۲ مورخہ ۲
جون ۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں
تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	مقدمہ	۷
باب-۱	نورِ محمدی ﷺ خلقت سے ولادتِ نبوی ﷺ تک	۹
باب-۲	حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان	۲۱
باب-۳	حضور ﷺ کی طرزِ معاشرت اور دنیوی تقاضوں کا بیان	۴۵
باب-۴	حضور ﷺ کے خصائص مبارک کا بیان	۶۱
باب-۵	حضور ﷺ کے خصائل مبارک کا بیان	۶۹
باب-۶	حضور ﷺ کے اخلاقِ مبارک کا بیان	۸۷
باب-۷	حضور ﷺ کے ذوقِ عبادت اور خشیتِ الہی کا بیان	۹۵
باب-۸	حضور ﷺ کی محبت و تعظیم میں صحابہ کرام کے معمولات کا بیان	۱۰۵
باب-۹	حضور ﷺ کے معجزات و تصرفات کا بیان	۱۱۲
باب-۱۰	حضور ﷺ کے برزخی و اُخروی احوال کا بیان	۱۲۲
باب-۱۱	حضور ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیث مبارکہ کا بیان	۱۵۳
باب-۱۲	حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بعض عشاق کا نعتیہ بیان	۲۲۲
	دیوانِ حسان حبیبیہ	۲۳۵
	قصیدہ بُردہ شریف	۲۴۲
	سلام بجزور سید خیر الانام ﷺ	۲۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

موجودہ دور میں سیرت نبوی ﷺ اور فضائل نبوی پر بالعموم الگ الگ کتب اور رسائل تصنیف کئے جاتے ہیں دونوں مضامین یک جا بیان کرنے کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے تعلق نسبت، عقلی اور قلبی دو الگ حصوں میں تقسیم ہوتی جا رہی ہے۔ نتیجہً محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ دو علیحدہ ابواب تصور ہونے لگے ہیں اس روش سے ہماری نوجوان نسل کو ایمان بالرسالت کے باب میں آرزو تھی کہ اسلاف اور قدماء محدثین کے طریق پر ایک ایسی مختصر کتاب تالیف کی جائے جو بیک وقت فضائل نبوی ﷺ، خصائل نبوی ﷺ اور شامل نبوی ﷺ کے تینوں مضامین کی جامع اور اطاعت و اتباع کے دونوں ایمانی گوشے یک جا کرنے والی بھی ہو۔ مزید یہ کہ اس کا انداز سادہ، عام فہم اور بیانیہ ہو، اس میں ہر موضوع سے متعلق احادیث و روایت اور اخبار و آثار، تراجم کی شکل میں اپنی مختصر سندات اور ماخذ کے ساتھ جمع کر دیئے جائیں۔ جسے تمام اہل محبت اپنے ذوق ایمانی کی تسکین کے لئے آسانی سے پڑھ سکیں۔ اور اپنی خلوت و جلوت میں حضور ﷺ کے ذکر حسیں سے لذت اور حلاوت ایمانی حاصل کر سکیں۔ الحمد للہ ایہ آرزو جو فیق الہی اس مجموعہ کو ترتیب دینے سے پوری ہوئی۔ اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی ہے ان میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، شامل ترمذی، دفاء الوفاء، المواہب اللدنیہ، شرح المواہب للزرقانی، حاشیہ الشمائل للسیجوری، الانوار الہمدیہ للنہانی، الشمامہ - العنبریہ، شیم الحبیب، سیرت النبی للثبلی اور نشر الطیب شامل ہیں۔ بعض ذاتی تصنیفات کے چند متعلقہ حصے بھی اس میں مناسب خیال کرتے ہوئے شامل کر دیئے ہیں۔ مذکورہ بالا بعض کتب سے محض احادیث اور روایات لی گئی ہیں اور بعض کتب کے متعلقہ مقامات جزوی طور پر مضمون کی مناسبت سے معمولی رد و بدل کے ساتھ لے لئے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض عربی کتب کے

تراجم احقر نے حسب ضرورت خود کر کے شامل کتاب کئے ہیں۔ اور بعض کے مطبوعہ تراجم ہی ضروری ترمیمات و تصحیحات کے ساتھ اختیار کر لئے گئے ہیں۔

چنانچہ یہ تالیف مسلسل کتب حدیث، کتب سیر، کتب فضائل اور کتب شمائل کے ایک منتخب مجموعہ کی حیثیت رکھتی ہے اس میں حضور ﷺ کے نور اقدس کی خلقت، آپ کی ولادت باسعادت، آپ کا حلیہ مبارک، آپ کی طرز معاشرت، آپ کا اسباب دنیوی کا اختیار فرمانا، آپ کے خصائص مبارک، آپ کے اخلاق مبارک، آپ کی خشیت الہی اور ذوق عبادت، آپ کی محبت و تعظیم میں صحابہ کرام کے معمولات، آپ کے معجزات و تصرفات، آپ کے برزخی اور اخروی احوال اور آپ کی شان اقدس میں منتخب نعتیہ کلام۔ الغرض آپ کے ذکر حسین کے بہت سے پہلو اختصار کے ساتھ سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ احقر نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں بخاری، مسلم اور ترمذی کی چالیس منتخب احادیث کا ایک الگ مجموعہ ”الاربعین فی فضائل النبی الامین ﷺ“ کے نام سے مرتب کیا تھا۔ اسے بھی اس کتاب میں گیارہویں باب کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ ہر چند کہ شان رسالت مآب ﷺ کے موضوع پر حسب توفیق احقر کی کئی دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ”سیرۃ الرسول ﷺ“ کے نام سے چند جلدوں پر سیرت النبی ﷺ کی مستقل کتاب بھی مرتب ہو رہی ہے۔ مگر یہ سارا کام مزاجاً تحقیقی، علمی اور فکری نوعیت کا ہے، جبکہ زیر نظر مجموعہ ذکر رسول ﷺ کے متفرق حسین تراشوں کو محض ترتیب دینا ہے۔ اسے بصد عجز و نیاز حضرت امام شرف الدین بو میری (صاحب قصیدہ بُردہ) کی طرح حضور نبی اکرم رحمتِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

عز و قبول اقدس ہے عزو شرف امید کرتا ہوں کہ اہل ایمان اس مجموعہ سے محافل میلاد اور مجالس سیرت میں استفادہ کریں گے۔ اور احقر کے لئے مغفرت و قبولیت کی دعا فرمائیں گے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

خاک کوئے مدینہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

باب اول

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

خلقت سے ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک

اس باب میں حضور ﷺ کی خلقت مبارکہ سے ولادت مطہرہ تک کا ذکر نہایت مختصر طریق پر کر دیا گیا ہے تاکہ اہل ایمان و محبت اسے ہر وقت تنہائی میں اور مجالس میں بالخصوص محافل میلاد میں سہولت اور ذوق و شوق سے پڑھ سکیں اور سن سکیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے کا کیا فائدہ ہے اور اس کی شرعی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ تو جان لو کہ اہل محبت کو ایسے سوال کی ہرگز ضرورت نہیں پڑتی ان کے لئے تو یہی کافی ہے کہ انہیں اپنے محبوب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا کچھ حال معلوم ہو۔ بلکہ وہ تو یوں کہیں گے! کچھ اور سناؤ ابھی طبیعت سیراب نہیں ہوئی یہ سوال اہل دلیل کر سکتا ہے یا اہل انکار۔

آگاہ رہو کہ اہل انکار کو جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ان کے لئے خاموشی بہتر ہے البتہ اہل دلیل کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ کے پیاروں کی ولادت کا تذکرہ اللہ رب العزت کی اپنی سنت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیلات بیان کیں۔ جنت میں ان کے قیام و طعام اور زمین پر ہبوط کے واقعات بیان فرمائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت اور آپ کے بچپن کے واقعات کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور بچپن کے حالات بیان فرمائے پھر حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کا حال بیان فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کے حال کا ذکر فرمایا اور پھر نوح کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کے حمل سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک کا پورا واقعہ بیان کیا۔ بوقت

ولادت حضرت مریم علیہا السلام کے دردِ زہ پریشانی اور جملہ کیفیات کا ذکر کیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تولد ہوا اس مقام کا بیان کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اس وقت قدرتِ الہیہ سے جو خوراک کھجوریں اور پانی مہیا کیا گیا اس کا بیان کیا۔ حتیٰ کہ ان کی قوم کے طعنے آپ کی خاموشی اور اشارے سے جواب، الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بولنا، اور آپ علیہ السلام کا ابتدائی کلام جو آپ نے گوارے میں کیا سب کچھ بیان فرما کر ارشاد ہوا:

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ

یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) وہ
حق بات ہے جس میں لوگ شک کرتے
ہیں۔ (مریم، ۱۹: ۳۴)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دو جملوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلوق ہونے اور متولد ہونے کا بیان فرما سکتا تھا، مگر اس نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس عمل کو ہمارے لئے قرآنی حکم اور اپنی سنت بنا دیا۔ پھر کائنات میں حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا پیارا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے انبیائے کرام کی ولادتوں کا فقط بیان فرمایا مگر حضور ﷺ کی ولادت مطہرہ کی نسبت سے قسم کھائی اور ارشاد فرمایا:

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ وَأَنْتَ حِلْمٌ
بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ وَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ ۚ

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اور
آپ اسی شہر میں رہتے ہیں اور قسم
ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔ (البلد، ۹۰: ۱ تا ۳)

ان آیات میں حضور ﷺ کے شہر ولادت "مکہ" کی قسم کھائی گئی، آپ ﷺ کے قیام اور رہن سہن کی قسم کھائی گئی، آپ ﷺ کے والد ماجد یا جد امجد کی قسم کھائی گئی اور بالآخر آپ ﷺ کے مولود ہونے کی قسم کھائی گئی۔ گویا حضور ﷺ کے پورے نسب مبارک اور میلاد پاک کا بیان بصورت قسم آگیا یہی سنت ہم نے اس مضمون میں اپنے پیش نظر رکھی ہے۔

اگر قلب سلیم ہو تو اسی قدر قسم کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سے لے کر موجودہ زمانے تک ہر دور میں اسلاف اور بزرگان دین اپنے اپنے طریقے اور ذوق و تحقیق کے مطابق حضور ﷺ کے مولد مبارک کا ذکر کرتے رہے اس پر رسائل اور کتابیں لکھتے رہے، ولادت مطہرہ کے واقعات و عجائبات روایت کرتے رہے۔ محافل اور مجالس میں انہیں پڑھ کر، سن کر اور سنا کر ایمان و محبت کی تازگی کا سامان فراہم کرتے رہے تاریخ اسلام کا کوئی زمانہ اس مبارک اور محبوب عمل سے خالی نہیں رہا۔ اس لئے حضور الہی میں التجا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے ذکر پاک کی برکت سے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ فرمائے اور ہمیں حضور ﷺ کی محبت کی دولت عظمیٰ میں سے خیرات عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

(۱) امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے آقا ﷺ سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج، نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

(۲) امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو حکم فرمایا کہ انوارِ انبیاء پر توجہ کرے جب حضور ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء کرام کی ارواح و انوار پر توجہ فرمائی تو اس نور نے ان سب اتوار کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کی باری تعالیٰ ہمیں کس نے ڈھانپ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ محمد ﷺ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں شرف نبوت سے بہرہ ور کیا جائے گا اس پر

سب ارواح انبیاء نے عرض کیا باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس کا مکمل ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ وَلِتُنصِرُنَّ

(آل عمران، ۸۱:۳)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر کے مبعوث کروں تو اس کے بعد آپ کے پاس میرا پیارا رسول آجائے تو سب اس پر ایمان لانا اور اس کے مشن کی مدد کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے چنانچہ تمام انبیاء کرام نے ایسا ہی کیا۔

(المواہب اللدنیہ)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔

(۴) امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کب نبی بنائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے ميثاق نبوت لیا گیا۔

(۵) حضرت میسرۃ الغزالیؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اے رسول خدا ﷺ! آپ کب کے نبی ہیں تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا (میں اس وقت سے صفت نبوت سے موصوف ہوں) جب کہ آدم علیہ السلام، روح و جسم کے

درمیان تھے یعنی ابھی ان کی روح کا جسد اطہر سے تعلق نہیں ہوا تھا۔

(۶) حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا (احمد اور بیہقی نے اسے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے)

(۷) احکام ابن القطان رضی اللہ عنہ میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(۸) حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم اور حضرت حوا صلی اللہ علیہما السلام کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کے روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا انہوں نے بارگاہ الہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی (محدث ابن جوزی نے اسے الوفاء میں روایت کیا ہے)

بلکہ صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں

فقط پانی پر تھا (یعنی نیچے صرف پانی اور اوپر اسی کو معلوم ہے کیا تھا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ام الكتاب یعنی نوح محفوظ میں لکھا اس میں ایک بات یہ تھی ان محمداً ﷺ خاتم النبیین ”محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں“۔ اسے امام نہانی نے الانوار المحمدیہ میں نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سال سے مراد ہمارے ماہ و سال نہیں کیونکہ اس وقت تو سورج اور شب و روز وجود میں نہیں آئے تھے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مدت سے حقیقت میں کتنا زمانہ مراد ہے۔ قرآن مجید میں قیامت کے ایک دن کی مدت پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اگر یہ اعتبار سامنے رکھا جائے تو خدا جانے عرصے کی درازی کا عالم کیا ہو گا۔

(۹) حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

فائدہ:- اس سے آپ ﷺ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے موجود کرنا مقصود تھا۔

(۱۰) یہ روایت دوسرے طریق پر اس طرح آئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کو نام کے ساتھ ابو محمد ﷺ کی کنیت سے بلایا۔ آپ ﷺ نے عرض کی باری تعالیٰ میری یہ کنیت کیسے ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا سر اٹھاؤ۔ آپ نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا باری تعالیٰ یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ﷺ کا نور ہے۔ یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمانوں میں احمد ﷺ ہے اور زمین پر محمد ﷺ ہے اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔

(۱۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی

کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ حضرت محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے باری تعالیٰ تو نے جب اپنی طرف سے روح میرے اندر پھونکی۔ میں نے سر جو اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تم سچے ہو۔ واقعی محمد ﷺ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ امام طبرانی نے اس کا ذکر کر کے مزید یہ روایت کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔

(۱۲) حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میں مالک شان الوہیت ہوں اور مکہ کا مالک ہوں اس کے رہنے والے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اس کے زائرین میرے مہمان ہیں اور میری پناہ میں ہیں مکہ میرا گھر ہے جس کو میں اہل آسمان اور اہل زمین سے آباد کروں گا لوگ اس کی طرف جوق در جوق آئیں گے اگرچہ وہ پراگندہ بالوں اور غبار آلود جسموں والے ہوں گے وہ تکبیروں کے ساتھ آوازوں کو بلند کریں گے کبھی تلبیہ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ) کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں زاری کریں گے کبھی انکساری کے ساتھ آنکھوں سے حیلہ اشک بہاتے ہوں گے جو میرے اس گھر کا خالص قصد لے کر آئے گا دوسرا کوئی مقصد اس کے پیش نظر نہیں ہو گا تو وہ شخص ہی درحقیقت میرا زائر ہے اور مہمان ہے اور میری منزلِ قرب میں اترنے والا ہے اور میرے ذمہ کرم پر ہے کہ میں اس کی مجد و برتری اور رونق و بہار تمہاری اولاد میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جن کو اہم کہا جائے گا۔

میں ان کے لئے اس گھر کی بنیادیں بلند کروں گا اور ان کے ہاتھوں پر اس کو مکمل کروں گا۔ پھر اس گھر کو لوگ یکے بعد دیگرے آباد کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ آبادی کی انتہا تمہاری اولاد میں اس نبی پر ہوگی جن کو محمد ﷺ کے مبارک نام سے پکارا جائے گا وہ آخری نبی ہوں گے میں ان کو بیت اللہ کا باسی و والی بناؤں گا اور اس کا محافظ و نگران اور اس کے زائرین کو آب زمزم پلانے والا بناؤں گا اگر اس وقت کوئی میرے متعلق دریافت کرے (اور مجھے ملنا چاہے) تو میں اس نبی آخر الزمان کے پر اگندہ بال غبار آلود غلاموں کے ساتھ ہوں گا جو اپنی نذروں کو پورا کرنے والے ہوں گے اور دل و جان سے میری طرف متوجہ ہوں گے۔

(۱۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر محمد ﷺ موجود نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ جب میں نے عرش کو پیدا کیا تو وہ میری ہیبت و جلالت سے لرزنے لگ گیا جب میں نے اس پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا تو اس کو سکون و قرار آگیا۔

(۱۴) حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک کے جسم اقدس اور جسد اطہر کی تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ جنت کی نہروں میں اسے دھویا گیا پھر (نور نبوت اس میں رکھ کر) اس کو عرش و کرسی لوح و قلم اور آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ پھرایا گیا تاکہ ملانکہ اور ہر شے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے شرف و فضل کو پہچان لے۔

ابھی انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو نہ جانا تھا پھر نور محمدی تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے انوار سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا اے آدم یہ تیری نسل میں پیدا

ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوا حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے۔

پھر نبی الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور انور یکے بعد دیگرے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہتا آتا آنکہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(۱۵) ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت میں حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے سو اسے پاکیزہ رحم میں منتقل کرنا سوائے پاک عورتوں کے کسی کا رحم اس نور کا مسکن اور ٹھکانہ نہیں بن سکے گا۔ سو یہ وصیت نسل در نسل حضور ﷺ کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہتا آتا آنکہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ کی پشت مبارک تک آن پہنچا۔

(۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی پشت مبارک میں زمین پر اتارا اور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی کے اندر رکھا اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھا جب انہیں دکھتی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی طرح ہر دور میں مجھے مبارک پشتوں سے مبارک ارحام کی جانب منتقل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین کریمین کے گھر جلوہ افروز ہوا۔ ان میں کوئی بھی بدکاری کے نزدیک تک نہیں گیا۔

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور غلط کاری سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک جاہلیت کی غلط کاری کا کوئی ذرہ مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے تمام آباء و امہات سب اس سے منزہ رہے۔ پس

میرے پورے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔

(۱۸) روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو۔ وہ بھی بد نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول مذکور و مونت ہمیشہ برے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھ کو اصلاب طیبه سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفی اور مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب بھی لوگوں میں دو شعبے ہوئے میں بہترین شعبہ میں رہا (کذافی المواہب)

(۱۹) دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا! سے طبرانی نے اوسط میں بھی بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے آثار صحت خود صفحات پر نمایاں ہیں۔

(۲۰) مشکوٰۃ المصابیح میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل کی اولاد کو منتخب کیا) اور اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں خاندان 'گھر' نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں۔ (اور یہ اللہ کا فضل ہے میں فخر نہیں کرتا) اسی طرح کا مضمون بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور فرمایا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے ساتھ شریک کیا تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے ہمارے رب ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ امت مسلمہ جو خیر الامم ہے پیدا فرما اور ہماری ہی نسل میں سے اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث

فرما۔ سو اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کا خانوادہ صرف حضور ﷺ کے لئے جن لیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے ان کا خانوادہ اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد دوسرے انبیاء کے لئے خاص فرمادی گئی یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ چنانچہ بعد ازاں تمام انبیاء علیہم السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے مخصوص کر دی گئی۔

(۲۱) قاضی عیاض مالکی نے شیخ ابو عبد اللہ بن احمد العدل کی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھی قسم میں رکھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ”ایک گروہ اصحاب الیمین کا ہے اور دوسرا گروہ اصحاب الشمال کا“ پس میں اصحاب الیمین سے ہوں اور ان میں بھی سب سے بہتر ہوں پھر ان دونوں کے تین تین حصے کئے اور مجھے تیسرے بہتر حصے میں رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ان میں سے ایک حصہ اصحاب الیمینہ ہے دوسرا حصہ اصحاب المشئمہ اور تیسرا السابقون کا ہے“ میں السابقون میں سے ہوں اور ان میں سب سے بہتر پھر ان تینوں کے قبیلے بنائے گئے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ”اور ہم نے تمہیں قبیلوں اور برادریوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں متقی ہی سب سے باعزت ہوں گے“

تو میں اللہ کے نزدیک اولاد آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا پھر قبائل کے گھر بنائے گئے اور مجھے بہتر گھر میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ”اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کے گھر والوں سے ہزنا پاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے ستھرا کر دے“ اس آیت قرآنی سے حضور ﷺ کے پوری نسب مبارک اور آپ کے قبیلہ و خاندان کا شرف تمام انساب و قبائل پر ثابت ہوتا

ہے۔ بے شک مخلوق کو سب شرف اور بزرگیاں بھی حضور ﷺ کے توسل سے عطا کی گئیں ہیں۔

(۲۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بصورت نعت حضور ﷺ کی شان اقدس میں کچھ اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

i۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اس وقت سے بہت پہلے آپ ﷺ مسرت و شادمانی کے ساتھ ذکر الہی میں مصروف تھے۔

ii۔ (ان کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد) آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جبکہ آپ ﷺ نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔

iii۔ بشریت کے ظہور کے بعد آپ احسن صورت میں محفوظ مقامات کے اندر ایک سوار کی طرح جلوہ فرما رہے۔ گھوڑے کو لگام لگا کر تیار رکھا ہوا تھا جس سے اگلی منزل پر پہنچتے اور پچھلی روپوش ہو جاتی۔

iv۔ آپ ﷺ کا ہر مسکن (ہر قسم کی آلودگی اور خطرات سے) محفوظ تھا۔ جیسے خندقوں اور بلند چٹانوں سے گھرا ہوا ہو۔ لیکن آپ ان مقامات میں بھی اس کائنات کی زبان بن کر رہے۔

v۔ آپ ﷺ مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک دور گذرنا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

vi۔ جب آپ (سیدہ آمنہ کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو تشریف آوری کے باعث زمین پر نور ہو گئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

vii۔ ہم آپ کی ضیاء پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

viii۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوئی اور آپ ہی آگ۔۔۔ سے ان کے بچاؤ کا سبب بنے جب کہ آگ بھڑک رہی تھی۔

(۲۳) حضور ﷺ کے نسب مبارک کے حوالے سے روایات میں آیا ہے کہ آپ کا نور اقدس جس پشت میں منتقل ہوتا اس کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ حتیٰ کہ المواہب میں ہے کہ حضرت عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں خوب چمکتا تھا اور اس نور کی ایسی عظمت تھی کہ بادشاہ بھی ہیبت زدہ ہو جاتے اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

(۲۴) حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابو بکر بن ابی مریم اور سعید بن عمرو انصاری کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قیلہ سے کیا پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا تو ان کے نصیب میں نور محمدی ﷺ آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبد اللہ متولد ہوئے۔

(۲۵) حضرت عبد المطلب کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو وہ عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی ﷺ کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا۔ (کذا فی المواہب)

(۲۶) کتب سیر و فضائل میں بکثرت مروی ہے کہ جب ابرہہ بادشاہ کے اصحاب فیل نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی تو حضرت عبد المطلب چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل ثبیر پر چڑھے۔ اس وقت آپ کی پیشانی سے نور مبارک اس طرح چمکا کہ اس کی شعاعیں خانہ کعبہ پر پڑیں۔ آپ نے قریش سے کہا بے فکر ہو جاؤ اس طرح نور کے چمکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ حضرت عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے آپ ان کی واپسی کے لئے ابرہہ کے پاس گئے تو وہ حضرت عبد المطلب کی نورانی شکل اور پیشانی میں چمکتے ہوئے نور کی عظمت

ہبت سے مرعوب ہو گیا اور فوراً تخت سے نیچے اتر آیا آپ کی بے حد تعظیم کی اور آپ کو اوپر بٹھایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا ہاتھی اس نور کے سامنے سجدے میں گر گیا جیسا کہ المواہب سیرت حلیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے اور اللہ نے اس ہاتھی کو زبان دی اور اس نے نور محمدی ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا جسے دوسرے لوگ بھی سمجھ گئے۔

(۲۷) ابو نعیم، خزائلی اور ابن عساکر بطریق عطاء حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد المطلب اپنے فرزند حضرت عبد اللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گذرے جو تورات، انجیل اور کتب سابقہ کی عالمہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ شعمیہ تھا۔ اس نے حضرت عبد اللہ کے چہرے (پیشانی) پر نور محمدی چمکتا ہوا دیکھا تو حضرت عبد اللہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا، پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح جب حضرت آمنہ سے ہو گیا اور نور محمدی ان کے بطن میں منتقل ہو گیا تو ایک روز حضرت عبد اللہ اسی فاطمہ نامی کاہنہ کے پاس سے دوبارہ گذرے، اس نے آپ کی طرف توجہ تک نہ کی، حضرت عبد اللہ نے پوچھا کیا بات ہے، اسی وقت مجھے دعوت نکاح دیتی تھی اور آج توجہ تک نہیں کرتی اس خاتون نے جواب دیا جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف راغب ہوتی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی اب مجھے آپ سے شادی کی حاجت نہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ نور مبارک میرے نصیب میں ہوتا مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا وہ نور آپ سے جدا ہو چکا ہے۔

(۲۸) مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا وہ جمعہ کی رات تھی۔ اس رات جنت الفردوس کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ایک منادی نے تمام آسمانوں اور زمین میں ندا دی۔ آگاہ ہو جاؤ وہ نور جو ایک محفوظ اور مخفی خزانہ تھا جس نبی ہادی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متولد ہونا تھا وہ آج رات اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو گیا جہاں اس کے جسدِ عنصری کی تکمیل ہو گی اور وہ لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بن کر دنیا میں تشریف لائے گا اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت آمنہ کا نام بھی آیا ہے اور ساتھ منادی نے یہ بھی کہا آمنہ تمہیں

مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔

(۲۹) مروی ہے کہ جب آپ کا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں منتقل ہوا تو قریش قحط سالی میں مبتلا تھے۔ وہ فوراً ختم ہو گئی زمین ہری بھری ہو گئی درخت سرسبز و شاداب ہو گئے ہر طرف سے اناج پھل اور سبزیاں آنے لگیں اور تاریخ میں اس سال کا نام کسادگی اور خوشحالی کا سال پڑ گیا۔

(۳۰) سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس امت کے سردار اور ایک روایت کے الفاظ ہیں تمام انسانوں کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور حضرت عباس سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ نے فرمایا جب آپ کو میرے پیٹ میں چھٹا مہینہ تھا تو مجھے خواب میں کہا گیا تو خیر العالمین سے حاملہ ہے جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور اس دوران اپنے جال کو چھپائے رکھنا۔

(۳۱) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تو قریش کے گھروں میں جتنے چوپائے تھے اپنی اپنی زبانوں میں باواز بلند بول پڑے رب کعبہ کی قسم آج رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کے بطن میں تشریف لے آئے ہیں اور ایک روایت میں یہ کہ ندا سنائی دی مبارک ہو ابو القاسم ظاہر ہونے والے ہیں اور اس رات مکہ کے ہر گھر میں نور کی چمک دکھائی دی۔

(۳۲) ابن ہشام ابو زکریا یحییٰ بن عائد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں نو ماہ یا بعض روایات کے مطابق اس کے لگ بھگ عرصہ تک رہے اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا حمل اس جتنا آسان اور ہلکا اور بابرکت نہیں دیکھا اور سیرت حلیہ میں ہے کہ آپ اس دوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔

(۳۳) ابھی آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کی وفات پر

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا باری تعالیٰ تیرا محبوب یتیم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اس کا حافظ و ناصر میں خود ہوں۔

(۵) حضرت آمنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت مقدس کا وقت قریب آیا تو حسب معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دل پر مسح کیا ہو۔ جس سے درد فوراً جاتا رہا پھر مجھے جنت کا سفید مشروب پیش کیا گیا جو میں نے پی لیا۔ پھر مجھے ایک عظیم نور نے گھیر لیا پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو تو انہوں نے کہا ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ سب جنتی حوریں ہیں پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی۔ پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں پھر میں نے سفید جنتی چیزوں کو دیکھا جن کی چونچیں زرد کی اور پریا قوت کے تھے، وہ میرے کمرے پر سایہ فلک ہو گئیں پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہو گئے اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کر دیئے گئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضور ﷺ میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نور ہی نور بن گیا اور آپ مسکرا رہے تھے پھر آپ سجدے میں گر گئے اس وقت آپ کی حالت تضرع اور گریہ و زاری کی ہو گئی آپ نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا رکھی تھی (گویا اللہ کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا اس نے حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تاکہ سب انس و جن، ملائکہ اور چرند و پرند الغرض ہر شے ان کی صورت اور اوصاف کو پہچان لے پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل کھل گیا اور آپ دوبارہ نمودار ہوئے اس وقت میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ کا جسم اتنے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے

محلے پھوٹ رہے تھے اس وقت غیب سے تین افراد نمودار ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی ایک کے ہاتھ میں زمر کا طشت تھا اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کے چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپ کو غسل دیا گیا، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر لگائی گئی، جو اسی ریشم میں لپیٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا، آپ کو پیدائشی طور پر سرمہ ڈالا ہوا تھا، ناف بریدہ تھے، ختنہ شدہ تھے، حضرت ابن عباس نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

(یہ سارا مضمون المواہب اللدنیہ، الخصائص الكبرى، السیرة العلیہ، الوفا، الانوار المحمدیہ وغیرہا میں ہے اور انہوں نے اسے ابو نعیم، ابو حیان، خطیب بغدادی ابن سعد، طبرانی، بیہقی، نیشاپوری، حافظ ابو بکر اور امام زرکشی وغیرہم سے روایت کیا ہے)

(۳۶) محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی۔ اس میں عطاء اور ابن عباسؓ بھی ہیں کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں:

جب نبی اکرم ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا۔ جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ اس نور سے آپ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے۔ (اسے احمد بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے عریاض بن ساریہ سے روایت کیا ہے اور ابن حجر ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے) اور اسی طرح ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے۔ میں حضرت آمنہ کی خدمت میں اس وقت موجود تھی۔ آپ ﷺ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے

کو سنا کہ کہتا ہے۔ "رحمک اللہ" اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کی رحمت ہو "شفا کہتی ہے کہ "مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے بھی روم کے محلات دیکھے"

(۳۷) عثمان ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقیفہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ ہے روایت کرتے ہیں ”جب آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے (اس کو بیہتی نے روایت کیا ہے)

(۳۸) بیہتی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود آ جاؤ۔ سو سب جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا۔ کہنے لگے کہ احمد رضی اللہ عنہ کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا۔ جس ساعت میں آپ ﷺ پیدا ہونے والے تھے وہ ساعت اسی شب میں تھی
(کذا فی المواہب)

سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کیا عمر تھی۔ انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ۵۳ برس کی عمر مبارک میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے) انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا تھا۔ یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی مگر یہود شہر یثرب (مدینہ) اس لئے آکر آباد ہوئے تھے کہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ نبی آخر الزمان ہجرت فرما کر اسی شہر کو اپنا مسکن بنائیں گے۔ انہیں حضور ﷺ کی ولادت کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں امید تھی کہ شاید حضور ﷺ کی ولادت بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگی۔ انہیں وقت ولادت کی علامات معلوم تھیں جس کی بنا پر اس یہودی (عالم) نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی صبح اہل مدینہ کو جمع کر کے شور مچایا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ سو جس شب حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ اس نے کہا اے گروہ

قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا دیکھو آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہونا تھا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی مہربوت ہے وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اور مہربوت والی نشانی جو دونوں شانوں کے درمیان تھی دکھانے کے لئے کہا انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی۔ اے گروہ قریش سن لو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی (رواہ العاکم)

اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اس کا بیان فتح الباری میں امام عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

(۳۹) بیہقی، ابو نعیم، خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ولادت ظہور پذیر ہونے والے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنارے ٹوٹ کر گر پڑے، بحیرہ طبر یہ دفعتاً خشک ہو گیا اور فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا اور کبھی نہ بجھتا تھا اور بعض روایتوں میں منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے نے دیکھا کہ سارا صحن کعبہ اچانک روشن ہو گیا اور چند بت منہ کے بل نیچے گر پڑے (اس سے وہ سمجھ گئے کہ حضرت آمنہ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تولد ہو گیا ہے)

(۴۰) مروی ہے کہ ابو لہب کی باندی ثویبہ بھی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھی۔ اس نے آپ کو دودھ پلایا سو ثویبہ نے آپ کی ولادت اور اپنے شرف رضاعت کی خوشخبری ابو لہب کو سنائی تو اس نے خوش ہو کر دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا، صحیح بخاری میں ہے کہ مرنے کے بعد اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ

تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوں مگر جب پیر کی رات (جو حضور ﷺ کی شب ولادت تھی) آتی ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور ان دو انگلیوں کو چوستا ہوں جن کے ذریعے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اشارہ کر کے تویبہ کو آزاد کیا تھا، ان میں سے ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جسے پی کر پیاس بجھاتا ہوں۔

ف: آئمہ و محدثین اور اکابر علماء امت بیان کرتے ہیں کہ جب ایک کافر کو حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ پر خوشی کے اظہار میں کئے گئے عمل پر عذاب میں تخفیف مل گئی ہے جب کہ کفار کا کوئی عمل آخرت میں باعث اجر نہیں ہوتا، یہ محض حضور ﷺ کے خصائص اور برکات میں سے ہے تو اہل ایمان و محبت اگر حضور ﷺ کے میلاد مبارک کی خوشی منائیں گے اور اس میں اعمال و صدقات اور قلبی سرور کے اظہار کا اہتمام کریں گے تو آخرت میں ان کے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا؟

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت قداماء کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل، مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی مطابق یکم جیٹھ ۲۶۷ بکری بعد طلوع صبح صادق، قبل طلوع آفتاب ہوئی۔ بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ منٹ پر ہوا تھا اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے۔ عرب میں آج کل جو دوسرا نظام الاوقات مروج ہے اس کے مطابق اس دن صبح صادق کا طلوع ۹ بج کر ۵۷ منٹ پر ہوا تھا۔

باب دوم

حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کا بیان

ترندی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قامت تھے۔ آپ کے گیسو مبارک نہ بالکل چمکدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے گھنگریالے تھے۔ جسم اطہر میں فرہ پن نہ تھا۔ چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ اس میں کسی قدر گولائی تھی۔ رنگ چمکدار سفید سرخی مائل تھا۔ چشمان مقدس نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔ دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پر گوشت تھی۔ آپ ﷺ کے بدن اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھی آپ جب چلتے تو قدموں کو قوت کے ساتھ اٹھاتے۔ ایسے لگتا کہ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہربوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ حضور ﷺ کا قلب اطہر سب سے زیادہ نخی تھا۔ کلام مبارک سب سے زیادہ سچا تھا۔ طبیعت مقدسہ سب سے زیادہ نرم تھی۔ نسب شریف سب سے زیادہ اعلیٰ تھا۔ جو شخص آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا تو آپ کی شخصی وجاہت اور غیر معمولی حسن کی باعث مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے لگتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تعریف و نعت بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ میں نے نہ پہلے کوئی شخص حضور ﷺ جیسا کامل، حسین، خوشنما اور دلنواز دیکھا تھا نہ آپ ﷺ کے بعد آج تک دیکھا ہے“

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ چہرہ اقدس چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ طویل والے سے نسبتاً پست تھا۔ سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں لہولت مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے، رنگ چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالت غصہ میں ابھر جاتی، بنی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اس پر بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ حُسن چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے، ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں۔ داڑھی مبارک گنجان تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی خوب سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ دھن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ دندان مبارک باریک آبدار تھے۔ ان سے سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے تصویر میں موتی کو تراشا گیا ہو اور رنگ اور صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی اور اعضاء پُر گوشت اور معتدل تھے پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے لیکن سینہ اقدس فراخ اور قدرے ابھرا ہوا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، جو حصہ بدن کپڑوں سے باہر رہتا روشن تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی دھاری تھی، سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے۔ البتہ بازوؤں، کندھوں اور سپنہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلاسیاں دراز تھیں، اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم

اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے۔ آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے۔ چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر نیچی اور جھکی رہتی۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عموماً آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی۔ یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ سے بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلتے وقت اپنے صحابہؓ کو آگے کر دیتے۔ سلام دینے میں خود ابتدا فرماتے۔ آپ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا اور دندان مبارک ایسے ظاہر ہوتے جیسے بارش کے سفید چمکدار اولے ہوں۔

حضرت ام سعیدؓ اور حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان فرماتی ہیں۔

آپ ﷺ بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو رخ انور پر شگفتگی پھیل جاتی۔ آپ ﷺ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ نزدیک سے کمال درجہ حسین اور نرم خو۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ مکہ مکرمہ میں پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ جب میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گئی۔ لیکن حسن پر کشش کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے قریب آئی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے قد زیبا کے اعجاز حسن کی نسبت فرماتی ہیں کہ :-

نبی ﷺ نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں کے درمیان چلتے تو ان سے بلند تر نظر آتے لیکن

دیکھنے والا حیران رہ جاتا کہ جب وہ جدا ہوتے تو وہ دراز قد اور آپ ﷺ کا قد انور
 میانہ دکھائی دیتا۔ یعنی دوسروں کے مقابل بلند دکھائی دیتے لیکن تنہا معتدل اور میانہ قد تھے۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ساتھ چلنے والے سے بلند
 قامت دکھائی دیتے تھے۔ الوفا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی
 اکرم ﷺ کے رنگ مبارک میں ایسی چمک اور آب و تاب تھی کہ اس میں چاندی کی
 طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک تھی گویا رنگ نہ بالکل گندم گوں تھا اور نہ
 بالکل سفید، سینہ مبارک چمکدار موتیوں کی طرح شفاف تھا میں نے حضور ﷺ کے
 کف مبارک سے زیادہ نرم اور ملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور حضور ﷺ کی خوشبو
 سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ
 نبی خدا ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا اور یوں لگتا تھا کہ گویا آپ چاندی سے بنائے
 گئے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حبیب خدا ﷺ کا رنگ
 مبارک سفید تھا۔ جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یعنی
 بظاہر سرخی مائل تھا مگر اس سے انوار پھوٹتے نظر آتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوشی کے وقت حضور ﷺ
 کے چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں اور چہرہ اقدس یوں لگتا تھا جیسے چاند کا
 ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی حالت سرور کو اس سے پہچان جاتے تھے (بخاری و مسلم)
 حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات چاند پورے جو بن پر تھا اور ادھر
 حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اس وقت حضور ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں
 ملبوس تھے اس رات کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے حسن طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی
 چمکتے ہوئے چاند پر۔ پس حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

(ترمذی و دارمی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے

ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ اقدس کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین و جمیل اور رنگت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نورانی چمک والے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کے حلقہ اور دائرہ کی مانند نظر آتا تھا۔ محمد بن عمارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذہ سے عرض کیا کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک مجھے بیان فرمائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو تجھے یوں معلوم ہوتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے چہرہ انور کی چمک و دمک اور ضیاء اور نورانیت سورج کی ضیاء و نورانیت پر غالب آجاتی اور جب کبھی چراغ کے ساتھ کھڑے ہوتے تو آپ کی ضیائیں چراغ کے نور پر غالب آجاتیں“

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک چہرہ انور پر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آبدار موتی ہوں اور خوشبو کے لحاظ سے وہ خالص مستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مہک والا ہوتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری معاونت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کل میرے پاس آنا اور ایک کھلے منہ والی بوتل اور درخت کی ایک چھوٹی سی لکڑی ہمراہ لانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس لکڑی کے ساتھ اپنی کلائیوں سے پسینہ پوچھنا شروع فرمایا اور بوتل میں جمع فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ بھر گئی۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو لے جا اور گھروالوں سے کہنا جب خوشبو لگانے کا ارادہ ہو تو اس لکڑی کو بوتل میں ڈبو کر بدن پر لگائیں ان کے لئے عظیم خوشبو ثابت ہوگی۔ جب اس گھروالے اس خوشبو کو بدن پر

لگاتے تو سب اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھنے آتے بلکہ اس گھر والوں کا نام ہی ”خوشبو والے لوگ“ پڑ گیا۔

عثمان بن عبد الملک روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی اور وہ جنگ حنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ سرور دو عالم ﷺ کی گردن مبارک صفائی اور سفیدی کے لحاظ سے چاندی کی صراحی کی مانند نفیس اور حسیں لگتی تھی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میری نظر جب بھی سید عالم ﷺ کے بطن اقدس پر پڑی تو ملائمت اور سفیدی کے لحاظ سے مجھے تہ بہ تہ رکھے ہوئے اور اراق یاد آئے۔

حضرت مخرش کعبیؒ سے مروی ہے کہ سید کونین رضی اللہ عنہ نے بحرانہ سے رات کے وقت عمرہ فرمایا اور احرام باندھا تو میں نے آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا گویا کہ وہ چاندی پگھلا کر ڈھالی گئی ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ”آپ ﷺ کا جسم اطہر سراپا روشنی اور حسن کا پیکر تھا۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سیاہ رنگ کی چادر پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا عائشہ ”یہ چادر کیسی لگتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ”بہت ہی خوب آپ ﷺ کے حسن کی سفیدی نے اس کی سیاہی کو اور اس کی سیاہی نے آپ ﷺ کی سفیدی کو دوبالا کر دیا ہے“

الغرض اسی طرح کے بہت سے شمائل متفرق حدیثوں میں ان سب حضرات سے وارد ہوئے ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت عائشہ، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ام معبد، حضرت ابن عباس، حضرت معرض بن معیقب، حضرت ابو الطفیل، حضرت عد ابن خالد، حضرت خرم بن فاتک، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم وغیر ہم پس ان سب حضرات نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا۔ پتلی نہایت سیاہ تھی۔ آنکھیں

بڑی اور ان میں سرخ دوڑے تھے۔ مڑگاں دراز تھیں۔ دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی۔ ابرو خمدار تھے۔ بنی بلند تھی۔ داندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں۔ (بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے چہرہ مبارک گول تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا۔ سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلاں تھے۔ استخوان بھاری تھیں۔ دونوں کلائیاں بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے۔ دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ قد مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار میں ایک گونہ تیزی تھی) آپ کا قد زیبا قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے۔ جب ہنستے ہوئے دندان مبارک ظاہر ہوتے تو ایسے محسوس ہوتا جیسے بجلی کی روشنی نمودار ہوئی ہے یا جیسے بارش کے اولے ہوتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا۔ گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے۔ جب زمین پر پاؤں رکھتے تھے تو پو پادوں کے تلے میں زیادہ گہرائی نہیں تھی اور ترمذی نے اپنے شمائل میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دونوں کف دست اور دونوں قدم پُر گوشت تھے۔ سر مبارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھنسا ہوا ہو۔ آپ کے چہرہ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی۔ رنگ گورا تھا۔ اس میں سرخی دکتی تھی۔ سیاہ آنکھیں تھیں مڑگانیں دراز تھیں۔ شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا یعنی بدن پر بال نہ تھے۔ البتہ سینہ سے ناف مبارک تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔ جب کسی طرف دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر

نبوت تھی۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ ایزویوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ جب آپ کی طرف کوئی نظر کرتا تو یوں سمجھتا کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہوا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابو الطفیل لیشیؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ میاںہ قد تھے۔ آپ کبھی کبھی سرخ دھاری دار چادر زیب تن فرماتے تھے۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قامت نہ بالکل سفید اور نہ سانولے اور موئے مبارک آپ ﷺ کے نہ بالکل خمدار نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بل دار تھے۔ آپ کے سرانور اور ریش مبارک میں سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور بالکل معمولی سے ابھرے ہوئے گوشت کی مثل دیکھا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا یوں لگتا تھا گویا آپ کے چہرہ انور میں آفتاب چل رہا ہے۔ جب آپ ہنستے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور اندھیری جگہ روشن ہو جاتی تھی۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے شفاف تھا۔ تو انہوں نے کہا ”نہیں“ بلکہ آفتاب ماہتاب کے مثل تھا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

”کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور ﷺ کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال عظمت باطن کا آئینہ دار بن گیا ہے“ (جمع الوسائل، ۱: ۹)

”امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر انسان کے لئے حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود اقدس کو اس طرح تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی آپ ﷺ کا مثل نہیں“ (المواہب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۴)

امام شہاب الدین احمد القسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

”یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ تکمیل ایمان کے لئے یہ اعتقاد ضروری ہے کہ

آپ ﷺ کے وجود اطہر سے بڑھ کر رب العزت نے کسی کو حسین نہیں بنایا“

(المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۳۸)

امام عبدالرؤف المناویؒ فرماتے ہیں۔

”تمام علماء نے تصریح کر دی ہے کہ اس وقت تک کسی انسان کا ایمان کامل

نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ آپ ﷺ کے وجود اقدس میں پائے

جانے والے محاسن کسی دوسرے میں نہیں ہیں“

(شرح الثمائل بر حاشیہ جمع الوسائل، ۱: ۱۸)

حافظ بن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

”اے مسلمان تیرے اوپر واجب ہے کہ تو اس اعتقاد کو حضور ﷺ پر

ایمان کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کے جسم مبارک کو

حسین و جمیل اور کامل بنایا ہے اس طرح آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی شخص کو

(جو اہر البحار، ۲: ۷۹)

بھی حسین نہیں بنایا گیا“

مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

”ہم پر حضور ﷺ کا حسن و جمال کامل طور پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ

ﷺ کا تمام حسن و جمال ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں تاب نظارہ نہ لاسکتیں“

(زر قانی علی المواہب، ۳: ۷۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ۔

”حضور ﷺ کے جمال باکمال کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں۔ آپ کا

جسم اطہر چاند اور سورج کی طرح روشن تھا اگر آپ لباس بشری میں نہ ہوتے تو آپ کی

طرف نظر بھر کر دیکھنا اور آپ کے حسن کامل کا ادراک ناممکن ہو جاتا“

(مدارج النبوت، ۱: ۱۲۹)

ملا علی قاریؒ علماء محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

محبوب خدا ﷺ کا حسن و جمال اوج کمال پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے روشن جمال و کمال کو صحابہ پر نئی رکھا۔ کیونکہ اگر وہ پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہوتا تو آپ کے چہرہ اقدس کی طرف نظر اٹھانا بھی دشوار ہو جاتا۔

(جمع الوسائل، ۲: ۷۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم کو حضور نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ زبان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ انہیں دیکھ کر بے ہوش بھی ہو جاتے تھے لیکن کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں تھیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا اگر وہ کما حقہ آشکار ہو جاتا تو لوگوں پر محویت و بے خودی کا عالم اس سے کہیں بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔

(الدر الثمین: ۷)

شیخ ابو محمد عبد الجلیل القصری "شعب الایمان میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینوں کا حسن آپ کے حسن کی خیرات ہے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن و جمال کو ہیبت و وقار کے پردوں کے ساتھ ڈھانپا نہ ہوتا تو یہ دنیوی آنکھیں آپ کا مشاہدہ ہی نہ کر پاتیں۔

(مطالع المسرات: ۳۹۴)

"حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت اولیس قرنیؓ سے ملاقات کے لئے ان کے آبائی وطن قرن پہنچے۔ آپ ﷺ کا فرمان سنا۔ اثنائے گفتگو حضرت اولیس قرنیؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی مخرموجودات ﷺ کا دیدار بھی کیا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ تم نے تو رسول اللہ ﷺ کے حسن کا محض ایک پر تو دیکھا ہے۔"

(جواہر البحار، ۳: ۱۵)

حضرت شیخ عبد العزیز دیاغؒ فرماتے ہیں کہ

”اگر آپ کے نور کامل کو عرش عظیم پر ظاہر کر دیا جاتا تو پگھل جاتا اسی طرح اگر مخلوقات کو جمع کر کے ان پر آپ کا نور اقدس آشکار کیا جاتا تو وہ مبہوت ہو کر رہ جاتیں“

(الابریز: ۲۷۲)

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

”تمام انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں اولیاء اسماء صفاتیہ کا اور تمام مخلوق صفات فعلیہ کا لیکن سید الانبیاء ذات حق کے بلا واسطہ فیض کا پرتو ہیں اور صرف آپ ہی کی ذات میں حق تعالیٰ کی شان کا ظہور بالذات ہے“

(مدارج النبوت ۲: ۲۰۹)

اسی مسئلے پر امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

”جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس اور شان اعلیٰ کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اس نے اس ذات کے انوار صمدیت سے بلا واسطہ حقیقت محمدی کو ظاہر فرمایا اور پھر اس کے فیض سے تمام علوم عالم پست و بالا کو پیدا فرمایا۔

(المواہب اللدنیہ ۱: ۵)

اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

يا ابا بکر والذی بعثنی بالحق لم

بعلمنی حقیقتہ غیر رہی

(مطالع المسرات: ۱۲۹)

اے ابو بکر قسم ہے اس ذات کی جس

نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی

نہیں جانتا“

باب سوم

حضور ﷺ کے

طرز معاشرت اور دنیوی تقاضوں کا بیان

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مدت تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے معمولات نبوی کے بارے میں بھی گفتگو نہیں کی پھر جب میں نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے والد گرامی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت اور نشست و برخاست وغیرہ سب کچھ پوچھ چکے ہیں اور ان میں سے کوئی بات بھی نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں اپنے ذاتی ضروریات (کھانا اور آرام کرنا وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانے میں بھی (منجانب اللہ) ماذون تھے۔ سو جب آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔

- ۱۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے یعنی نماز، نوافل، ذکر و فکر
- ۲۔ ایک حصہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے یعنی ان کے معاملات کو پنٹانا اور ان کی خوشی و غمی میں شرکت
- ۳۔ ایک حصہ اپنے جسمانی حقوق کے لئے

پھر اپنے اس آخری حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے۔ اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرمادیتے اور اس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے۔ اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متا، نبوی کا، بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ

پہنچاتے۔ اس حصہ وقت میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اہل علم و دانش کو اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی دینی ذمہ داریوں کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کا ایک معاملہ ہوتا کسی کے دو اور کسی کے زیادہ سو ان کی ضروریات کے مطابق انہیں وقت دیتے اور ان کو اتنے حسین انداز میں نبھاتے کہ جس میں ان کی اپنی اور بقیہ امت کی تربیت اور اصلاح کا سامان ہو۔ وہ معاملات عرض کرتے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مناسب حال امور کی ہدایات دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی صاحب اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خیر ہی کی باتوں کا ذکر ہوتا تھا۔ اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے ضروریات و منافع کے سوا دوسری لایعنی اور بے فائدہ باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ آپ کے پاس محض زیارت یا اپنے ایسے مسائل کے حل کے لئے آتے کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہو جاتے یعنی آپ نفع علمی کے علاوہ کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کے (گھر سے) باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں آپ کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کے دل خوش رکھتے تھے۔ ان میں پریشانی نہ ہونے دیتے تھے۔ ہر قوم کے رہنما کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔ لوگوں کو نقصان دہ امور سے پرہیز رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خلقی میں کمی نہ کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں کے احوال سے ہمیشہ باخبر رہتے تھے۔ لوگوں میں جو حوادث و واقعات ہوتے تھے آپ ان کے بارے میں پوچھتے رہتے تاکہ مظلوم کی مدد اور ظالموں کا انسداد ہو سکے ہر اچھی بات کی تحسین و تصدیق اور بری بات کی حوصلہ شکنی و تحقیر فرماتے۔ آپ

کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے نظمی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح لوگوں کی تعلیم میں مصلحت سے غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں گی۔ ہر وقت ہر کام کے لئے آپ کے ہاں ایک نظم تھا۔ حق سے کبھی کوتاہی نہ فرماتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کر کے نہ جاتے۔ لوگوں میں سے آپ کے مقرب زیادہ متقی لوگ ہوتے۔ سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور پر سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا۔ پھر میں نے آپ کی مجلس کے بارے میں پوچھا کہ اس میں آپ کا کیا معمول تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر الہی کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی معین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی اس طرح جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جانا پسند فرماتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے ہم مجلس میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب اور توجہ سے عنایت فرماتے یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص خود نہ ہٹ جاتا آپ اس کے ساتھ متعلق رہتے۔ جو شخص آپ سے کچھ حاجت لینا چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے، اس کو واپس نہ کرتے۔ آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی گویا آپ ان سب کے باپ تھے اور تمام آپ کے نزدیک حق میں مساوی تھے البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے یعنی تقویٰ کی زیادتی سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور باقی امور میں سب باہم مساوی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے۔

آپ کی مجلس حلم، علم، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اور اس میں

آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں اور کسی کی حرمت وغیرہ پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے اور تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے۔ بے وطن اور بے گھر کی مدد کرتے تھے۔ پھر میں نے ان سے آپ کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمہ وقت کشادہ رو رہتے۔ آپ نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ درشت نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے جو بات آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور اعلانیہ اسے مایوس (بھی) نہ فرماتے بلکہ خاموش ہو جاتے۔ آپ نے تین چیزوں سے تو اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔

۱۔ ریاء سے

۲۔ کثرت کلام سے

۳۔ بے سود بات سے

اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا۔

۱۔ کسی کی مذمت نہ فرماتے

۲۔ کسی کو عار نہ دلاتے اور

۳۔ نہ کسی کا عیب تلاش کرتے

آپ وہی کلام فرماتے جس میں اللہ کی رضا ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے

تھے تو آپ ﷺ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر

پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے

سامنے کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے۔ آپ کی مجلس میں اگر کوئی شخص گفتگو شروع کرتا

اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل

مجلس میں سے ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہی ہوتی جیسے سب

سے پہلے شخص کی بات تھی یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی۔ جس بات سے سب ہنستے، آپ بھی مسکرا دیتے جس سے سب تعجب کرتے، آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی ہر معاملہ میں اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور آداب سے ناواقف آدمی کی بد تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کی بات ختم کر دیتے یا اٹھ کھڑے ہو جانے سے بات کو قطع فرما دیتے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت کا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل تھا۔ 'حلم'، 'بیدار مغزی'، 'اندازے کی رعایت اور فکر۔ اندازے کی رعایت یہ تھی کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی ہیں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبی کے بقاء کو سوچا کرتے اور حلم آپ کا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا سو آپ کو کوئی چیز ایسی غضبناک نہ کر سکتی تھی کہ آپ بے قابو ہو جائیں اور بیدار مغزی آپ کی چار امور کی جامع ہوتی تھی۔ ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی اتباع کریں اور دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔ تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جن میں آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو۔ چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت کے کاموں کی درستی ہو۔

بستر مبارک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی بستر کبھی صرف ٹاٹ کا ہوتا اور کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ صحابہؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے کہ مجھے دنیاوی راحت و آرام سے کیا (واسطہ) میری مثال تو اس راہ گیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئیں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ ٹاٹ بچھا رکھا ہے۔ انہوں نے واپس جا کر ایک بستریا رکھا جس کے اندر اون رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرے پاس بھیج دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کو رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت آئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھ کر یہ بنا کر بھیجا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دے۔ مزید فرمایا کہ مجھے وہ بہت اچھا معلوم ہوتا تھا اس لئے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر اصرار فرمایا اور یہ ارشاد کہ واللہ میں اگر چاہوں تو حق تعالیٰ جل شانہ میرے لئے سونے اور چاندی کے پہاڑ تیار کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر میں نے اسے واپس کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بورے پر آرام فرما رہے تھے جس کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کی گدوں پر سوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بورے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا جس کا مفصل تذکرہ بخاری شریف میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اسے چوہرا کر دیا تھا کہ ذرا نرم رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اسے پہلے ہی حال میں رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے ہتجد میں مانع ہوئی۔

معاش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سیر ہو کر متواتر تین دن کھانا نہیں کھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کبھی متواتر دو دن سیر ہو کر جو کی روٹی تناول نہیں فرمائی حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اللہ تعالیٰ اس قدر عطا فرماتا جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی آخری وقت تک سیر شکم ہو کر نہیں کھائی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ میں دینار و درہم اور بھیر، اونٹ وغیرہ نہیں چھوڑے تھے۔ حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے اپنے جنگی ہتھیار، ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے سوا کچھ اور ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ یہ چیزیں بھی صدقے کے طور پر لوگوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت میرے گھر میں تھوڑے جو تھے جنہیں میں نے ایک کٹھلیا میں ڈالا ہوا تھا ان کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی جاندار کھاسکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا بیشک مجھ سے یہ پیشکش کی گئی کہ میرے لئے مکہ مکرمہ کی وادی سونے کی بنادی جائے تو میں عرض گزار ہوا کہ اے رب! یوں نہیں بلکہ مجھے ایک روز بھوکا رکھ اور دوسری روز شکم سیر فرماتا کہ جب میں بھوکا رہوں تو اس روز تیرے حضور گریہ وزاری کروں اور تجھے پکاروں اور جس روز شکم سیر ہو جاؤں تو تیری حمد و ثنا بیان کروں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو اس پہاڑ کو سونے کا بنا دیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف فرما ہوں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا پھر فرمایا کہ جبرائیل! بے شک دنیا اس کا گھر ہے جس کا

کوئی ٹھکانہ نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کے پلے زاد آخرت نہ ہو اور اسے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ حضرت جبرائیل عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ ﷺ کو حقیقت آشنائی کے مقام پر فائز کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہم ایسے آل محمد ﷺ ہیں کہ بعض اوقات پورا مہینہ گزر جاتا لیکن ہمارے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت ہی نہ آتی بلکہ کھجوروں اور پانی پر گزر اوقات ہوتی رہتی۔

حضور ﷺ کے ملبوسات

آپ کا لباس مبارک چادر، لنگی، کرتا اور عمامہ ہوتا تھا۔ سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے۔ مخطوطہ چادر کو بھی پسند فرماتے، عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے اور صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا۔ اور آپ نے قبا بھی پہنا ہے۔ آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ اور ایک بالشت ہوتا تھا اور تہبند کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت ہوتا تھا اور چادر بوٹے دار اور سادہ دونوں طرح کی پہنی ہے۔ سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے۔

شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پوستین جس میں ریشم کی سنخاف لگی تھی بھیجا تھا آپ نے وہ بھی پہنا تھا۔ پانسجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے آپ کے پاس چادریں سبز اور ایک کھیس سیاہ ایک کھیس سرخ دھاری اور ایک کھیس بالوں کا یعنی کبیل تھا۔ اور کرتہ بالعموم سوت کا ہوتا تھا جس کے دامن اور آستینیں دراز نہ تھیں۔ آپ نے کتان اور صوف بھی پہنا ہے۔ مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور آپ نے بعض اوقات قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کی سواریاں

آپ کے ذاتی استعمال میں سات گھوڑے، چھ نخر اور سواری کے قابل تین اونٹ تھے اور ہر سواری کا نام اس کے رنگ یا کسی اور خوبی کی بنا پر رکھا ہوا تھا۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام ”عنباء“ تھایا وہ اونٹنی تھی کہ تیز رفتاری میں

کوئی اونٹ اس سے آگے نہ جاسکتا تھا کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس نے صدمہ میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اسی صدمہ میں مر گئی۔

بعض کتب میں آپ کی سواریوں کی تعداد زیادہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس پینتالیس اونٹنیاں دودھ دینے والی تھیں اور سو بکریاں تھیں۔

حضور ﷺ کے خدام

کئی صحابہ کرام کو آپ کا ذاتی خدمت گار ہونے کا شرف بھی نصیب ہوا ہے۔
۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ :- مردوں میں حضور ﷺ کے سب سے زیادہ مشہور خادم تھے۔ یہ آپ کے خادم خاص تھے۔ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت سے آپ کے وصال تک دس سال تک برابر آپ کے خدمت گزار رہے۔ سفر و حضر ہر حال میں آپ کی خدمت کرتے رہے۔ سو سے اوپر عمر پانے کے بعد وفات پائی۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ :- حضور ﷺ کے مسواک بردار اور نعل بردار تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کہیں تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کو نعلین پہناتے اور جب آپ بیٹھ جاتے تو ہر دو چیزیں آپ کے کھڑے ہونے تک اپنے ہاتھوں میں سنبھالے رکھتے۔ وہ لکڑی لے کر آپ کے آگے آگے چلتے جب تک آپ حجرہ شریف میں داخل نہ ہوتے۔

۳۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ :- حضور ﷺ کے خچر کے نگران تھے۔ سفر میں اسے ہانک کر لے چلتے تھے۔

۴۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ :- جن کی والدہ سعد بن ثعلبہ تھیں۔ ان کی کنیت ابو اسامہ تھی۔ یہ آنحضرت ﷺ کے غلاموں میں زیادہ مشہور ہوئے اور حضور ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے انہیں اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا۔

۵۔ شقران :- وہ اس لقب سے مشہور تھے کہا گیا ہے کہ ان کا نام "صالح" تھا۔ یہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حبشی غلام تھے انہوں نے حدیبیہ سے واپسی پر

آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

۶۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ:۔ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض نے ان کا نام

اسلم بتایا ہے بعض نے ابراہیم اور بعض نے صالح۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی آزاد کر دیا تھا۔

۷۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے یہ اصفہان کے

باشندے تھے۔ عمر بھر آپ کے خادم خاص رہے اور حضور ﷺ کی خصوصی شفقتوں

سے فیض یاب ہوئے۔ حضور ﷺ کے گھروں میں بھی ان کا آنا جانا تھا۔

۸۔ سفینہ رضی اللہ عنہ:۔ یہ فارسی تھے اور مدینہ کے قریب بطن نخلہ نامی گاؤں میں رہتے

تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام مہران اور بعض کے نزدیک رومان تھا۔ ان کی کنیت ابو عبد

الرحمن تھی بعد میں حضور ﷺ نے ان کا نام سفینہ رکھ دیا تھا۔

۹۔ ابو کبشہ:۔ ان کا نام سلیم ہے۔ آنحضرت نے انہیں خرید کر آزاد فرما دیا تھا۔ یہ

آپ کے خدمت گاروں میں سے تھے۔

۱۰۔ روثقع ابو مویبہ:۔ یہ قبیلہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی خرید کر آزاد فرمایا تھا۔

۱۱۔ رباح اسود رضی اللہ عنہ:۔ یہ کبھی کبھی آنحضرت ﷺ کی مؤذن کی فرائض بھی

انجام دیتے تھے۔

۱۲۔ فضالہ:۔ یہ یمن کے باشندے تھے پھر شام میں آباد ہو گئے تھے۔

۱۳۔ مدعم:۔ سیاہ فام غلام تھے۔ حضرت رفاع بن زیدہ جد امی رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور

ﷺ کو ہدیہ کر دیا تھا۔ پھر انہیں حضور ﷺ نے آزاد فرما دیا۔

۱۴۔ یسار رضی اللہ عنہ:۔ یہ چرواہے تھے اور حضور ﷺ کے خدام میں شامل تھے۔

۱۵۔ مہران رضی اللہ عنہ:۔ کہا گیا ہے کہ یہ آل ابی طالب کے غلام تھے۔ ان کا شمار بھی

آنحضرت ﷺ کے خدام میں ہوتا ہے۔

۱۶۔ مابور:۔ یہ خاصے نہیں سلطان مقوقس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

۱۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ :- حضور ﷺ کے امور خانہ داری کے مہتمم تھے۔

۱۹۔ اینسہ

۱۸۔ ثوبان رضی اللہ عنہ

۲۱۔ عبیدہ

۲۰۔ فلح

۲۳۔ کیمان

۲۲۔ طہمان

۲۵۔ مروان

۲۴۔ زکوان

بعضوں نے یہ چاروں نام ایک ہی شخص کے بیان کئے ہیں۔

۲۷۔ حنین

۲۶۔ ابو

۲۹۔ ابو عسیب

۲۸۔ واقد

۳۰۔ سندر

عورتوں میں آپ کی خادما تیں

۳۱۔ حضرت امہ اللہ بنت زرینہ رضی اللہ عنہا

۳۲۔ حضرت خوالہ رضی اللہ عنہا حضرت حفص بن سعد کی دادی تھیں۔

۳۳۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا یہ ام رباب کی کنیت سے معروف تھیں۔

۳۴۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت ثنی بن صالح بن مہران کی دادی تھیں۔

۳۶۔ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا

۳۵۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

۳۸۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا

۳۷۔ حضرت سیرس رضی اللہ عنہا

۴۰۔ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا

۳۹۔ حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا

۴۲۔ ام ضمیر رضی اللہ عنہا

۴۱۔ میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا

۴۴۔ ریشمہ رضی اللہ عنہا

۴۳۔ رضوی رضی اللہ عنہا

۴۶۔ خضیرہ رضی اللہ عنہا

۴۵۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کے محافظین اور پسریدار

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہم سے قاضی شہید ابو علی مدنی اور حافظ ابو بکر محمد بن

عبد اللہ المخافری نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ

اللَّهِ عَنِّيَا نے فرمایا کہ ”وَاللَّهُ بِعَصْبِكَ مِنَ النَّاسِ“ کی آیت مبارکہ کے نازل ہونے تک صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کی باقاعدہ حفاظت کیا کرتے تھے۔

آپ کا حفاظتی پہرہ دینے والی جماعت میں کئی اکابر صحابہ کے نام شامل ہیں مثلاً:

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ :- آپ کو حضور ﷺ کے محافظ اور پہرہ دار

ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنگ بدر میں دن کے وقت آپ نے حضور ﷺ کا پہرہ دیا۔

آنحضرت ﷺ کو اپنی جھونپڑی میں نیند آگئی تو حضرت ابو بکرؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آپ کا پہرہ دیتے رہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور ابو بکرؓ کے ہمراہ حضرت سعد بن معاذؓ بھی جھونپڑی میں موجود تھے اور دونوں مل کر پہرہ دے رہے تھے۔

۲۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ :- انہوں نے بھی جنگ بدر کی شب حضور

ﷺ کا پہرہ دیا تھا۔

۳۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ :- آپ نے غزوہ احد میں حضور ﷺ کا پہرہ

دیا تھا۔

۴۔ حضرت زبیر بن عوف رضی اللہ عنہ :- آپ نے غزوہ خندق میں پہرہ دیا تھا۔

۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ :- آپ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر پہرہ دیا۔

۶۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ :- آپ نے خیبر جاتے ہوئے اثناء سفر میں رات کو

حضور ﷺ کا پہرہ دیا تھا۔

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ

تینوں نے بمقام وادی قری میں آپ کا پہرہ دیا تھا۔

۱۰۔ ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ

آپ نے معرکہ حنین کی شب حضور ﷺ کا پہرہ دیا تھا۔ جب کہ آنحضرت

ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ کوئی شخص ہے جو آج رات ہمارا پہرہ دے سکے؟ اس وقت

ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں پہرہ دوں گا۔ اس پر

آنحضرت ﷺ نے ان کی حق میں دعائے خیر فرمائی۔

۱۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، یہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کی حفاظت پر مامور تھے۔

۱۲۔ حضرت اسد بن اسید ساعدی رضی اللہ عنہ، یہ بھی آپ کی ازواج مطہرات کے نگران کار تھے۔

۱۳۔ حضرت معقیب رضی اللہ عنہ، یہ حضور ﷺ کی مہر مبارک کے محافظ تھے۔

۱۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، یہ وہ صحابی ہیں کہ جب یہ حضور ﷺ کا پہرہ دے

رہے تھے (ان کے ساتھ حضرت سعد بن جبیر بھی تھے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (اللہ تعالیٰ خود لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا) پس آپ نے کاشانہ اقدس سے سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا اے لوگو! واپس چلے جاؤ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے آخری عمر تک آپ کی حفاظت خود فرمائی۔ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ امر صرف حضور ﷺ کے خصائص میں سے تھا۔ ایسا وعدہ اور شرف کسی اور کے لئے نہیں اب ہر کوئی سابق سنت مبارکہ کے مطابق اسباب اختیار کرنے کا مکلف ہے۔

حضور ﷺ کا اسلحہ اور ہتھیار

حضور ﷺ کے پاس ۹ تلواریں، سات زرہیں، پانچ کمانیں، تین ڈھالیں، دو بڑے نیزے، پانچ چھوٹے نیزے اور دو خود (لوہے کی بنی ہوئی سرکی ٹوپیاں) تھیں۔ حضور ﷺ کے تمام ہتھیاروں کے علیحدہ علیحدہ نام تھے۔

حضور ﷺ کے کاتبین

آپ کے منشی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن ارقم، حضرت ثابت بن قیس بن ساس، حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبد اللہ بن رواد، حضرت خالد بن ولید، حضرت خالد بن سعید بن العاص،

حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔

ان کا کام کتابت وحی کے علاوہ دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے نام خط و کتابت اور دیگر احکام و فرامین نبوی کا نقل کرنا بھی تھا۔

حضور ﷺ کے شعراء

۱۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ کے شعراء تھے۔ یہ سب شعراء حضور ﷺ کے نعت خوان اور ثنا گو تھے۔ آپ ﷺ کی حمایت اور دشمنوں سے مدافعت میں بھی شعر کہتے تھے اور کفار قریش کی مذمت کیا کرتے تھے۔

بعض اوقات حضور ﷺ ان کی محفل نعت و ثنا خود سماع فرماتے تھے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ اس لئے حضور ﷺ کی نعت کہنا اور سننا سنت قرار دیا گیا ہے۔



باب چہارم

حضور ﷺ کے خصائص مبارک کا بیان

اس باب میں حضور ﷺ کے ان احوال و کمالات اور ظاہری و باطنی دونوں طرح کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ جو صرف آپ ہی کے خصائص ہیں۔ ان سے دیگر انبیاء کرام میں سے کسی اور کو نہیں نوازا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر، کوئی مشک اور کوئی خوشبو رسول اللہ ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کسی سے مصافحہ کرتے تو پورا پورا دن اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

آپ ﷺ ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک شیشی لا کر آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔ اس سے ہم مہک حاصل کریں گے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گزرتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ﷺ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ مہک بغیر خوشبو لگائے خود آپ ﷺ کے بدن مبارک میں تھی۔

ابراہیم بن اسمعیل مزنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔ میں نے مہربوت کا بورہ لیا سو اس میں سے مشک کے حلے آرہے تھے اور مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ ﷺ کے مبارک بول و براز کو نگل جاتی

اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی تھی حضرت عائشہؓ نے بھی اس طرح روایت کیا ہے۔ اور اسی لئے علماء کرام آپ ﷺ کے بول و براز کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔ (ابو بکر بن سابق مالکی اور ابو نصر نے بھی اس کو نقل کیا ہے)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن آپ کے زخم کا خون مبارک چوس کر پی گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کا خون مبارک جو پھینے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکہ اور آپ کی خادمہ ام ایمن نے آپ کا بول مبارک پی لیا تھا سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے (اسے امام دار قطنی نے سند صحیح روایت کیا ہے۔)

آپ قدرتی مختون ناف بریدہ اور سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ ﷺ کو لگی ہوئی نہ تھی۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر ﷺ عقل میں سب پر ترجیح رکھتے تھے۔ رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ﷺ تاریکی میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے نجاشی کا جنازہ حبشہ میں دیکھ لیا تھا اس پر نماز پڑھی اسی طرح آپ ﷺ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جب قریش کے سامنے اس کا نقشہ بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح واقعہ ہوا تھا) اور جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اس وقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا۔ آپ ثریا میں گیارہ ستارے اپنی چشمان مقدس سے دیکھا کرتے تھے۔ یہ شان بصارت تھی اور شان سماعت کی خصوصیت یہ تھی کہ ایک روز حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات نے بہت حیران کیا کہ جب آپ بچپن میں اپنے

ہنگھوڑے میں لیٹے ہوئے تھے تو چاند آپ ﷺ کی انگلیوں کے اشاروں کے ساتھ ہلتا تھا (گویا آپ ﷺ سے کھیلتا تھا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آپ ﷺ کو اس سے زیادہ حیران کن بات بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب میں اپنی والدہ کے بطن میں تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز بھی سنتا تھا۔

اور جس رات آپ ﷺ نے کفار کے مطالبے پر مکہ معظمہ کے پہاڑ پر چاند کو معجزہ دو ٹکڑے کیا اس وقت بھی چاند ٹکڑے ہونے کا حکم پانے سے پہلے آپ کی انگشت مبارک کے اشارے کے ساتھ ہلتا رہا۔

آپ ﷺ کو کلمات جامع عطا کئے گئے اور تمام زمین آپ ﷺ کے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی (یعنی امت کی نماز اور تیمم کے لئے) اور آپ ﷺ کے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا جبکہ پہلی شریعتوں میں مال غنیمت حلال نہ تھا اور آپ ﷺ کے لئے شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور جن و انس اور تمام خلایق کی طرف آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ کو سب سے آخری نبی اور افضل الرسل بنایا گیا۔ آپ ﷺ نہ صرف عرب کی سب زبانیں بلکہ تمام دنیا کی زبانیں جانتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا نور اقدس ساری کائنات سے پہلے تخلیق کیا گیا اور آپ ﷺ کو نبوت سب سے پہلے عطا فرمائی گئی اور بعثت سب سے آخر میں عطا فرمائی گئی۔ تمام انبیاء کرام سے آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کا میثاق لیا گیا۔ آپ کو قبر انور سے قیامت کے روز سب سے پہلے اٹھنے والا بنایا گیا۔ آپ کو روز قیامت سب کا شفیع اور تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا گیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کو ہی اذن شفاعت ہو گا اور سب سے پہلی شفاعت آپ ﷺ ہی کی قبول کی جائے گی۔

آپ ﷺ کو تمام اولاد آدم کا سردار بنایا گیا۔ یہ بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے یوم میثاق "الست بربکم" کے جواب میں سب سے پہلے "ہلی" (جی ہاں تو ہمارا رب ہے) فرمایا۔

آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش الہی اور جنت میں ہر جگہ لکھا گیا۔ آپ کو جملہ

کائنات کی تخلیق کا مقصد بنایا گیا۔ پہلی تمام آسمانی کتابوں میں آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور آپ ﷺ کے فضائل بیان کئے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کو آپ ﷺ کی برکات سے واضح طور پر نوازا گیا۔

آپ کے شانہ اقدس پر مہربوت لگائی گئی آپ کو مقام ”قاب قوسین او ادنیٰ“ پر فائز فرما کر شرف معراج سے نوازا گیا۔ آپ ﷺ کو عالم بالا کے جملہ عجائبات، ملکوت ارضی و سماوی اور جنت و دوزخ کے احوال پر مطلع فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کی آمد سے کہانت منقطع ہو گئی۔ اذان، اقامت، نماز اور ہر ذکر خیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اسم گرامی اپنے اسم مبارک کے ساتھ لازماً شامل فرمایا۔ آپ ﷺ کو ایسی کتاب (قرآن) عطا فرمائی گئی جو ہمیشہ تغیر و تبدل سے محفوظ رہے گی حتیٰ کہ اس کتاب کو خود ہر لحاظ سے حضور ﷺ کا دائمی معجزہ بنا دیا گیا۔ نیند سے آپ ﷺ کا وضو مبارک نہ ٹوٹا تھا۔ آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی امت قیامت کے روز تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ آپ ﷺ کو ساری مخلوق پر افضل بنایا گیا۔ آپ ﷺ کو بشریت اور نورانیت دونوں کے جملہ کمالات عطا فرمائے گئے۔

قیامت کے روز آپ ﷺ ہی کو لواء الحمد کا اٹھانے والا بنایا گیا۔ اس طرح کہ تمام انبیاء و رسل آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ آپ ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مخلوق میں تقسیم کرنے والا بنایا گیا۔ آپ ﷺ کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنایا گیا۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ﷺ کو شب معراج اللہ تعالیٰ نے خود جلوہ زیبا سے نوازا۔ قیامت کے دن بزرگی اور رحمت کی چابیاں بھی آپ ﷺ کے دست اقدس میں دی جائیں گی۔ جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ ہی کے کھٹکھٹانے سے کھلے گا۔ اور آپ ﷺ ہی سب سے پہلے اپنے مبارک قدموں سے اسے شرف یاب فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے پیکر بشریت کو بھی بے سایہ بنایا گیا۔ آپ کے فیوض

و برکات کو بعد از وصال بھی ظاہری و باطنی طور پر قیامت تک بلکہ بروز قیامت بھی باقی رکھا گیا۔ اور بعد از وصال بھی جسمانی و روحانی حیات کے باعث آپ ﷺ کے جملہ حقوق امت پر اسی طرح قائم رکھے گئے جیسے ظاہری میں تھے اور آپ ﷺ کی امت کو ہمیشہ کے لئے شرک سے محفوظ کر دیا گیا۔

باب پنجم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

خصائل مبارک کا بیان

فصل اول

حضور ﷺ کے عام معمولات اور بود و باش کا بیان

حضور ﷺ نے فرمایا مجھ کو دوسرے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردی اور مقابل پر غلبہ آپ ﷺ بعثت سے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب و جاہت تھے۔

حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے غریب دل کو برقرار رکھ اور ڈر مت۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے روبرو عقبہ بن عمر کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو۔ میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں حالانکہ آپ ﷺ کو تمام خزانے روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں اور آپ ﷺ کی حیات میں بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرہ عرب اور نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کے حضور میں خمس، صدقات اور عشر پیش کئے جاتے تھے، اور سلاطین کی طرف سے ہدایا (تحائف) بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپ ﷺ نے لوجہ اللہ خرچ فرمایا اور مسلمانوں کو غنی کر دیا، اور فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرے لئے احد پہاڑ سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی پاس رہے، بجز ایسے دینار کے کہ جس کو کسی قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔ یہ آپ ﷺ کے کمال سخاوت اور جود و عطا کی شان ہے چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ ﷺ مقروض رہتے تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ اپنے ذاتی خرچ، لباس اور رہائش میں صرف قدر ضروریات پر التفکر کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ ﷺ کسبل،

مونا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے جب کہ بعض اوقات اپنے اصحاب کو ریشم کی قبا جس میں سونے کے تار بنے ہوتے تھے تحفہ عطا فرماتے تھے۔ اور جو اس وقت ان میں موجود نہ ہوتے ان کے لئے بچا کر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ اس (قرآن) کی خوشی کی بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور اس کی ناخوشی کی بات سے ناخوش ہوتے تھے، یعنی قرآن سے جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور ناخوشی اس کے تابع تھی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل فطرت میں مکارم اخلاق (اخلاق کی بلندی) اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔

حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت پیدا ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بد سلوکی کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے حسن سلوک کرتے تھے۔

جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیتے، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں سے جو آسان ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی آسانی کی رعایت فرمائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیا حتیٰ کہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے جنگ احد کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر مارے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت مبارک شکستہ ہو کر جھڑ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ ان کو میرے مقام کی خبر نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی آدمی یا جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ الگ بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا اور نہ کسی خادم کو مارا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کا بار اٹھالیتے تھے غریب آدمی کو مال دے دیتے یا دلوادیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں معاونت فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے دن کے لئے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا، نہ مضبوط دیکھا، نہ کوئی فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا، ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رہتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے لشکر کے قریب ہوتے تھے تو اس شخص کو بھی اس صورت دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت لطیف الجملہ اور نرم اندام تھے اور کسی شخص کے منہ پر ناگوار بات نہ فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور عادت سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔ برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ غایت حیا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈالتے تھے) اور اگر کسی نامناسب چیز کا کسی ضرورت کے تحت ذکر کرنا ہی پڑتا تو اشارے میں فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے طبیعت کے نرم تھے۔ معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرمالیتے اور ہدیہ قبول فرما

لیتے اگرچہ ہدیہ یا طعام گائے یا بکری کا پایا ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے دعوت غلام کی، آزاد کی، لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالتے اور شہر مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی اگر کوئی مریض ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ معذرت کرنے والے کا مذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداء مصافحہ فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے۔ جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دے دیتے کسی شخص سبکی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ بعض اوقات فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ خود نکال لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی نعلین کو خود بوقت حاجت سی لیا کرتے تھے۔ اپنا اور گھروالوں کا کام کر لیا کرتے حتیٰ کہ گھر کی صفائی میں بھی ان کی اعانت فرماتے خدمت گاروں کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور ان کے ساتھ آٹا گوند ہوا لیتے اپنا سودا سلف بازار سے خود لے آتے تھے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے، پاکیزہ اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابو جہل بن ہشام باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کا کامل دشمن تھا مگر انھیں بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا کہ اے ابو الحکم یہاں میرے اور تیرے سوا کوئی موجود نہیں کہ جو ہماری بات کو سن لے گا تو مجھے یہ بتلا کہ محمد سچے ہیں یا جھوٹے تو ابو جہل نے کہا واللہ محمد سچے ہیں اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو بعض اوقات دونوں پاؤں کھڑے کر کے ملا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے (اس کو اجنباء کہتے ہیں اور یہ تو اضع اور سادگی کا ایک محبوبانہ انداز ہے)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو طمانیت کے ساتھ

چلتے۔ آپ کی چال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے کہ گھبرائے ہوئے چلیں اور نہ طبیعت میں سستی ہے کہ پاؤں نہ اٹھتا ہو۔ غرض یہ کہ نہ بہت تیز چلتے اور نہ ست رفتار تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ خوشبودار چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور انگلیوں اور ہڈیوں کے جوڑوں کو صاف رکھنا پسند فرماتے کیونکہ یہ مقامات میل جمع ہونے کے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی متواتر تین روز تک پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے اور فاقہ آپ ﷺ کو بہ نسبت تو نگری کے زیادہ محبوب تھا۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا بستر ایک ٹاٹ تھا۔ کبھی کبھی آپ ﷺ چارپائی پر بھی آرام فرماتے جو کھجوروں کے بان سے بنی ہوئی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر اس کا نشان پڑ جاتا۔

حضرت ام معبدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سکوت اختیار فرماتے تو چہرہ اقدس سے وقار و عظمت اور جلال و ہیبت جھلکتی اور کلام فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ پروئے ہوئے موتیوں کا ہار ہے جو نیچے ڈھلک رہا ہے اور کلام و گفتگو میں شد کی سی مٹھاس ہوتی کلام نہ اتنا قلیل اور مختصر ہوتا کہ مطلب کی ادائیگی مشکل ہو اور فہم مقصود میں مغل ہو اور نہ اتنا طویل ہوتا کہ غیر ضروری کلمات پر مشتمل ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس طرح تم لوگ مسلسل تیزی کے ساتھ گفتگو کرتے ہو اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو کبھی بھی اس طرح کھل

کھلا کر ہنتے نہیں دیکھا بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکرانے والا نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا حضور ﷺ اپنے دستِ اقدس کو اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کرتے تھے اور جب تک وہ اپنا منہ نہ پھیر لیتا حضور ﷺ اپنا رخ انور اس سے نہ پھیرتے تھے اور کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے زانو مبارک اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ نماز پڑھ کر حضور ﷺ گھر تشریف لے چلے۔ میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ سامنے سے کچھ بچے آتے ہوئے ملے حضور ﷺ ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ پھر میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی خشکی اور خوشبو محسوس کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ عطر کے ڈبہ سے نکالا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کی گفتگو سے متعلق کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت آخرت کے غم اور ہمیشہ امورِ آخرت کی سوچ میں رہتے تھے۔ کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی۔ کلام ایسا جامع فرماتے کہ اس کے الفاظ مختصر مگر پر مغز ہوتے آپ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ ہوتا جو نہ زائد ہوتا اور نہ کم ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے۔ نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔ نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے۔ مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ نعمت تھی اور مدح اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص

اور طلب لذت ہوتی ہے۔ جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے۔ اپنی ذات کے لئے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے تھے۔ گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر متوجہ فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور بات کرتے تو داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے۔



فصل دوم

حضور ﷺ کی دلجوئی، نرم خوئی اور شفقت و رحمت کا بیان

باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کے یہ اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

کیا کمال مہربانی ہے کہ اے محبوب
آپ ان کے لئے نرم دل ہوئے، اگر
تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور
آپ کے گرد سے پریشان ہو کر چھٹ
جاتے پس آپ انہیں معاف فرمائیں
اور ضروری کاموں میں ان سے
مشورہ کریں۔

بَارِئًا رَحِيمًا مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ
كُنْتَ فِظًا غَلِيظًا لَّانْفَضُوا مِن
حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ
(آل عمران، ۳: ۱۵۹)

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی توصیف میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ
ہمیشہ پھول کے مانند کھلے رہتے تھے۔ خوش اخلاق اور نرم خوتھے۔ آپ بد اخلاق، سنگ
دل، بازاروں میں چلانے والے، بد کلامی کرنے والے، دوسروں میں کیرے نکالنے
والے اور چاپلوس بالکل نہیں تھے۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی آپ اس کی جانب توجہ
نہیں فرماتے تھے۔ کوئی سائل آپ کی بارگاہ عالی سے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا تھا۔
اگر کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو آپ ضرور قبول فرماتے۔ ہدیہ خواہ کتنا
ہی ہلکا یا کم قیمت کیوں نہ ہوتا آپ قبول کرنے سے انکار نہ فرماتے اور اس کے بالمقابل
آپ ہدیہ دینے والے کو نوازتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں رہا اور اس عرصے میں آپ نے مجھ سے کبھی اف تک نہ فرمایا۔ جب میں
نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور جب کوئی کام نہ کیا تو

کبھی نہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی کا اخلاق نہیں تھا۔ جب بھی آپ کے صحابہ یا اہل بیت میں سے کسی نے بلایا تو فوراً اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب سے میں مسلمان ہوا کبھی مجھے آپ نے اپنے آنے سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تبسم فرماتے ہوئے دیکھا۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی دلنوازی فرماتے۔ ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ ان کے بچوں کی دلجوئی فرماتے اور انہیں گود میں اٹھالیا کرتے تھے۔ ہر آزاد، غلام، لونڈی اور مسکین کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے مدینہ منورہ کے کسی گوشے میں کوئی بیمار پڑ جاتا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور عذر خواہ کا عذر قبول فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص بات کرنے کے لئے آپ کے گوش مبارک سے منہ لگاتا تو آپ سر کو پیچھے نہیں ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود ہٹ جاتا۔ جب بھی کسی نے آپ کا دست مبارک پکڑا، آپ نے کبھی اس سے نہ چھڑایا جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ صحابہ کرام سے مصافحہ کرنے میں آپ پہل کرتے۔ جب بھی کوئی شخص ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہلے سلام کرتے۔ اپنے صحابہ کے درمیان آپ کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے جس سے دوسروں کو تنگی ہو۔ جو شخص آپ کے پاس حاضر ہوتا آپ اس کی عزت کرتے اور بعض اوقات اس کے لئے کپڑا بچھا دیتے یا تکیہ عنایت فرمادیتے تھے۔ اگر کوئی صحابی انکار کرتا تو آپ اصرار کر کے بٹھاتے اور بعض اوقات اسے بیٹھنے کے لئے قسم تک دیتے تھے۔

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو پیارے پیارے ناموں اور القاب سے پکارتے تھے۔ کسی کی بات نہ ٹوکتے۔ اگر کوئی کلام میں تجاوز کرتا تو اسے روک دیتے یا خود اٹھ کر چلے جاتے۔ اگر کوئی شخص آپ کے پاس ایسے وقت آتا کہ آپ نماز میں

مشغول ہوتے تو آپ نماز کو مختصر فرمادیتے تھے۔ اس شخص کی ضرورت معلوم کر کے پہلے اس کی حاجت روائی فرماتے پھر اس کے بعد نماز میں دوبارہ مشغول ہو جاتے۔

نزول قرآن، وعظ اور خطبے کے علاوہ آپ تبسم ریز اور ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تبسم کا خوگر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے غریب لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور اپنے برتنوں میں پانی بھر کر لاتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو ان کے پانی کے برتنوں میں ہاتھ ڈبوتے جاتے حالانکہ بعض اوقات صبح کو سخت سردی بھی ہوتی۔ ایسا کرنے سے ان لوگوں کا مقصد برکت حاصل کرنا ہوتا تھا۔ وہ پانی اپنے بیماروں کو پلاتے اور انہیں اس کی برکت سے شفا یابی ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے اور ان کے پاس دو بچیاں دف بجاری تھیں اور یہ عنید قربان کا موقع تھا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو زجر و توبیخ فرمائی تو صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑا منہ مبارک سے ہٹایا اور فرمایا اے ابو بکر ان کو اپنے حال پر رہنے دو کیونکہ یہ عید اور خوشی کے دن ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا مظاہرہ اس طرح دیکھا کہ حبشی لوگ مسجد کے سامنے کھلی جگہ پر (جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں نیزوں کے ساتھ) کھلتے تھے۔ آپ مجھے اپنی رداء اقدس (چادر مبارک) سے ڈھانپے رہتے اور میں ان کا کھیل دیکھتی رہتی اور جب تک میں خود بیٹھ نہ جاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے کھڑے رہتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلسلہ ازدواج میں منسلک ہو جانے کے بعد کبھی کبھی گھر میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی اور میری سیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتیں۔ جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھتیں تو کھیل چھوڑ کر چھپ جاتیں۔ آپ ان کو چھپی ہوئی جگہوں سے نکال کر باہر لاتے اور میرے ساتھ کھیلنے کا حکم دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے۔ ”أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ“ اس لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا جو کچھ تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں وہ کہہ دے اور اعتراف تو حید و رسالت کر لے۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور فوت ہو گیا تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھو اس کو اپنے قبرستان میں دفن کرو۔ یہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ لڑکا جو آپ کی خدمت کرتا رہا تھا خواہ یہودی ہی کیوں نہ ہو اس کی موت اسلام پر نہ ہو اور وہ دوزخ میں چلا جائے۔ اس کی عیادت کے دوران آپ نگاہ نبوت سے بھانپ گئے تھے کہ وہ قریب المرگ ہے۔ اس لئے اسے وہیں بیٹھے قبول اسلام کی دعوت دے دی۔ وہ مسلمان ہو گیا اور آپ کے تشریف لے جاتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ گویا اس کی موت سے پہلے اس کی خدمت کا صلہ عطا فرما دیا۔ دلجوئی اور شفقت کریمانہ کا یہ عالم کہ اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے حالانکہ اس کا باپ یہودی تھا اور یہودی کی اسلام کے ساتھ دشمنی بڑی واضح تھی۔



فصل سوم

حضور ﷺ کے حسن عہد صلہ رحمی اور تواضع کا بیان

حضرت عبد اللہ بن ابی حساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سودا کیا تھا۔ آپ کا کچھ مال میرے ذمے باقی رہ گیا تو میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں، آپ اسی جگہ تشریف رکھیں۔ میں جا کر اپنے وعدے کو بھول گیا اور تیسرے روز مجھے یاد آیا تو مال لے کر آپ کی جانب چل پڑا۔ دیکھا تو آپ اسی جگہ کھڑے انتظار فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے نوجوان! تم نے مجھے تکلیف دی ہے کیونکہ میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کرتا رہا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب ہدیہ پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے۔ اسے فلاں عورت کے گھر پہنچا دو کیونکہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہے اور ان سے محبت کیا کرتی تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا رشک میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا کرتی اتنا کسی دوسری عورت پر نہیں کیونکہ میں سنتی تھی کہ حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انہیں یاد کرتے تھے۔ آپ بکری ذبح کرتے تو ان کی سہیلیوں کے لئے ہدیہ بھیجتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ایک دفعہ دروازہ پر آکر اندر آنے کی اجازت طلب کرنے لگیں تو آواز سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور استقبال کے لئے ان کی جانب لپکے۔ اسی طرح ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو آپ نے بطریق احسن اس کا حال دریافت کیا اور دلجوئی فرمائی جب وہ چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی اور فرمایا کہ حسن عہد ایمان کی نشانی ہے۔

بعض سلف صالحین نے تو صیف مصطفیٰ ﷺ میں فرمایا ہے کہ آپ سب کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے تھے لیکن فضیلت کا لحاظ بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسی یعنی امالہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھی۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ نجاشی حبشہ کا وفد بارگاہ رسالت ماب میں حاضر ہوا تو آپ نے خود ان کی خاطر مدارت فرمائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ خدمت کے لئے آپ کے غلام کافی ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے ملک میں ہمارے ساتھیوں کا شایان شان خیر مقدم کیا تھا میں اس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔

قبیلہ ہوازن کے قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شیمان (جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا) بھی تھیں۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو ان کے لئے اپنی چادر بچھادی اس کے بعد زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا جائے گا اور اگر واپس اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو اپنے ساز و سامان سمیت واپس جاسکتی ہو۔ انہوں نے اپنی قوم میں واپس جانا پسند کیا تو آپ نے کافی سامان اور مال و دولت دے کر انہیں رخصت کیا۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بچپن کے دنوں میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی۔ جب قریب ہوئی تو آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ وہ بیٹھ گئی تو میں نے دوسروں سے پوچھا کہ کون ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا رسول ﷺ کی ایک رضاعی والدہ ہیں۔

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کون و مکان ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کا ایک رضاعی باپ آگیا۔ آپ نے ان کے لئے کپڑا بچھا دیا۔ جس پر وہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رضاعی والدہ آگئیں تو آپ نے ان کے لئے کپڑے کا دوسرا حصہ پھیلا دیا جس پر وہ بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آگیا تو رسول اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ اسی طرح حبیب خدا ﷺ

اپنی رضاعی والدہ ثویبہؓ کے لئے پہننے کے کپڑے بھیجا کرتے تھے (جنہیں ابولہب نے آزاد کر دیا تھا)۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ نے ان کے قریبی رشتہ داروں کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔

پہلی وحی کے نزول کے وقت آپ کی کیفیت دیکھ کر حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، عاجزوں کے سر کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، غرباء کو مال و دولت مرحمت فرماتے، مسلمان نوازی کرتے اور حقوق اللہ میں لوگوں کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔ آپ عند اللہ اور عند الناس علو منصب اور رفعت مرتبہ کے باوجود تمام لوگوں سے زیادہ متواضع تھے۔ تکبر کا آپ کے نزدیک سے بھی گزر نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا کہ آپ نبی بادشاہ بننا چاہتے ہیں یا نبی عبد تو آپ نے نبی عبد بننا پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اس وقت بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہوئے مژدہ سنایا کہ آپ کی اس تواضع کے باعث اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ بروز قیامت آپ جملہ بنی آدم کے سردار ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ قبرانور سے باہر تشریف لائیں گے اور گنہگاروں کی سب سے پہلے شفاعت آپ ہی فرمائیں گے۔ حضرات صحابہ کرام کی مرویات میں آپ کی تواضع کے بارے میں یہ بھی ہے کہ آپ گھریلو کاموں میں بھی مشغول ہو جاتے تھے۔ اپنے کپڑے خود صاف کر لیتے، بکری دوہتے، کپڑوں کو پیوند لگا لیتے۔ فطین مبارک کی مرمت کر لیتے، اپنے ذاتی کام کرتے، گھر کا انتظام کرتے، اونٹ خود باندھتے، اونٹوں کے آگے چارہ ڈال دیتے، غلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرما لیتے بلکہ اس کے ساتھ آٹا گوندھ لیتے اور بازار سے اپنا سودا سلف خود اٹھا کر لاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ کی بے سارا عورتوں میں سے اگر کوئی آپ سے اعانت کی طلبگار ہوتی تو آپ اس کی اعانت فرماتے۔ جہاں وہ لے جانا چاہتی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کی حاجت روائی فرماتے۔ ایک شخص بارگاہ

رسالت میں حاضر ہوا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔



باب ششم

حضور ﷺ کے اخلاق مبارکہ کا بیان

(جو دو سخا اور حلم و بردباری)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سخاوت میں جواب نہیں تھا اور رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ کا دریائے کرم انتہائی طغیانی پر آجاتا تھا جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ کو تیز چلنے والی ہوا سے زیادہ سخی دیکھتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنی بکریاں تھی جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ بھری ہوئی تھی آپ ﷺ نے وہ ساری بکریاں اسے عطا فرمادیں جب وہ اپنے قبیلہ میں پہنچا تو قبیلے والوں سے کہنے لگا بھائیو! مسلمانوں ہو جاؤ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ اتنی سخاوت کرتے ہیں کہ مال کے ختم ہونے کا اندیشہ دل میں ہی نہیں لگتا۔

کتنے ہی مواقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو سو سو اونٹ مرحمت فرمادیئے۔ آپ ﷺ نے صفوان بن سلیم کو سو اونٹ مرحمت فرمائے بلکہ اتنے ہی دوسری دفعہ اور اتنے ہی تیسری دفعہ دیئے۔ آپ ﷺ کی سخاوت کا یہی عالم اعلان نبوت سے پہلے بھی تھا۔ ورقہ بن نوفل کہا کرتے تھے۔ کہ آپ ﷺ بھاری کنبے والوں اور مجبور لوگوں کی کفالت فرماتے اور محتاجوں کے لئے مال کماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے قبیلہ ہوازن والوں کے چھ ہزار جنگی قیدی انہیں بغیر معاوضے کے واپس کر دیئے تھے۔۔۔۔۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا مرحمت فرمایا کہ وہ اسے اٹھا بھی نہ سکے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں نوے ہزار درہم پیش

کئے گئے آپ ﷺ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھوا لیا اور تقسیم فرمانے لگے۔ جو بھی سائل آتا اسے عنایت فرماتے اور کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ جب آپ ﷺ سارے درہم تقسیم فرما چکے تو ایک سائل اور آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ہمارے نام پر اپنی ضرورت کی چیزیں ادھار خرید لو جب کسی جانب سے مال آئے گا تو تمہارے قرضے کی ادائیگی کر دیں گے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کام کی استطاعت نہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار نہیں دیا۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک عرش آپ کو مال کی کمی کا اندیشہ کبھی لاحق نہیں ہونے دے گا۔ یہ سماعت فرما کر آپ مسکرائے اور چہرہ انور سے خوشی کے آثار جھلکنے لگے۔ مجھے یہی حکم ملا ہے۔

(جامع ترمذی)

حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے طباق میں تازہ کھجوریں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیاں رکھ کر بارگاہ رسالت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک ہتھیلی بھر سونا مرحمت فرمایا۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی آنے والے کل کے لئے ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی غرض کے تحت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے نصف وسق غلہ کسی سے ادھار لے کر اسے مرحمت فرمایا۔ جب قرض خواہ نے آپ ﷺ سے تقاضا کیا تو آپ ﷺ نے اسے پورا وسق عطا فرمایا اور بتا دیا کہ نصف تمہارا قرضہ ہے اور نصف ہماری عطا ہے۔

روایت ہے کہ غزوہ احد کے روز جب رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہوا تو صحابہ کرام کو اس واقعہ سے بہت ہی صدمہ پہنچا اور وہ بارگاہ رسالت میں بصد عجز و نیاز عرض گزار ہوئے کہ کفار کی تباہی اور بربادی کے لئے دعا فرمادی جائے۔ (قربان جائیں) اس وقت بھی اس سراپا

رحمت نے یہی فرمایا کہ مجھے تو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ مخلوق خدا کو حق کی دعوت دوں، میں ان پر عذاب لانے کے لئے تو نہیں بھیجا گیا بعد ازاں بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو دعوت ہدایت سے مالا مال کر دے یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اس موقع پر بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ایسے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے کہا تھا۔

اے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اگر آپ ﷺ بھی اپنی قوم کے لئے ایسی ہی دعا فرمادیتے تو کوئی ایک بھی بچنے نہ پاتا حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کو زخمی کیا، آپ کا روخ انور خون آلودہ ہو گیا اور دندان مبارک شہید کر دیئے گئے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے لئے ہلاکت کی دعا مانگنے سے انکار فرمایا بلکہ قوم کی بھلائی کے لئے بارگاہ خداوندی میں یوں طلبگار ہوئے۔

”اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ یہ لوگ میرے منصب کو پہچانتے نہیں“

حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا اور آپ ﷺ نے موٹے کناروں والی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی اس چادر کو زور سے کھینچا جس کے باعث گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا :

اے محمد! میرے ان دونوں اونٹوں کو مال سے لاد دو۔ تم کچھ اپنے باپ کے مال سے تو نہیں دو گے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہی رہے اور صرف یہی فرمایا کہ مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔۔۔۔۔ پھر فرمایا کہ اے اعرابی! کیا آپ سے اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے۔ اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ آپ ﷺ برائی کا برائی کے ساتھ بدلہ نہیں دیا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی زیادتی کا بدلہ کبھی نہیں لیا جس کا تعلق آپ ﷺ ہی کی ذات سے ہو، ہاں محارم النبی کا معاملہ الگ ہے۔ آپ ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا سوائے میدان جہاد کے اور اپنے کسی خادم یا ازواج مطہرات میں سے کسی کو کبھی نہیں پیٹا۔

حضرت حسن مجتبیٰؓ، ہند بن ابی ہالہؓ سے راوی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو دنیا اور دنیاوی اشیاء ناراض نہیں کرتی تھیں۔ جب حق پر تعدی کی جاتی تو پھر آپ ﷺ کے غیض و غضب کے آگے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیتے۔ نہ آپ ﷺ اپنی ذات کے سلسلہ ناراض ہوتے تھے اور نہ ہی اس کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر احد کے دن سے بھی کوئی زیادہ سخت دن آیا ہے جس میں آپ ﷺ کو تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری قوم قریش سے ایسے کئی دن دیکھے ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا جب کہ میں نے طائف میں جا کر عبد کلال کے بیٹوں کو اسلام قبول کرنے اور تبلیغ اسلام میں اعانت و نصرت کے لئے کہا مگر انہوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ اوباش اور آوارہ لوگوں کو میری ایذا رسانی پر مامور کر دیا جنہوں نے مجھے پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ میں انتہائی نغمکینی کی حالت میں چل دیا اور جب قرن ثعلب میں پہنچا تو طبیعت میں افاقہ ہوا اور رنج و الم اور درد و غم سے طاری ہونے والی مدہوشی ختم ہوئی۔ اچانک دیکھا ہوں کہ ایک بادل سا مجھ پر سایہ فگن ہے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انہوں نے مجھ کو پکار کر کہا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف پہاڑوں پر مامور فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں حکم دیں اتنے میں پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے نداء دی اور سلام پیش کرنے کے بعد کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کا جواب سنا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ جو چاہیں مجھے حکم فرمادیں۔ اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں

کو آپس میں ملا دوں اور اہل طائف کو ان کے درمیان پس کر رکھ دوں۔
 سرور عالم رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 ان کی پشتوں سے ایسے افراد پیدا کرے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور
 اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے لہذا میں تجھے یہ حکم نہیں دیتا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا کہ میں تورات میں بیان کردہ
 صفات نبویہ بھی دیکھ چکا صرف آپ ﷺ کی حلم بردباری کا مشاہدہ اور تجربہ نہیں کر
 سکا تھا چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو ایک مدت معینہ کے لئے تمیں دینا بطور قرض دیئے
 ابھی مدت مقررہ میں ایک دن باقی تھا کہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد ﷺ! مجھے
 میرا حق پورا پورا ادا کریں۔ تم سب بنی عبدالمطلب ٹال مٹول اور پس و پیش سے کام
 لینے والے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے یہودی! کیا پاگل تو نہیں ہو گیا! بخدا اگر
 سرور عالم ﷺ موجود نہ ہوتے تو میں تیرا سر قلم کر دیتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
 اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے اے عمرؓ ہمیں تمہاری طرف سے اس سے
 مختلف سلوک اور برتاؤ کی ضرورت تھی۔ مجھے واجب الاداء قرض کی ادائیگی کا مشورہ
 دیتے اور اس کو حق دلانے میں مددگار ثابت ہوتے کیونکہ وہ اس امر کا زیادہ حاجتمند
 تھا۔ وہ یہودی کہتا ہے کہ میرے جہل اور احمقانہ سلوک نے آپ ﷺ کے حلم و تحمل
 میں اضافہ کیا نہ کہ غیض و غضب میں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہودی تیری مقرر کردہ مدت کل پوری ہو گی اور
 تیرا قرض واجب الادا ہو گا۔ حضرت فاروق اعظمؓ سے فرمایا: اے ابا حفص فلاں
 باغ کی طرف کل جانا جس کا مطالبہ اس نے پہلے دن کیا اور اس سے اس کا قرض ادا
 کرنا۔ اگر راضی ہو جائے تو بہتر نیز اسے مزید اتنے اتنے صاع دے دینا اور اگر وہاں
 سے اپنے قرض کا عوض وصول کرنے پر رضامند نہ ہو تو پھر فلاں باغ سے اس کا قرض
 ادا کر دینا اور اتنے اتنے صاع مزید بھی دینا تاکہ جو تغلیظ و تشدید تم نے اس سے کی ہے
 اس کا کفارہ ہو جائے۔

جب یہودی نے ان کھجوروں پر قبضہ کر لیا تو کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ انہ

رسول اللہ بخدا اے عمر! مجھے اس سلوک پر جو تم نے دیکھا اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا صرف اور صرف اس چیز نے ہر انگ پختہ کیا کہ میں آپ ﷺ کی جملہ علامات نبوت کو پرکھوں جو تورات میں مذکور تھیں اور صرف یہی علامت پرکھنا باقی تھی تو میں نے آج کے دن ان کے علم و حوصلہ اور تحمل و بردباری کو آزمایا اس وصف کمال کو بھی علامات تورات کے بالکل مطابق پایا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجوریں اور دوسرے تمام مال کا نصف سب فقراء و مساکین کے لئے صدقہ ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض فقراء کہو کیونکہ سب فقراء پر خرچ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ چنانچہ اس سے بعض فقراء پر خرچ کرنے کا عہد لیا اس یہودی کا سارا گھرانہ مشرف بہ اسلام ہو گیا سو ایک بوڑھے کے جس کی عمر سو سال تھی وہ کفر پر اڑا رہا (نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ)

باب ہفتم

حضور ﷺ کے ذوقِ عبادت

اور خشیتِ الہی کا بیان

حضور ﷺ پر تمام تر محبوبیت اور بارگاہ الہی میں بڑی قدر و منزلت کے باوجود ہمہ وقت خشیت الہی کا غلبہ رہتا۔ یہاں تک کہ آپ فرمایا کرتے کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ آپ رات کو اس قدر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے۔ اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے براہِ ترحم فرمایا:

”ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں“

آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کا سا جوش سنائی دیتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو

کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو یقیناً کم ہنتے اور زیادہ روتے۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی

نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک میں

وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چڑچڑاتے

ہیں کیونکہ ان پر چار انگشت بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کسی فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے

لئے اپنی پیشانی سجدے میں نہ رکھی ہو۔ خدا کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے

تو یقیناً تم بہت کم ہنتے اور بہت زیادہ روتے۔ اور فرش زمین پر لذتوں سے لطف اندوز

ہونا چھوڑ دیتے اور باری تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے ہوئے ضرور جنگلوں کی

طرف نکل جاتے اس کے بعد فرماتے۔ ”کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا“

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کون و مکان ﷺ

اس کثرت سے نماز پڑھتے کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ جب بارگاہ

رسالت میں یہ گزارش پیش کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں

جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب تو اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں بھی معاف فرمادی ہیں تو اس معلم کائنات نے جواب دیا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں دوام و ہمیشگی ہوتی تھی جبکہ کوئی بھی دوسرا ایسا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ایک شب تو رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز میں مشغول ہوئے کہ ایک ہی آیت کی بار بار تلاوت کرتے ہوئے ساری رات گزار دی۔۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مشغول تھے اور آپ کے سینہ اقدس سے اس طرح آواز آ رہی تھی جیسا کہ کھولتی ہوئی ہنڈیا سے آواز آیا کرتی ہے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر غمناک اور متفکر رہتے تھے۔ آپ کو دنیا کے آرام و راحت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ خود سرور کون و مکان ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں دوسری روایت میں ستر بار استغفار کرنے کا ذکر ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی سنت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا۔ معرفت میرا سرمایہ، عقل میرے دین کی بنیاد، محبت جڑ، شوق میری سواری، ذکر الہی میرا مونس، عاجزی میرا فخر، زہد میرا پیشہ، غم میرا رفیق، علم میرا ہتھیار، صبر میری چادر، رضا میری غنیمت، وثوق میرا خزانہ، یقین میری قوت، صدق میری سفارش، احکام الہی کی اطاعت میرا حسب، جہاد میری عادت ہے اور میرا آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔۔۔۔۔ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ ذکر الہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم اپنی امت کے لئے اور میرا اشتیاق اپنے پروردگار کی جانب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مجالس نبوی میں حاضر ہوتے تھے اور آپ وقفہ وقفہ سے یہ فرماتے۔ اے میرے رب مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے پڑھتے

رہتے اور شمار کرتے تو مجموعی طور پر آپ کی استغفار سو بار تک جا پہنچتی تھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز چاشت ادا فرمائی پھر سو مرتبہ یہ کہا اے میرے اللہ! مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنی سند کے ساتھ اپنے دادا سے سے راوی ہیں کہ ہمارے ہاں رسول اکرم ﷺ تشریف لائے۔ در آنحالیکہ ہم سبھی بیٹھے ہوئے اور موجود تھے تو آپ نے فرمایا کوئی صبح طلوع نہیں کرتی مگر میں اس میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں۔

چونکہ آپ ﷺ پر نئی سے نئی تجلیات نازل ہوتی رہتی تھیں۔ تجلی حسب استعداد محل ہوتی ہے اور آپ کی روحانی استعداد مسلسل بڑھتی رہتی تھی اس لئے جب بعد کے مرتبہ کو پہلے مرتبہ کے مقابلے میں اعلیٰ دیکھتے تو مرتبہ قبل کو تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا گیا کہ نیکوں کی حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں یہ استغفار درجہ شکر میں تھا اور بلندی مراتب کا باعث تھا۔

آپ تمام احوال، اقوال اور افعال میں کبار اور صغائر سے کلتاً معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا۔ اِقْدَمَ سَبَہَا نہ صحت میں نہ مرض میں، نہ واقعہ، نہ مراد لینے میں، نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں اور نہ ناراضگی میں، اس کے باوجود آپ ﷺ پر خشیتِ الہی کا غلبہ رہتا تھا۔ یہ حضور الہی میں تشکر تھا اور اظہار بندگی تھا۔ اسی میں عبدیت کا کمال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ﷺ کی حالت یہ ہو جاتی کہ گویا نہ آپ ﷺ ہمیں پہچانتے ہیں اور نہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب آذان سنتے تو آپ ﷺ کی یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے۔

حضور ﷺ پر قرب الہی میں بعض اوقات ایسے بھی گزرتے تھے کہ آپ بجز ذات حق کے کسی کو نہ پہچان سکتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ اس وقت حق تعالیٰ کی معیت اور قرب کی تجلیات میں محو تھے۔ غلبہ حضور مع الحق کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہ پہچان سکے اور دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا ابو بکر کی بیٹی، پھر بھی آپ کو اس حالت سے افاقہ نہ ہو اور دریافت فرمایا کہ ابو بکر کون ہیں؟ عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ابو قحافہ کون؟ تب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر دہشت و خوف کا غلبہ ہو گیا اور چپکے سے واپس ہو گئیں۔ پھر آپ کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سب ماجرہ کہہ سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! میرے اور میرے اللہ کے درمیان بعض مخصوص اوقات ہوتے ہیں جن میں مجھے ایسا قرب نصیب ہوتا ہے کہ اس مقام قرب میں نہ تو کسی نبی مرسل کی رسائی ہو سکتی ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کی۔

ابنہ الحسن رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارگاہ خداوندی میں دعا اور گریہ و زاری فرماتے تو اپنے ہاتھ بلند فرماتے اور آگے پھیلا لیتے جیسے مساکین کھانا طلب کرتے وقت ہاتھ پھیلاتے ہیں اور دست سوال دراز کرتے ہیں۔ جب کبھی زور سے ہوا چلتی آپ ﷺ سہم جاتے۔ کسی ضروری کام میں ہوتے تو اس کو چھوڑ کر قبلہ رخ ہو جاتے اور فرماتے خدا یا تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب مطلع صاف ہو جاتا یا پانی برس جاتا تو مسرور ہوتے اور خدا کا شکر ادا فرماتے۔ ایک دن اس قسم کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں پریشان ہو جاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا عائشہؓ تو نے قوم ہود کا واقعہ نہیں پڑھا جس نے بادل دیکھ کر کہا کہ یہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے والا ہے حالانکہ وہ عذاب الہی تھا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بال سفید ہونے لگے ہیں۔ فرمایا مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، المرسلات اور عمّ بتساءل نے بوڑھا کر دیا۔ ان سورتوں میں انبیاء صلی اللہ علیہم السلام سابقہ امم اور قیامت وغیرہ کے واقعات مذکور ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث شب گزر چلتی تو با آواز بلند یہ الفاظ ادا فرماتے۔ ”لوگو خدا کو یاد کرو“ زلزلہ آنے والا ہے اس کے پیچھے آنے والا آرہا ہے، موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی، موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی“

حضرت عبد اللہ بن شخیمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہنڈیا ابل رہی ہے۔

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے۔ راہ میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ بولے ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی، پاس ہی اس کا لڑکا تھا۔ آگ خوب روشن ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی اور بولی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں؟ ارشاد ہوا ہاں! پھر اس نے پوچھا کیا ایک ماں اپنے بچہ پر جس قدر مہربان ہے، خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یقیناً ہے۔ اس نے کہا تو ماں اپنے بچہ کو آگ میں ڈالتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا: خدا اس بندے کو عذاب دے گا جو مرکش اور باغی ہے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پڑھی پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہی میری جماعت میں ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی دعا پڑھی اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف کر دے تو تو غالب و دانا ہے۔ روایت میں ہے کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللھم ائتی ائتی فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو

جاری تھے۔

حضرت میسرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اہل جاہلیت تھے اور بت پرست اور اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں قتل کیا کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی۔ میں جب اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر بہت خوش ہوتی۔ میں نے ایک دن اس کو بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ تو میں چلتا رہا حتیٰ کہ اپنے گھر سے کچھ فاصلہ پر ایک کنواں تھا۔ اس پر پہنچ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں پھینک دیا اور ہمیشہ کے لئے نگاہوں سے اوجھل کر دیا اور اس کے آخری کلمات جو میرے کانوں میں پہنچ کر سنائی دے رہے تھے وہ تھے۔ یا ابتاہ ابتاہ۔ اے ابا جان اے ابا جان کہہ رہی تھی (مگر میرا پتھر سے بھی زیادہ سنگین دل ذرا بھی متاثر نہ ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سن کر رو دیئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو مبارک اچھل پڑے۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے اس کو کہا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن و ملال میں ڈال دیا ہے تو اس نے جواب میں کہا تم کوئی بات مت کرو۔ آپ خود دریافت فرمائیں گے کہ کس چیز نے آپ کو غمگین کیا ہے۔

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اپنی بات دہراؤ اور مجھے سناؤ اس نے دوبارہ قصہ سنایا تو آپ اس قدر آبدیدہ ہوئے کہ آنسوؤں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو تر کر دیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے دور جاہلیت اور زمانہ کفر کے اعمال سے درگزر فرما دیا ہے۔ اب نئے سرے سے نیک اعمال اور صالح افعال کرو۔

حضرت ثابت بن سرح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوات مبارک میں سے ایک دعایہ تھی اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو زور سے برسنے والی ہوں اور برسنے آنسوؤں کے ساتھ رنیں اور تیرے عذاب و عتاب سے خوفزدہ ہوں۔ پہلے اس کے آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگارے یعنی عذاب نار میں مبتلا ہونے سے قبل اس عذاب کا ڈر اور خوف دل میں پیدا ہو جائے تاکہ آنکھیں آنسوؤں کے ذریعے اس آگ اور اس کو ملاحظہ کرنے سے پہلے اس کے بچاؤ کی تدبیر کر لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ام المومنین! مجھے وہ عجیب ترین امر بتلاؤ جو آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہو تو آپ رو پڑیں اور فرمایا کہ آپ کے جملہ امور و افعال اور اعمال و اخلاق بہت پیارے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف لائے حتیٰ کہ جب میرے ساتھ لحاف میں لیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر میرے جسم سے مس ہوا تو فرمایا اے عائشہ! کیا مجھے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو تو میں نے عرض کیا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب خداوندی پسند ہے اور جو آپ کی پسند ہے وہی مجھے پسند اور محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کھڑے ایک مشکیزہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وضو فرمایا مگر زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا پھر کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے اور رونے لگے حتیٰ کہ آنسو مبارک اس فراوانی سے بہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو تر فرمادیا پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لیا اور دایاں ہاتھ مبارک رخسار کے نیچے رکھا اور روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تاکہ نماز کے وقت اور جماعت کے متعلق عرض کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب پہلوؤں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کا دنیا میں اعلان فرمادیا ہے اور بخشش کا مژدہ جانفزا سنا دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور جتنا اس کا کرم عمیم اور احسان عظیم مجھ پر ہے اس کے مطابق شکر ادا نہ کروں پھر فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں نہ رُوؤں؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے میدان بدر والی رات دیکھا کہ ہم میں سے کسی نے قیام نہ کیا اور رات کو نوافل ادا نہیں کیے تھے۔ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز ادا فرما رہے تھے اور رو رہے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ شریک سفر تھا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور روئے اور اس قدر روئے کہ روتے روتے زمین پر گر گئے۔ آپ نے بیس (۲۰) مرتبہ اس آیت مقدسہ کو پڑھا اور ہر بار اس کثرت سے روئے کہ زمین پر گر گئے اور آخری مرتبہ فرمایا:

”وہ بہت ہی خائب و خامبر ہوا جس کو رحمن و رحیم نے اپنے رحم و کرم سے

محروم رکھا“

عبدالحق عظیمی



باب ہشتم

حضور ﷺ کی محبت و تعظیم میں
اصحاب کرام کے معمولات کا بیان

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر میں غایت درجہ اہتمام فرماتے حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں میری نظروں میں کوئی شخصیت نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھی اور اور نہ کوئی آپ ﷺ سے زیادہ بزرگ اور مرتبے والا تھا مگر آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ اور ہیبت و جلالت کا یہ عالم تھا کہ میری کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ میں آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھ سکتا۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حاضرین وہاں اس طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور اگر انہوں نے ذرا بھی حرکت کی تو وہ اڑ جائیں گے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی مروی ہے جس میں صحابہ نے خود بیان کیا ہے کہ ہم بارگاہ رسالت میں ایک طرح بیٹھے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو حاضرین اپنی گردنیں جھکا لیتے تھے۔

عروہ بن مسعود نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر میں کفار مکہ کا نمائندہ بن کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو میں صحابہ کرام کے والہانہ جذبہ سے بہت متاثر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ یہ جان نثار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غسلہ وضو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے میں آپس میں لڑتے ہیں اگر آپ ﷺ اپنا مبارک لعاب دہن نیچے پھینکتے تو صحابہ اس کو حاصل کر کے اپنے چہروں پر مل لیتے۔ اگر حضور ﷺ کا کوئی بال مبارک ہاتھ آتا تو اسے محفوظ کر لیتے۔ اگر ان میں

سے کسی کو کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل ہوتی جس وقت حضور علیہ السلام کلام فرماتے بالکل سناٹا چھا جاتا اور سب کلام نبوی ﷺ کو غور سے سنتے تھے۔ حضور علیہ السلام کی عزت و توقیر ایسی کرتے جو دوسروں کے لئے قابل تقلید ہو ادب کا یہ عالم تھا کہ صحابہ نظریں نیچی رکھتے اور حضور علیہ السلام کی جانب نظر نہیں اٹھاتے تھے۔

عروہ نے یہ منظر دیکھا تو کفار مکہ کو جا کر بتایا کہ میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار بھی دیکھے ہیں جشہ کا دربار بھی دیکھا ہے لیکن خدا کی قسم جو منظر میں نے دربار نبوی کا دیکھا ہے کہیں نظر نہ آیا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاں نثاروں جیسے جاں نثار مجھے کہیں نظر نہ آئے یہ وہ قوم ہے جو اپنی مقتدر شخصیت کو کسی کے حوالہ نہیں کرے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنا مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ بال ترشواز ہے تھے اور صحابہ کرام حضور ﷺ کے گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی حاصل کر لیں۔

جناب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی جانب سے سفیر بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو اہل مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کعبہ کر سکتے ہیں لیکن غیرت عثمانی نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ تنہا طواف کریں۔ آپ نے واشکاف الفاظ میں فرمایا کہ یہ ناممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کے بغیر طواف کعبہ کروں۔ پہلے آقا ﷺ طواف کر لیں اس کے بعد میں کروں گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا معمول یہ تھا کہ وہ کاتسانہ نبوت پر حاضر ہوتے تو فرط ادب سے دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں کوئی بات حضور ﷺ سے معلوم کرنا چاہتا تو مدت تک موقع کی تلاش میں رہتا تھا لیکن ادب کی وجہ سے دریافت نہ کر سکتا تھا اور اس میں برسوں گزر جاتے تھے۔

حضرت صفیہ بنت نجدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب ابو محذورہ کے سر کے اگلے حصہ کے بال اس قدر لمبے تھے کہ اگر بیٹھے بیٹھے ان کو کھولتے تو وہ زمین سے لگ

جاتے تھے کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان کو کواتے کیوں نہیں تو اس عاشق رسول نے جواب دیا کہ ان سے ایک یادگار وابستہ ہے ان کو کس طرح کٹوا سکتا ہوں ان بالوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے چھوا تھا۔

حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور علیہ السلام کے چند موئے مبارک تھے اتفاقاً وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر گئی اس کو اٹھانے کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی اور اس سلسلہ میں چند صحابہ بھی شہید ہو گئے بعد میں جب لوگوں نے ان سے شکایت کی اور اس ٹوپی کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت خالد نے فرمایا کہ اس ٹوپی کی بذاتہ کوئی اہمیت نہ تھی لیکن اس میں نعمت بے بہا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے اور اس کے حصول کی غرض و غایت میں دو امور پنہاں تھے ایک تو یہ کہ وہ ٹوپی کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے اور دوسرے یہ کہ میں ان موئے مبارک کی برکتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ معمول تھا کہ وہ بستر نبوی کی اس جگہ کو جہاں حضور تشریف فرما ہوا کرتے تھے اپنے ہاتھ سے چھوتے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔

حضرت سہل بن سعد ساعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیا آپ نماز پڑھادیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ بس فوراً اقامت ہو گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے۔ دوران نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی اور جانب التفات نہ فرماتے تھے یعنی کامل محویت کا عالم ہوتا تھا۔ جب تالیوں کی آواز زیادہ ہو گئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں امامت کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر امامت کرائی۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب میں نے حکم دے دیا تھا تو تم مصلے پر کیوں نہ ٹھہرے حضرت ابو بکر نے عرض کیا ابی تمناہ کے بیٹے کو یہ کب سزاوار ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امامت کرائے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اس کی کیا وجہ کہ میں نے تمہیں (بکثرت) تالیاں بجاتے دیکھا اگر کسی کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو بلند آواز سے سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا (امام اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا) اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ مارنا صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ (صحیح بخاری)

بخاری شریف میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام وصال میں جب کہ نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے سو موار کے روز جبکہ تمام صحابہ کرام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امت میں نماز ادا کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے افادہ محسوس کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمایا (ہم نے دیکھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور قرآن کے ورق کی طرح پر نور تھا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار کے بعد اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کر لیا کہ نماز کو بھول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار ہی میں محو ہو جائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہوئے مصلے چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کرانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان پر کیف لمحات کی منظر کشی بخاری شریف میں ان الفاظ میں کی گئی ہے جب پردہ ہٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا مسلم شریف میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے۔

امام ترمذی کی روایت کے الفاظ ہیں۔

قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے
 ”اپنی جگہ کھڑے رہو۔“

شیخ ابراہیم بیجوری ”اس موقع پر صحابہ کرام کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے
 فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے شفیاب ہونے کی خوشی میں
 متحرک ہو جاتے حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کر لیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا
 نماز پڑھانے باہر تشریف لارہے ہیں۔ لہذا ہم محراب تک کا راستہ خالی کر دیں چنانچہ
 بعض صحابہ خوشی کی وجہ سے کود پڑے۔“

امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوٰۃ کے تحت صحابہ کرام کی واہمانہ کیفیت کو ان
 الفاظ بیان کیا ہے۔

”اور مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ آپ ﷺ
 نے نماز پورا کرنے کا حکم دیا“ مولانا احمد علی سہارنپوری نے اس روایت کا ترجمہ اور
 فوائد ان الفاظ میں کرکئے ہیں۔

”مسلمانوں نے آپ ﷺ کی صحت کی خوشی اور سرور میں اپنی نمازیں
 چھوڑنے کا ارادہ کر لیا“ یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ پردے کے ہٹتے ہی صحابہ کرام
 نے اپنی توجہ کا شانہ نبوی کی طرف کر دی تھی کیونکہ اگر صحابہ کرام اس طرف متوجہ نہ
 ہوتے تو آپ ﷺ کے اشارے کو نہ دیکھ سکتے حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کے
 اشارے کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کی۔“



باب نهم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

معجزات و تصرفات کا بیان

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کفار کے مطالبے پر چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر آگیا تھا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے اور آپ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا۔

امام مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شق القمر کا معجزہ مکہ معظمہ میں واقع ہوا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قریش نے اس وقت کہا تھا کہ جادو کر دیا گیا ہے۔ ایک شخص بولا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر جادو کر بھی دیا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے ساری زمین کو اپنے جادو کی لپیٹ میں لے لیا ہو لہذا ہمیں چاہیے کہ دوسرے شہروں کے جو لوگ یہاں آتے ہیں ان سے دریافت کریں کہ انہوں نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں یا نہیں۔ جب انہوں نے آنے والے لوگوں سے پوچھا تو وہ بھی چاند کے شق ہونے کی شہادت دیتے تھے۔

اس کے مطابق امام سمرقندی نے ضحاک سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ابو جہل کہنے لگا کہ یہ جادو کر دیا گیا ہے لہذا آس پاس کے لوگوں کے پاس آدمی بھیج کر صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ارد گرد کے لوگوں نے بھی یہی بتایا کہ ہم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے تھے اس پر کفار کہنے لگے کہ یہ قدیمی جادو ہے جو ایک مدت سے چلا آ رہا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر کئی صحابہ کرام سے بھی یہ واقعہ مروی ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت انس (۲) حضرت عبد اللہ بن عباس (۳) حضرت عبد اللہ بن عمر (۴) حضرت حذیفہ (۵) حضرت علی المرتضیٰ (۶) حضرت جیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابی حذیفہ ارجعی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ
الکریم نے فرمایا کہ جب چاند کے دو ٹکڑے کئے گئے تھے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ
تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے نشانی
طلب کی تھی تو آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف تھا
اور دوسرا اس جانب۔ اس واقعہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام قتادہ نے بھی روایت
کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے تاکید کے ساتھ کفار کو
دکھائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَنَشَقَّ الْقَمَرُ** اور اس
خبر کو حضرت جبر بن مطعم سے ان کے بیٹے محمد اور ان سے ان کے فرزند جبیر بن محمد
رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے عبید اللہ بن عتبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے
امام مجاہد نے اور حضرت حذیفہ سے عبد الرحمن السلمی اور مسلم بن ابی عمران الذوی
رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ امام ابو جعفر طحاوی نے دو سندوں کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے
اپنی کتاب مشکل الحدیث میں تخریج کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنا سر مبارک حضرت علی
الرضی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر
ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ بیدار ہونے سے سرور کون و مکان
ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اے علی تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض گزار ہوئے
آقا نماز عصر تا حال نہیں پڑھی۔ فخر دو عالم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ
خداوندی میں عرض گزار ہوئے۔ اے ذوالمنن یہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی
اطاعت میں مشغول تھا اس کے لئے سورج کو واپس پھیر دے (تاکہ یہ نماز عصر ادا
کرے)۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ غروب ہونے کے بعد سورج کو مغرب سے
طلوع ہوتے ہوئے دیکھا گیا اور اس نے پہاڑوں اور زمین پر اپنی دھوپ بکھیر دی یہ
واقعہ خیبر کے راستے میں منزل صبا میں پیش آیا تھا۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں

حدیثیں صحیح و ثابت ہیں اور ان کے راوی معتبر و ثقہ ہیں۔ امام طحاویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ جسے علم کی ہوا لگی ہو اسے حدیث اسماء کی صحت کا انکار زیب نہیں دیتا اس لئے کہ یہ روایت علامات نبوت میں سے ہے۔

۳۔ یونس بن بکرؒ نے اپنی کتاب زیادة المغازی میں ابن اسحاقؒ کی روایت نقل کی ہے کہ جب سرور کون و مکاں ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ نے قوم کو ان کے استفسار پر ان کے قافلے اور اونٹوں کی خبریں دیں تو انہوں نے پوچھا وہ کب پہنچیں گے؟ آپ نے جواب دیا، وہ بدھ کے روز یہاں پہنچ جائیں گے جب بدھ کا روز آیا تو قریش کے سرداران ان کا انتظار کرنے لگے۔ دن ختم ہونے کو تھا لیکن تقریباً ایک پہر آپ کی خاطر ٹھہرا رہا یہاں تک قافلے پہنچ گئے۔

۴۔ آپ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی جاری ہونے کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں سے حضرت انسؓ، حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو اسحاق ابراہیم بن جعفرؒ نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی کہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے لوگ پانی کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں لیکن کہیں پانی نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا (جو قطرہ قطرہ اکٹھا کر کے پیش کیا گیا) آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس پانی سے وضو کرتے جاؤ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی ابل رہا تھا لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا اور اول سے آخر تک تمام لوگ وضو کر کے فارغ ہو گئے۔

اس حدیث کو حضرت انسؓ سے امام قتادہؒ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ جب سرور کون و مکاں ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا تو اتنا تھا کہ انگلیاں ڈوب جاتیں یا ڈوبتی نہ تھیں۔ قتادہؒ نے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے حضرات تھے تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ تین سو کے قریب تھے۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جو حضرت علقمہ کے طریقے سے ہے وہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اس میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ہمارے پاس پانی ختم ہو گیا فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس جتنا بھی پانی ہے (خواہ چند قطرے ہی کیوں نہ ہوں) یہاں لے آئے چنانچہ جن کے پاس تھوڑا بہت پانی نکلا وہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے سب پانی ایک برتن میں اکٹھا کر لیا اور اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا۔ فوراً آپ کی انگشت ہائے مبارک سے (چشموں کی طرح) پانی ابلنے لگا۔

۶۔ صحیح بخاری میں سالم بن ابی الجعد کے طریقے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے روز ہم پر تشنگی غالب ہو گئی (کیونکہ پانی ختم ہو گیا تھا) بارگاہ رسالت میں ایک چھاگل کے اندر پانی پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے وضو فرمانا شروع کر دیا لوگ دوڑ کر عرض گزار ہوئے کہ حضور! اس کے علاوہ ہمارے پاس اور پانی نہیں ہے آپ نے چھاگل پر اپنا دست مبارک رکھ دیا تو انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس وقت کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہم سب کے لئے کافی ہوتا لیکن اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔

۷۔ صحیح مسلم میں غزوہ بواط کے متعلق وہ حدیث ہے جس کو ولید بن عبادہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر! وضو کے لئے لوگوں کو بلا لو۔ آگے طویل حدیث بیان کی کہ پانی کی ایک پرانی مشک سے صرف چند قطرے مل سکے تھے جو بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے آپ نے وہ پانی لے کر کچھ پڑھا اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کیا پڑھا تھا اور حکم فرمایا کہ لوگوں کو آواز دو تاکہ وہ ٹب لائیں۔ چنانچہ ٹب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور آپ نے اپنا دست مبارک ٹب میں رکھ کر انگلیاں پھیلا دیں میں نے وہ پانی ٹب میں ڈال دیا اور آپ نے بسم اللہ پڑھی میں نے دیکھا کہ آپ کی انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی پوری تیزی کے ساتھ ابل رہا تھا پھر ٹب کا پانی بھی جوش مارنے اور گھومنے لگا یہاں تک کہ وہ برتن

لبالب بھر گیا آپ نے لوگوں کو پانی پینے کا حکم دیا سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ جب آپ نے آواز دی کہ ایسا کوئی شخص باقی ہے جسے پانی کی حاجت ہو جب ایسا کوئی آدمی نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور اس وقت ٹب بھرا ہوا تھا۔

۸۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے الموطا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک کے وقت لشکر اسلام ایسے چشمے پر فروکش ہوا تھا جو برائے نام بہ رہا تھا صحابہ کرام ہاتھ سے پانی روکتے جب کچھ پانی جمع ہو جاتا تو کسی برتن میں ڈال لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چشمے پر آکر منہ ہاتھ دھوئے اور مستعمل پانی اسی میں ڈالتے گئے جس کی برکت سے پوری تیزی کے ساتھ چشمہ رواں دواں ہو گیا اور سب لوگ سیراب ہو گئے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ پانی اتنی تیزی سے بہنے لگا تھا کہ اس کی آواز گرج کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو اس جگہ باغ ہی باغ دیکھے گا۔

۹۔ واقعہ حدیبیہ میں ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے ایک گڑھے کے وسط میں نصب کر دیا۔ اس سے اتنا پانی نکلا کہ سب نے پیا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پانی پلا کر ان کے بٹھانے کی جگہ تلاش کرنے لگے کیونکہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔

۱۰۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے فخرِ دو عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور صرف اتنا کھانا تیار کیا جو دونوں حضرات کے لئے کافی ہو جائے کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انصار میں سے تمیں معززین کو اور بلا لیجئے جب وہ تمیں کھانا کھا کر چلے گئے تو کھانا اتنا ہی موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ بھی بلائے گئے پھر فرمایا ستر آدمی اور بلا لاؤ۔ وہ بھی آگئے اور شکم سیر ہو کر کھا گئے لیکن پھر بھی اتنا ہی موجود تھا۔ یہ معجزہ دیکھ کر جتنے آدمی دعوت میں شامل ہوئے تھے سب آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز میرے گھر میں ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا تھا۔

۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اچانک ایک اعرابی آگیا آپ نے دریافت فرمایا۔ اے اعرابی کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ اہل و عیال کے پاس جا رہا ہوں۔ پوچھا کیا تجھے اپنی بھلائی درکار ہے؟ اس نے کہا وہ کیسی بھلائی ہے؟ فرمایا تیری بھلائی اس میں ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کی ان باتوں کی گواہی دینے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میدان کے اس کنارے پر جو کیکر کا درخت کھڑا ہے یہ بھی میری گواہی دیتا ہے چنانچہ بلانے پر وہ درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس کی تین مرتبہ اس نے تصدیق کی اور پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

۱۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا اس درخت کو جا کر کہہ دو کہ تجھے اللہ کا رسول بلاتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درخت یہ حکم سنتے ہی آگے پیچھے اور دائیں بائیں جھکا اس سے اس کی جڑ اکھڑ گئی۔ پھر وہ زمین کو چیرتا اپنی جڑیں گھسیٹتا اور مٹی اڑاتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! اعرابی نے کہا کہ آپ اس درخت کو اپنی اصلی جگہ پر لوٹ جانے کا حکم دیجئے۔ چنانچہ درخت اپنی اصل جگہ لوٹ گیا جڑیں جم گئیں اور وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اسے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

بعد ازاں اعرابی عرض گزار ہوا کہ مجھے اپنے لئے سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ کرنے کا میں حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کریں۔ اس کے بعد اعرابی نے التجا کی کہ مجھے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو چومنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس امر کی اجازت دے دی۔

۱۳۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

کہ فلاں درخت سے جا کر کہہ دو کہ تم اس دوسرے درخت سے جا کر مل جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں رسول اللہ ﷺ بیٹھ سکیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے ارشاد عالی کی تعمیل کی۔ چنانچہ وہ درخت اپنی جگہ سے ہلا اور دوسرے درخت سے جا کر مل گیا سرور کون و مکاں ﷺ ان درختوں کے پیچھے جا کر بیٹھ گئے اور میں پرے چلا گیا اور بیٹھ کر شان رسالت کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد میں نے پلٹ کر دیکھا تو فخر و عالم ﷺ تشریف لارہے تھے پس دونوں درخت اپنے اپنے تہ پر سیدھے کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ذرا توقف کے بعد اپنے سر مبارک سے دائیں اور بائیں جانب اشارہ فرمایا تو وہ درخت واپس اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

۱۴۔ ابن فورک رحمہ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ ایک جانب محویت کی حالت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ سامنے بیری کا درخت آگیا آپ کو دیکھ کر بیری کا درخت خود پھٹ گیا اور آپ کے لئے راستہ بنا دیا آپ اس کے درمیان سے گزر گئے اور ہمارے زمانے تک وہ اسی حالت میں دو شاخہ ہے دور دور تک اس درخت کی شہرت ہے لوگ اس کی تعظیم اور زیارت کرتے ہیں۔

۱۵۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس کی تخریج کی ہے اور دس سے زیادہ صحابہ کرام نے اسے روایت کیا ہے جن میں حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابی بن کعب، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابو سعید خدری، حضرت بریدہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ یہ تمام حضرات اس حدیث کو معنا روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ہم نے اس ستون کی اس طرح گریہ زاری سنی جیسے بچہ جننے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر شریف

جلوہ افروز ہوئے تو ستون بیل کی طرح چلانے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ستون کے رونے کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ ستون ایسا پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ پھٹ گیا اور جب نبی کریم ﷺ نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا تو خاموش ہوا۔ دیگر حضرات کی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فقدان ذکر کے باعث روتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حبیب پروردگار اسے سینے سے نہ لگاتے تو آپ کی جدائی میں وہ قیامت تک برابر روتا رہتا پس رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس ستون کو منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا جیسا کہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ، حضرت سہل بن سعد کی روایتوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے جو اسحاق علیہ الرحمۃ کے طریق سے ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ وہ منبر رسول کے نیچے دفن کیا گیا اور بعض طریق میں یہ ہے کہ مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا گیا۔

امام اسفرائینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روتے ہوئے ستون کو بلایا تو وہ لپک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رحمت دو عالم ﷺ نے اسے سینے سے لگایا اس کے بعد اسے واپس لوٹنے کا حکم دیا تو واپس چلا گیا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ستون کو تڑپتے اور ہلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا۔

اگر تو چاہے تو میں تجھے اسی بلوغ میں لوٹا دوں جس میں تو پہلے تھا۔ وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے اوپر پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں

ان شئت اردك الى العائط الذي كنت فيه تنبت لك عروقل و يكمل خلقك و لجدر الك حوص و ثمرة و ان شئت اغرسك في الجنة لياكل اولياء الله من

ثم لك ثم اصغى له النبي ﷺ
 يستمع ما يقول فقال بل تغرسني في
 الجنة فياكل مني اولياء الله و
 اكون في مكان لا اهل فيه فسمعه
 من بله فقال النبي ﷺ فقد
 فعلت ثم قال اختار دار البقا على
 دار الفناء

جنت میں تجھے لگا دوں اور اویسا ۔۔
 تیرا پھل کھائیں۔ پھر نبی کریم ﷺ
 نے اس کی جانب کان لگائے کہ جواب
 کیا دیتا ہے۔ جواب دیا مجھے جنت میں
 لگا دیجئے تاکہ اولیاء اللہ میرے پھل
 کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے یہ
 کام کر دیا۔ پھر فرمایا اس نے فانی گھر
 چھوڑ کر باقی رہنے والی گھر پسند کیا۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار
 رونے لگتے اور کہتے خدا کے بندو! جب خشک لکڑی منصب رسالت کی عظمت کو مد نظر
 رکھتے ہوئے آپ کے فراق میں اتنا روئی تو ہمیں آپ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہا زیادہ
 ہونا چاہیے۔

۱۶۔ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب
 کھانا تناول فرماتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ اسی طرح اس کے علاوہ دوسری
 روایت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
 کھانا کھاتے تو کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔

۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کون و مکاں نے ایک
 مٹھی بھر کنکریاں اپنے دست اقدس میں لیں تو انہوں نے آپ کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھنا
 شروع کر دی اور ہم نے خود اپنے کانوں سے ان کا تسبیح پڑھنا سنا۔ پھر آپ نے وہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیں تو تب بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں پھر ہمارے ہاتھوں میں بھی
 دے دیں تب بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں۔ اسی طرح کنکریوں نے حضرت عمر اور حضرت
 عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھی۔

۱۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 کنا بمکة مع رسول اللہ فخرج الی
 بعض نواحیہا فیما استقبلہ شجرة و
 لا جبل الا قال له السلام علیک
 یا رسول اللہ

ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے تو آپ اس کی ایک جانب تشریف لے گئے پس جو درخت اور پہاڑ بھی آپ کے سامنے آتا وہی آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔

۱۹۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

جب سے جبریل علیہ السلام میرے پاس پیغام رسالت لائے۔ اسی وقت سے یہ حالت ہے کہ میں جس پتھریا درخت کے پاس سے گزرتا ہوں وہی یوں سلام عرض کرتا ہے۔ السلام علیک یا رسول اللہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم کی ﷺ جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہی آپ کے لئے سجدہ کرتا۔

لما استقبلنی جبریل علیہ السلام
 بالرسالة لا امر بحجر ولا شجرة الا
 قال السلام علیک یا رسول اللہ و
 عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ لم
 یکن النبی ﷺ یمر بحجر ولا
 شجرة الا سجدہ له

۲۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے مجھے اور میری اولاد کو ایک چادر میں چھپایا اور بارگاہ خداوندی میں التجا کی اے اللہ انہیں دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپالینا جیسے میں نے انہیں کپڑے میں چھپالیا ہے۔ اس پر گھر کے در و دیوار سے آمین، آمین کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

۲۱۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد، امام محمد باقر سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام اناروں اور انگوروں سے بھرا ہوا ایک طشت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے تھوڑے سے کھائے اور وہ انار اور انگور تسبیح بیان کر رہے تھے۔

۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ احد پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما تھے۔ پہاڑ مارے ہیبت کے تھر تھرانے لگا۔ سرور کون و مکاں ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ! قرار پکڑ کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

۲۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور ان کے پیرانگ کے ساتھ پتھروں میں جمائے تھے۔ جس سال مکہ مکرمہ فتح ہوا اور سرور کون و مکاں ﷺ اس کے اندر داخل ہوئے تو آپ ایک چھڑی کے ساتھ اشارہ فرماتے جاتے تھے جو آپ کے دست اقدس میں تھی اور کسی بت کو مطلقاً ہاتھ نہ لگایا اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے جاتے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک
باطل کو مٹا ہی تھا۔

(بنی اسرائیل، ۸۱:۱۷)

جس بت کے چہرے کی جانب اشارہ فرماتے وہ پیچھے کی جانب گر جاتا اور جس کی پیٹھ کی طرف اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل زمین پر آگرتا یہاں تک کہ ایک بت بھی اپنی جگہ کھڑا نہ رہ سکا۔

۲۴۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ بتوں کو ٹھوکھو کر مارتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اب حق آگیا ہے لہذا نہ باطل ظاہر ہو گا اور نہ لوٹ کر آئے گا۔

اسی طرح کا واقعہ آپ کو لڑکپن میں بحیرہ راہب کے ساتھ پیش آیا جب آپ اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب بغرض تجارت جا رہے تھے۔ وہ راہب کسی شخص سے نہیں ملتا تھا لیکن آپ کو دیکھ کر باہر قافلے میں پھرتا رہا اور رسول

اللہ ﷺ کا دست اقدس پکڑ کر کہنے لگا یہ کائنات کے سردار ہیں۔ انہیں رحمت دو عالم
 ﷺ بنا کر مبعوث فرمایا جائے گا۔ سرداران قریش نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ بات
 کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا کہ کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہیں جو ان کے
 لئے سجدہ نہ کرتا اور نبی کے سوا کسی دوسرے کی اس درجہ تعظیم نہیں کی جاتی۔

۲۵۔ اس کے بعد راوی نے باقی واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ میں
 انہیں مہربوت کے باعث پہچانتا ہوں جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان سبب کی
 طرح ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا اور کھانا لے کر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ اونٹ چرانے کے لئے
 گئے ہوئے تھے۔ اس نے آپ کو بلوانے کے لئے کہا جب آپ تشریف لارہے تھے تو
 بادلوں نے آپ کے اوپر سایہ کیا ہوا تھا جب آپ قریب آگئے تو دیکھا کہ تمام قافلے
 والے درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن آپ کو دیکھ کر درخت کا سایہ آپ کی
 طرف ہو گیا۔

۲۶۔ قاضی عیاض مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سراج بن عبد الملک نے
 اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ہم نے ایک بکری
 پال رکھی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما ہوتے تو آپ کی تعظیم
 و توقیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے بکری چپ چاپ کھڑی رہتی اور اتنی دیر ادھر ادھر حرکت نہ
 کرتی تھی۔ جب آپ تشریف لے جاتے تب کوئی حرکت کرتی تھی۔

۲۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز سرد کون و مکاں رضی اللہ عنہ اپنے
 اصحاب کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ ایک اعرابی آگیا جس نے گوہ پکڑی ہوئی تھی اس
 نے (شمع محفل) نبی اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ
 یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اس نے کہالات و عزائم کی شتمیں ان پر ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا جب
 تک یہ گوہ ایمان نہ لے آئے یہ کہہ کر اس نے گوہ آپ کے سامنے پھینک دی۔ آپ
 نے گوہ کو مخاطب کیا تو اس نے فصیح زبان میں جواب دیا۔ اے قیامت کی جانب جانے
 والوں کی زیب و زینت! میں حاضر ہوں میں فرمانبردار ہوں۔ تمام حاضرین یہ سن رہے تھے
 آپ نے دریافت فرمایا تو کس کو پوجتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا، میں اس ذات کو پوجتی

ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی سلطنت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔ آپ نے فرمایا بتائیں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور سب میں آخری نبی ہیں یقیناً وہ فائدے میں ہے جس نے آپ کے تصدیق کی اور وہ ضرور خسارے میں ہے جس نے آپ کی تکذیب کی۔ اعرابی یہ گفتگو سن کر مسلمان ہو گیا۔

۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا وہ یہودی تھا کہ بھیڑیے نے ایک بکری دبوچ لی چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا ذرا پرے ہٹ گیا اور سائے میں بیٹھ کر چرواہے سے کہنے لگا کہ خدا سے ڈریئے آپ میری روزی اور میرے درمیان حائل ہوئے ہیں۔ چرواہے نے حیرت سے کہا کہ بھیڑیا بھی انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے یہ سن بھیڑیے نے جواب دیا۔

الا اخبرك باعجب من ذلك
رسول الله بين الحرمين بعدت
الناس بانباء قد سبق و ما هو كائن
بسرا

کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب
بات نہ بتا دوں کہ اللہ کا رسول جو دو
پہاڑیوں کے درمیان رہتا ہے، وہ
لوگوں کو جو کچھ گزر چکا ہے اس کی بھی
خبر دیتا ہے اور جو کچھ تمہارے ہونے
والا ہے اس کی اطلاع بھی فرماتا ہے۔

یہ سن کر وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور پورا واقعہ عرض کر دیا
آپ نے فرمایا کہ کھڑا ہو کر یہ سارا واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ پھر آپ نے فرمایا
کہ بھیڑیے نے سچ کہا ہے۔

بھیڑیے کے کلام کرنے کا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے
اس کے بعض طرق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بھیڑیے نے چرواہے
سے کہا کہ کتنے تعجب کی بات ہے جو آپ بکریوں میں تو کھڑے ہیں لیکن اس نبی کو چھوڑ
رکھا ہے جن سے اعلیٰ مرتبے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا حالانکہ اس نبی کے لئے
جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جنتی لوگ اس کے اصحاب کی مجاہدانہ

سرگرمیوں اور معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ ان کے اور آپ کے درمیان صرف یہی گھاٹی حائل ہے چاہیے تو یہی کہ آپ بھی اللہ اور اس کے رسول کی فوج میں شامل ہو جائیں چرواہا کہنے لگا اگر میں چلا جاؤں تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیے نے جواب دیا، آپ کے واپس لوٹنے تک بکریوں کو میں چراؤں گا۔ چرواہا اپنی بکریوں بھیڑیے کے سپرد کر کے رحمت دو عالم کی جانب روانہ ہو گیا۔ آگے روایت میں اس کا سارا واقعہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اس نے لشکر اسلام کو مصروف جہاد پایا تھا۔ سرور کون و مکاں ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جب تو واپس لوٹے گا تو اپنی بکریوں میں سے ایک بھی کم نہیں پائے گا واپس لوٹنے پر جب اس نے واقعی یہی کچھ دیکھا تو ایک بکری ذبح کر کے کھانے کے لئے بھیڑیے کو پیش کر دی۔

۲۹۔ عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنے ضامن نامی بت کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو بڑے حیران ہوئے اس بت نے نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار پڑھے تھے غیب سے آواز آئی کہ عباس! تم بت کے کلام کرنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہو لیکن اس بات پر تمہیں کوئی تعجب نہیں کہ اس کا رسول تمہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہے اور تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو اور خود کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہو۔ چنانچہ یہی واقعہ ان کے دائرہ اسلام میں آنے کا سبب بنا۔

۳۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کون و مکاں ﷺ ایک انصاری کے باغ میں رونق افروز ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری صحابی تھے، باغ میں ایک بکری بھی تھی جس نے سرور کون و مکاں ﷺ کو دیکھتے ہی آپ کے لئے سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ بکری کی نسبت سجدہ کرنے کے ہم زیادہ مستحق ہیں (الی آخرہ)۔

۳۱۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر دو عالم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اس نے دیکھتے ہی آپ کو سجدہ کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ سے اس کا حال پوچھا تو اونٹ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔

۳۲۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ کے مالکوں سے کہا کہ یہ زیادہ کام لینے اور کم خوراک دینے کی شکایت کرتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے کہ تم اس کے بچپن سے اب تک اس سے خوب کام لیتے رہے ہو اور اب اسے ذبح کرنا چاہتے ہو اور مالکوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی انہوں نے یہی ارادہ کیا تھا۔

۳۳۔ نبی کریم ﷺ کی عشاء نامی ناقہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آپ سے کلام کیا کرتی تھی اور جب وہ جنگل میں چرنے کے لئے جاتی تو چارہ اس کی جانب خود دوڑ کر آتا تھا جنگل کے درندے اس سے دور دور رہتے تھے اور ایک دوسرے کو خبردار کرتے تھے اور جب محمد رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو اس اونٹنی نے آپ کے فراق میں کھانا پینا مطلقاً ترک کر دیا تھا اور اس حالت میں اپنی جان کو جان آفریں کے سپرد کر دیا تھا۔ اس امر کا ذکر امام ابو حامد اسفرائینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے۔

۳۴۔ حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب ہجرت کے دوران آپ غار میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا جو اپنی جگہ سے چل کر غار کے منہ پر آکھڑا ہو اور اس نے آپ کو چھپا لیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئے دوسری روایت میں ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالاتن دیا تھا اور جب تلاش کرنے والے وہاں پہنچے۔ صورت حال دیکھی تو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے کہ اگر اس غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو دروازے پر کبوتر نہ ہوتے، حالانکہ نبی کریم ﷺ ان کی باتیں سن رہے تھے۔

۳۵۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے روز ذبح کرنے کے لئے پانچ سات اونٹ بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے، ان میں سے ہر اونٹ ذبح ہونے کے لئے ایک دوسرے کے آگے بڑھ رہا تھا۔

۳۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز جنگ میں تشریف فرما تھے کہ ایک ہرنی نے آپ کو مدد کے لئے پکارا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو کیا

چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کر لیا ہے حالانکہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس لوٹ آؤں گی۔ آپ نے فرمایا کیا تو ضرور ایسا ہی کرے گی؟ ہرنی نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس لوٹ آئی اور آپ نے اسے حسب سابق باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! کیا آپ کسی حاجت کے تحت یہاں جلوہ افروز ہیں جواب دیا ہاں اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اعرابی نے ہرنی چھوڑ دی وہ میدان میں دوڑتی جا رہی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتی ہوں کہ آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۳۷۔ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبد القیس کی ایک بکری کا کان اپنی دو انگلیوں سے پکڑا تو کان پر انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور یہ نشان اس بکری کی نسل میں بھی باقی رہے۔

۳۸۔ احد کے روز قتادہ بنی شیبہ کی آنکھ پر ایک تیر آگیا اور رخسار پر لٹک گئی رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ساری عمر بڑھاپے تک دوسری آنکھ سے بھی زیادہ کام کرتی رہی۔

۳۹۔ سنن نسائی میں حضرت عثمان بن حنیف بنی شیبہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور فارغ ہونے کے بعد یوں دعا کرو۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں۔ یا محمد ﷺ میں آپ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں کہ مجھے بینائی

اللهم انی اسئلتک و اتوجه الیک
بنبیت محمد نبی الرحمة یا محمد
انی اتوجه الیک ان یکشف عنی
بصری اللهم شفعه فی

مرحمت فرمادی جائے اے اللہ! اس

بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب وہ لوٹا تو اسے بینائی مل چکی تھی۔

۴۰۔ غزوہ خندق کے روز حضرت علی بن الحکم رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ اسی وقت درست ہو گئی حالانکہ وہ گھوڑے سے اتر نہیں سکتے تھے۔

۴۱۔ جنگ بدر میں ابو جہل نے حضرت معوذ بن عسراء رضی اللہ عنہ کا بازو کاٹ دیا تھا یہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ اصلی جگہ پر لگا کر اس پر لعاب دہن لگا دیا تو حسب سابق جڑ گیا۔

۴۲۔ یہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ کے کندھے پر روز بدر زخم آگیا اور وہ ایک جانب لٹک گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے صحیح حالت میں کر کے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ بالکل درست ہو گیا۔

۴۳۔ بارگاہ رسالت میں قبیلہ شعم کی کوئی عورت اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر حاضر ہوئی جو کسی بیماری کے باعث بول نہیں سکتا تھا۔ آپ نے پانی منگا کر کلی کی اور ہاتھ پاؤں دھو کر استعمال شدہ پانی اس عورت کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اپنے اس بچے کو پلاؤ اور اس کے جسم پر ملو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ بچہ فوراً درست ہو گیا اور بولنے لگا اور ایسا عقلمند بنا کہ لوگوں میں صاحب عقل و دانش شمار ہونے لگا۔

۴۴۔ نبی کریم ﷺ سے ایک لڑکی نے کھانا مانگا اور آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اٹھا کر اسے مرحمت فرما دیا۔ لڑکی ذرا بے جھجک تھی بارگاہ رحمت دو عالم ﷺ میں عرض گزار ہوئی، حضور! مجھے وہ لقمہ مرحمت فرمائیے جو آپ کے دہن مبارک کے اندر ہے جب کہ سرور کون و مکان ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ سائل جس چیز کا سوال کرتا آپ وہی چیز مرحمت فرمادیتے تھے۔

آپ نے وہ لقمہ اسے عطا فرمادیا اور جب وہ لقمہ اس لڑکی کے پیٹ میں گیا تو اس لڑکی میں اتنی حیا آگئی کہ خواتین مدینہ منورہ کے اندر وہ حیا میں ممتاز ہو گئی۔

۴۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کے حق میں دعا فرماتے تو اس کے اثرات سے اس کی اولاد تک بہرہ یاب ہوتی رہتی تھی۔

۴۶۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو محمد عثمانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری والدہ محترمہ نے دعا کے لئے بارگاہ رسالت میں التجا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور جو کچھ اسے عطا فرمائے اس میں برکت ڈال دینا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت مال دیا ہے اور میری اولاد نیز اولاد در اولاد کی گنتی اس وقت سو کے لگ بھگ ہے۔

۴۷۔ نبی کریم ﷺ کی ایسی ہی دعاؤں میں سے ایک دعایہ ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان کے مال و دولت میں برکت و کثرت کی دعادی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں زمین سے پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کے نیچے بھی مجھے سونا مل جائے گا جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اتنا سونا انہوں نے پیچھے چھوڑا تھا جسے کیوں اور کدالوں سے کھود کر نکالا گیا تھا اور کھودنے والوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے ان کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک کے حصے میں اسی اسی ہزار دینار آئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ایک لاکھ دینار انہیں ملے تھے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار کی وصیت فرمائی تھی ان کی سخاوت اور بخشش کا یہ عالم تھا کہ ایک روز انہوں نے تیس غلام آزاد کئے ایک مرتبہ انہوں نے مال تجارت سے لدا ہوا سات سو اونٹوں کا سامان خیرات کر دیا جس میں ہر قسم کا مال تھا حتیٰ کہ انہوں نے اونٹوں کے کجاوے اور اوپر ڈالنے والے کپڑے بھی خیرات کر دیئے تھے۔

۴۸۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اے اللہ!

اس کے بالوں اور جسم میں برکت دے۔ اگرچہ ستر سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا لیکن پندرہ سال کے لڑکے معلوم ہوتے تھے۔

۴۹۔ نابغہ شاعر کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔ اللہ تیرے دانت نہ گرائے ایک روایت میں ہے کہ اس کے دانت سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور جب کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا تھا۔ وہ ایک سو بیس برس تک زندہ رہے مگر اس کے سارے دانت سلامت رہے بلکہ بعض نے تو اس سے بھی زیادہ عمر بتائی ہے۔

۵۰۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عروہ بن ابو الجحہ رضی اللہ عنہما کو دعادی تھی ان کا بیان ہے کہ میں بازار میں جاتا ہوں تو اس وقت تک واپس نہیں آتا جب تک چالیس چالیس ہزار درہم نفع حاصل نہ کر لوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہو جاتا تھا۔

۵۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے دعادی تھی کہ اللہ تجھے گرمی اور سردی سے کفایت کرے گا تو وہ جاڑوں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں سردیوں کے کپڑے بھی پہن لیتے تب بھی انہیں گرمی یا سردی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

۵۲۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حبیب خدا ﷺ کے چند موئے مبارک ایک ٹوپی میں رکھے تھے۔ اس ٹوپی کو پہن کر جب بھی وہ میدان کارزار میں جاتے تو یقیناً فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی۔

۵۳۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ایک طیالی جبہ نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے پہنا تھا اسے دھو کر وہ پانی بیماروں کو پلاتے ہیں تو اس کی برکت سے فوراً آرام آجاتا ہے۔

۵۴۔ رحمت دو عالم ﷺ نے قبا کے کنویں میں اپنے وضو کا بچا ہوا پانی ڈال دیا تھا تو اس کے بعد اس کنویں کا پانی کبھی ختم نہیں ہوا۔

۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر کنواں تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی مدینہ منورہ کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں ہو گیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کا گزر ایک چشمے پر ہوا آپ نے لوگوں سے اس کا نام پوچھا

اور پانی کی کیفیت دریافت کی۔ بتایا گیا کہ اس کا نام بلیسان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے
 سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام نعمان ہے اس کا پانی میٹھا ہے۔ آپ کے
 فرماتے ہی چشمے کا پانی فوراً شیریں ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آب زمزم
 پیش کیا گیا آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس پانی سے مشک سے بھی زیادہ
 خوشبو آنے لگی۔

۵۶۔ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سونے کا ایک ڈھیلا مرحمت فرمایا جو مرغی
 کے انڈے کے برابر تھا اور اس پر اپنی زبان مبارک پھیر کر فرمایا کہ جاؤ قرضہ کی ادائیگی
 کرو۔ چنانچہ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا قرض ادا کر دیا اور اتنا ہی باقی بچ رہا جتنا لے کر
 گئے تھے۔

۵۷۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ
 مرحمت فرمائی تھی جب کہ انہوں نے ایک اندھیری بارش والی رات میں آپ کے ساتھ
 نماز عشاء ادا کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس شاخ کو لے جاؤ۔ اس کے باعث دس
 دس ہاتھ تک تمہارے آگے پیچھے روشنی رہے گی اور جب تم گھر میں داخل ہو گے تو
 تمہیں ایک سیاہ چیز اندر نظر آئے گی اس کی خوب پٹائی کرنا کیونکہ وہ شیطان ہے چنانچہ
 وہ چل پڑے اور شاخ اسی وقت روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ گھر میں داخل ہو گئے اندر
 انہوں نے ایک سیاہ چیز دیکھی تو اس کی خوب مرمت کی یہاں تک کہ اسے نکل کر بھاگنا پڑا۔

۵۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو
 ایک لکڑی دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب
 غزوہ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں ایسی تلوار بن گئی جو
 چمکدار، لمبی، مضبوط اور خوب کاٹ کرنے والی تھی چنانچہ وہ اس کے ساتھ جہاد کرتے
 رہے اور اس کے بعد باقی لڑائیاں بھی وہ اس تلوار کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک
 مرتدین سے قتال کرتے ہوئے (خلافت صدیق اکبر) میں وہ خود شہید ہو گئے۔ اس تلوار
 کا نام انہوں نے عون رکھا تھا (عون کا معنی مدد ہے یعنی یہ تلوار کیا بلکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے
 صدقے غیبی مدد ہے) عبد اللہ بن محسب رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے غزوہ احد میں ایک کھجور کی

شہنی مرحمت فرمائی تھی جبکہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی یہ شہنی ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔

۵۹۔ رحمت دو عالم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور انہیں برکت کی دعادی۔ ان کا اسی سال کی عمر میں وصال ہوا لیکن ان کے سر کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔

۶۰۔ حضرت عمرو بن جنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ ہمیشہ منور رہتا تھا اسی طرح آپ نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرے میں آئینے جیسی چمک آگئی تھی حتیٰ کہ اس میں دوسری چیزوں کا عکس نظر آجاتا تھا۔

۶۱۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو بھی دیوانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کے سینے پر ہاتھ مارتے اور جنون جاتا رہتا تھا۔

۶۲۔ کنوئیں سے نکال کر ایک ڈول پانی بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا، تو آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور واپس کنویں میں ڈلوا دیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کنوئیں سے مشک جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔

۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں اپنے نسیاں کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، اپنا کپڑا بچھاؤ۔ پھر اپنے دست مبارک سے ایک مٹھی اس میں ڈالی۔ پھر فرمایا کہ اسے لپیٹ کر سینے سے لگالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عمر بھر کسی بات کو نہ بھولے۔

۶۴۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس سے اسلام کے لئے کہا۔ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت ﷺ کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ میری ماں کو ہدایت کرے۔ آپ نے فرمایا اللھم اھد امّ ابی ہریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہ کی ماں کو۔ میں آنحضرت ﷺ کی دعا سن کر

خوش ہوتا ہوا گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا وہیں ٹھہرو اے ابو ہریرہ اور میں نے پانی کی آواز سنی۔ سو میری ماں نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابو ہریرہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت ﷺ کے حضور میں آیا اور اپنی ماں کے اسلام لانے کی خبر دی، آنحضرت ﷺ حمد الہی بجلائے۔

۶۵۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خنظلہ بن مذلم بن شیبہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو خنظلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ ﷺ پر لگا دیتا تو فی الفور ورم جاتا رہتا۔

۶۶۔ بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن ندیک کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا تو اسی وقت ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے انہیں اسی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا۔

۶۷۔ مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا۔ میں سیدھے سے کھا نہیں سکتا۔ حالانکہ اس کا ہاتھ تھا۔ اس نے یہ بات غلط بیانی سے براہ استکاف کہی تھی۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اس کا ایسا حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اس کا کام سے جاتا رہا۔ منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔

۶۸۔ خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک طویل سفر میں تھے۔ راہ میں ایک گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں کے آدمی آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر گاؤں کے باہر منتظر تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس گاؤں میں ایک نوجوان عورت ہے، اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اس پر آچڑھا ہے، نہ کھاتی ہے، نہ پیتی

ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جائے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔ حضور ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ محمد رسول خدا ہوں۔ اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا۔ آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہو گئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی۔

۶۹۔ ترمذی نے ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک خرجی میں خرما بھرا تھا۔ سو ایک جینیہ آکر اس میں سے نکال لے جاتی۔ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور اب جب اس کو دیکھو تو یوں کہنا بسم اللہ جبیبی رسول اللہ (یعنی اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر چل سو انہوں نے اسے پکڑ لیا پھر اس کے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤں گی چھوڑ دیا تھلائی آخر الحدیث) آپ کے نام کی برکت سے گرفتار ہو گئی۔ **عبدالمجید**

۷۰۔ صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک شخص نے آیا۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے سراقہ کے لئے بد دعا کی۔ اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں گھس گیا اور اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بد دعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں کو میں پھیر دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی نجات کے لئے دعا کی۔ سو اس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اسے ملتا تھا اسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا تھا کہ ادھر کوئی نہیں ہے۔

۷۱۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوہ خندق میں انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضور کی خدمت میں آکر چپکے سے اس کی اطلاع کی اور عرض کی کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لے چلئے۔ آپ نے تمام اہل خندق کو جو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لے چلے اور جابرؓ سے ہانڈی

مت اتاریو اور آٹے کو مت پکایو جب تک میں نہ آؤں۔ بعد اس کے آپ تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور دعائے برکت فرمائی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوالو اور شور بانکال نکال کے ہانڈی میں سے دواسے چولھے پر سے اتارو نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سب ہی نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا۔

۷۲۔ اسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پروائی ٹھنڈی ہوا بھیجی کہ خوب کڑا کے کا جاڑا پڑا۔ اور ہوانے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ غبار بے شمار ان کے منہ پر ڈالا اور آگ ان کی بھادی۔ اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر میں دند مچا دیا۔ اس وقت آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لانے کے لئے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ آپ کی دعا کی برکت سے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی معلوم نہ ہوئی۔ بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں۔ (بعضہ من التوارخ حبیب اللہ) ف: ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نہ کرنا صریح خارق ہے۔

۷۳۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا۔ سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں۔ آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا۔ قسم خدا کی ابھی آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا۔ آپ منبر پر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اس دن سے دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔ آپ دعا فرمائیے کہ مینہ تھم جائے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ گرد ہمارے

برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ وہیں کھل گیا سو مدینہ پر بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا۔ اطراف سے جو لوگ آتے کثرت میں کو بیان کرتے تھے۔

۷۴۔ جلالین میں جس کو کمالین نے نسائی وابن جریر و بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لئے آپ نے کسی کو بھیجا اس نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہیں اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً اس پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اڑادی۔

۷۵۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ کی خدمت میں تھوڑے چھوڑے لایا کہ ان چھوڑوں کے لئے دعائے برکت کر دیجئے۔ آپ نے ان چھوڑوں کو اکٹھا کر کے ان میں دعائے برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انہیں لے کر اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اسے جھاڑنا مت۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان چھوڑوں میں اتنی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع وہ ظرف ہے جس میں ساڑھے تین سیر گندم سما سکے) اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور ہمیشہ اس میں سے ہم کھاتے اور بھلاتے رہے اور وہ توشہ دانہ ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ تیس برس بعد بروز شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (قریب تیس برس کا زمانہ ہوتا ہے) میری کمر سے کٹ کے کہیں گر پرا اور جاتا رہا۔

۷۶۔ احمد اور دارمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لئے چھپتا۔ آپ نے اسے بلایا اور وہ آیا اور اس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا۔ آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوائے نافرمان جن وانس کے۔

۷۷۔ بیہقی نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں دریائے شور میں تھا۔ جہاز ٹوٹ گیا۔ میں ایک تختہ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے ایک نیتان میں پہنچا۔ وہاں مجھ سے ایک

شیر ملا اور میری طرف آیا۔ میں نے کہا میں جناب رسول اللہ ﷺ کا آزاد غلام ہوں۔ وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوادی۔ میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے۔

۷۸۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک قدح دودھ کا گھر میں پایا۔ حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلاو۔ یہ بھوکے تھے انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ ہی کو دے دیتے تو میں سیر ہو کر پیتا بعد اس کے میں نے ان سب کو بلایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں دودھ پلاؤ میں نے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر پیا پھر مجھ سے فرمایا۔ تم پیو، میں نے پیا، آپ نے فرمایا اور پیو میں پیتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ میں جگہ نہیں پھر باقی آپ نے پیا۔

۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ قریش سے ابو جہل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ اگر محمد ﷺ کو دیکھ پاؤں تو ان کی مبارک گردن کو (نعوذ باللہ) اپنے ناپاک قدموں سے پامال کر کے رکھ دوں گا ایک روز نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے ابو جہل کو مطلع کر دیا (برے ارادے سے) آپ کے قریب جا پہنچا، لیکن فوراً بدھو اس ہو کر الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا جا رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے ناکام و نامراد واپس لوٹنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میرے نزدیک اچانک ایک آگ سے بھری ہوئی خندق آگئی اور قریب تھا کہ میں اس میں گر پڑتا نیز میں نے اتنے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنی جس سے زمین بھری ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ وہ فرشتے تھے۔ اگر وہ مجھ تک

پہنچنے سے باز نہ آتا تو فرشتے اس کا ہر ایک جوڑ توڑ کر رکھ دیتے۔

۸۰۔ روایت ہے کہ شیبہ بن عثمان جمہی نے غزوہ حنین کے روز آپ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ آپ سے لوں گا۔ اس کے باپ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا اور وہ لوگ اپنی اپنی جگہ مصروف ہو گئے تو وہ پیچھے کی جانب سے آپ کے قریب آ پہنچا اور وار کرنے کی غرض سے تلوار

سونت لی۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ اچانک میری جانب آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا اور بجلی کی طرح میری طرف لپکا۔ میں واپس دوڑنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور اپنے پاس بلایا۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس رکھ دیا اس سے پہلے کوئی شخص مجھے آپ سے بڑھ کر ناپسند نہیں تھا لیکن دست اقدس ہٹانے سے پہلے یہ کیفیت ہو گئی کہ ساری مخلوق میں آپ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی محبوب نہ رہا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ میرے قریب ہو کر جہاد کرتے رہو۔ چنانچہ میں برابر تلوار کے جوہر دکھاتا رہا اور آپ کی خاطر جان کی بازی لگاتا رہا۔ اس وقت میری حالت یہ ہو گئی تھی کہ اگر میرا باپ بھی آپ کے مقابلے پر آیا ہوتا تو میں اسے بھی تیغ کر دیتا۔

اور ان روشن معجزات میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں جمع فرمائے وہ معارف اور علوم بھی ہیں جو صرف آپ کو مرحمت فرمائے گئے یعنی دنیا اور دین کی تمام مصلحتیں، امور شرائع کی معرفت، اپنے دین کے قوانین اپنے بندوں کی سیاست اور امت کے مصالح کی اطلاع بخشی نیز جو کچھ پہلی امتوں میں ہو گزرا اور انبیاء و مرسلین اور ظالم بادشاہوں کے واقعات جو زمانہ ماضی میں ہوئے، وہ آدم علیہ السلام سے آپ کے زمانے تک سارے بتائے۔ ان حضرات کی شریعتوں، کتابوں، سیرتوں اور خبروں کو آپ کے ذہن میں محفوظ فرمایا۔ حتیٰ کہ ان کے خاص دنوں، اس زمانے کے لوگوں کی عادتیں، ان کی آراء کا اختلاف، ان کی امداد، ان کی عمریں، ان کے حکماء کی دانائی، ہر امت کے کافروں کی حجت بازی، اہل کتاب، (یہود و نصاریٰ) کے ہر فرقے سے ان کا کتابوں کے ساتھ موازنہ کرنا جو باتیں انہوں نے چھپا رکھی تھیں ان کو ظاہر کرنا ان علوم اخبار کو ظاہر کرنا جو انہوں نے چھپا رکھے تھے یا بدل دیئے تھے یہاں تک کہ جو انہوں نے لغات عرب میں تبدیلی کی تھی نیز ہر فرقے کے خاص الفاظ، اقسام فصاحت کا احاطہ ان کے خاص دنوں کا علم، ان کے ضرب الامثال، دانائی کے اقوال، اشعار کے معانی ان کے خاص جامع کلمات، جن سے ضرب الامثال کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ان کی دانائی کی باتوں کو اس طرح بیان کرنا کہ آسانی سے سمجھ میں آجائیں مشکل باتوں کا

آسان بیان، شرع کے قواعد کو اس طرح بیان کرنا کہ ان میں کوئی تناقض اور مخالفت نظر نہ آئے۔ جس کے باعث آپ کی شریعت اچھے اخلاق اور قابل تعریف آداب پر مشتمل ہے اور اس کی ہر بات لائق تحسین اور اس طرح کھول کر بیان کر دی گئی ہے کہ عقل سلیم والا ملحد بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ماسوائے رذالت کے باعث انکار کرنے کے۔

الغرض اس امی ہونے کے باوجود دنیا کے تمام علوم و فنون کا جاننا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ مثلاً۔ علم طب، علم تعبیر رؤیا، علم فرائض، علم ہندسہ (ریاضی) اور علم انساب وغیرہ، یہ ایسے علوم ہیں کہ ان کے ماہرین نے بھی نبی اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ کو اپنے لئے رہنما اصول تسلیم کیا ہے اور ان علوم و فنون کی بنیاد قرار دیا ہے۔

اس طرح اگرچہ نبی اکرم ﷺ لکھتے نہ تھے لیکن آپ کو ہر چیز کا علم مرحمت فرمایا گیا تھا، حتیٰ کہ احادیث میں آیا ہے کہ آپ حروف کی بناوٹ اور ان کے حسن کتابت کو جانتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور لکھنے بیٹھے تو آپ نے فرمایا کہ دوات درست کر لو، قلم کو قط لگاؤ، ”با“ کو کھڑا کرو، سین کو دندانوں کے جدا جدا رکھو، میم کا سر بند نہ کرو، لفظ اللہ کو خوبصورت کر کے لکھو، الرحمن کو لبا کرو اور الرحیم کو نفیس طریقے سے لکھو۔



باب دہم

حضور ﷺ کے

برزخی اور اخروی احوال کا بیان

- ۱- مشکوٰۃ میں حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھا سکے۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے" اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے
- ۲- ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (کذافی المواہب)
- ۳- مشکوٰۃ شریف میں منبہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا۔ جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین (قبر کی) شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے۔ اس کو داری نے روایت کیا ہے۔
- ۴- مشکوٰۃ میں ابو داؤد و بیہقی سے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں آکر میں اس کا جواب دیتا ہوں۔
- ۵- مواہب میں ابن زجویہ سے بروایت کنیز بن مرہ حضرمی بیان ہوا ہے کہ رسول اکرم

ﷺ ارشاد فرمایا کہ میں (قیامت کے روز) براق پر ہوں گا اور تمام انبیاء میں سے اس روز میں اس کے ساتھ مختص ہوں گا۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا۔ جب لوگ مبعوث ہوں گے۔ اور میں ان کا پیشرو ہوں گا جب حق تعالیٰ کی پیشی میں آئیں گے۔ اور میں ان کی طرف سے (شفاعت کے لئے) بات چیت کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے۔ اور ان سب میں مجھ سے شفاعت کے لئے درخواست کی جائے گی جب وہ (موقف میں حساب سے) محسوس کئے جائیں گے۔ اور میں ان کا بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ اور کرامت (ہر خیر) کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اس روز میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا۔ ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لئے) میرے ارد گرد گھومتے ہوں گے اور ایسے حسین ہوں گے گویا کہ وہ بیضے میں (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہیں۔ اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۷۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بعد اشفاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجھ کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلألق میں سے بجز میرے اس مقام پر کھڑا نہ ہو گا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ لمعات میں ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ابن مسعود مجاہد سے مقام محمود کی ایک تفسیر، آپ ﷺ کا عرش پر بٹھلایا جانا ہے۔ اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے، آپ ﷺ کا کرسی پر بٹھلایا جانا ہے۔

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد ﷺ کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کر دوں گا خواہ کوئی ہو۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ اقسام

ہے اپنی عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد ﷺ اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جائیں۔

۹۔ انباج الحاجۃ میں صحیح حدیث مذکور ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے پاس کسی کام کو جایا کرتا تھا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف سے کہا۔ انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی اوپر والی دعا سکھلا کر کہا یہ پڑھ۔ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا۔ المحدث بیہقی نے اس کو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اس کی توثیق کی ہے۔

۱۰۔ ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی قبر کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف اس میں ایک منفذ کر دو۔ یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی۔

۱۱۔ مواہب میں سند امام ابوالمنصور صباغ اور ابن التجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی نے محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (النساء، ۴: ۶۴)

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں

آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ اسے حافظ ابن کثیر نے بھی روایت کیا ہے کہ ”وہ شخص واپس چلا ہی تھا کہ حضور ﷺ نے اسے بخشش کی بشارت عطا فرمادی“

۱۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں دوسرا کوئی نہیں ہو گا آپ کو اس مقام پر دیکھ کر سب اگلے اور پچھلے رشک کریں گے۔۔۔۔۔ اسی کی مانند کعب الاحبار اور حسن بصری رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی مقام ہے جہاں سے میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

۱۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ چاہو تو اپنی آدمی امت بخشو اور چاہو تو ان کی شفاعت کر لو۔ میں نے شفاعت اختیار کر لی ہے کیونکہ یہ حق اول الذکر سے زیادہ عام ہے کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نیک لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ نہیں میری شفاعت تو گنہگاروں اور عصیاں شعاروں کے لئے ہوگی۔

۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جنتی لوگوں کی سب سے پچھلی اور دوزخی لوگوں کی سب سے آخری جماعت باہر رہ جائے گی تو دوزخ میں جانے والے لوگ جنت میں جانے والوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے ایمان نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا؟ یہ سن کر وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور خوب زور سے گریہ و زاری کریں گے اور آپہن مار کر روئیں گے ان کی حد درجہ آہ و زاری سن کر جنتی لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی شفاعت کے لئے عرض گزار ہوں گے ہر نبی کی جانب سے عذر کیا جائے گا آخر کار وہ نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو جس مقام پر کھڑے ہو کر آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے وہی مقام محمود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سورج اتنا قریب ہو گا کہ لوگ اس کی تپش کو برداشت نہ کر سکیں گے اور شدید اضطراب کی حالت میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہیں کوئی ایسی ہستی نظر آتی ہے جو آج ہماری شفاعت کرے اس

غرض سے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے ابو البشر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، اپنی جانب کی روح آپ میں پھونکی، آپ کو جنت میں رکھا، فرشتوں سے آپ کے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے، آپ ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس سے نجات ملے اور ہمیں آرام سے سانس لینا نصیب ہو۔

وہ فرمائیں گے آج میرے رب نے غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی تعمیل میں مجھ سے لغزش صادر ہو گئی تھی لہذا مجھے خود اپنی فکر ہے میں تو خود خوف محسوس کر رہا ہوں۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ پوچھیں گے کہ آپ ہمیں کن کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ حضور! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ قرار دیا ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کیسی آفت میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیوں نہیں فرماتے۔ وہ فرمائیں گے کہ آج میرے رب نے غضب کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا مجھے خود اپنی جان کی فکر ہے۔۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میری ایک دعوت مقبولہ تھی جو میں اپنی قوم کے لئے کر چکا تھا۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے نبی اللہ! آپ اہل زمین میں سے اللہ کے خلیل ہیں۔ آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ فرمائیں گے آج میرے رب نے غضب کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ پہلے نہ ایسا ہوا اور نہ ایسا آئندہ ہو گا۔ پھر ان تین باتوں کا ذکر کریں گے جو (بطور توریہ) آپ سے صادر ہوئی تھیں اور فرمائیں گے کہ مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ کیونکہ وہ کلیم اللہ

ہیں۔۔۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات مرحمت فرمائی۔
کلام کیا اور سرگوشی کے لئے اپنا قرب بخشا ہے۔

لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مدعا عرض کریں گے تو
وہ فرمائیں گے کہ مجھے خود اپنی فکر ہے۔ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ
کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے
کہ تم نبی آخر الزماں سیدنا محمد ﷺ کا دامن پکڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان
کے طفیل اگلوں اور پھلوں کی لغزشیں معاف فرمانے والا ہے۔۔۔۔۔ تب وہ آپ کی
بارگاہ میں آکر مدعا عرض کریں گے آپ فرمائیں گے ہاں اس کام کے لئے تو میں ہی
ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی
جائے گی اس وقت میں اپنے رب کریم کو دیکھ کر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا
۔۔۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں سر رکھ دوں
گا۔۔۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حضور کھڑا ہو کر ایسی حمد و ثناء بیان
کروں گا جس پر آج قادر نہیں ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ وہ مجھ پر الہام فرمائے گا
۔۔۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے ایسے محامد ظاہر فرمائے گا جو کسی
دوسرے پر ظاہر نہیں فرمائے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! سر
اٹھاؤ جو مانگو گے وہ دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنا سر اٹھاؤنگا اور عرض کروں گا یا رب امتی یا
رب امتی فرمایا جائے گا۔ جس کے دل میں ایک گندم یا جو کے دانے برابر بھی ایمان ہو
اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس میں جا کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا جن
کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا۔

اس کے بعد دوبارہ میں بارگاہِ خداوندی کی جانب رجوع کر کے حسب سابق مدح و ثناء بیان کرنا شروع کر دوں گا اور امت کی بخشش کے لئے گزارش کروں گا حکم ہو گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس میں ایسے تمام لوگوں کو نکال لوں گا اور تیسری بار حمد و ثناء کے بعد امت کی بخشش کا سوال پیش کروں گا حکم ہو گا کہ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ برابر بھی شائبہ ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ میں جا کر ان کو بھی لاؤں گا۔

چوتھی مرتبہ جب میں سر بسجود ہو کر حمد و ثناء بیان کروں گا تو فرمایا جائے گا کہ اے حبیب اپنا سر اٹھاؤ! اور جو کہنا چاہتے ہو کہو تمہاری ہر بات سنی جائے گی شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور تمہیں حق شفاعت عطا فرمایا جائے گا میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! مجھے ان لوگوں کو جہنم سے نکال لینے کی اجازت مرحمت فرما جنہوں نے ایک دفعہ بھی زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا ہو۔ حکم ہو گا اے حبیب! مجھے اپنی عزت، کبریائی، عظمت اور جبروت کی قسم ہے کہ ایسے ہر شخص کو آگ سے نکال لوں گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے اور وہ ان پر جلوہ افروز ہو جائیں گے جب کہ میرا منبر خالی رہ جائے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ سراپا سوال بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا اے حبیب! آپ کیا چاہتے ہیں میں امت کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو تم کہو گے میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! انہیں حساب سے جلد فارغ کر دیا جائے۔ پس وہ بلائے جائیں گے اور ان کا حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں (بغیر حساب) کے محض اس کی رحمت سے جنت میں بھیج دیا گیا ہو گا کچھ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور برابر شفاعت کرتا ہی رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے چند ایسے لوگ ملیں گے جن کو دوزخ میں ڈالنے کے پروانے جاری ہو چکے ہوں گے۔

میں ان کی شفاعت بھی کروں گا تو جہنم کا داروغہ (خازن) مجھ سے کہے گا کہ اے محمد
 ﷺ آپ نے عذابِ الہی کے لئے اپنی امت میں سے کچھ بھی نہیں رہنے دیا۔



باب یازوم

مضمون رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں
چالیس احادیث مبارکہ کا بیان

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ وَسَيَّلْتَهُ

حديث في نعت شخصه وحسن وجهه
ونظافة جسمه



حضرت رسول الله ﷺ كى ذاتى جابرت، شخصى حسن جمال او

جسمانى لطافت و نظافت كا بيان

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَتْ إِذَا
وَصَفَّ النَّبِيُّ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيلِ الْمُعْطَطِ
وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَتْ رُبْعَةٌ مِنَ الْقَوْمِ
وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبُطِ كَانَتْ
جَعْدًا رَجُلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمَطْهَرِ وَلَا بِالْمُكَلَّثِ
وَكَانَتْ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرًا أَبْيَضُ مُشْرِبًا
أَدْعَى الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمُتَشَائِشِ
وَالْمُكْتَدِ اجْرَدُ ذَوْسَرَّةٍ شَتَّى الْكَفَائِشِ
وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي

صَبَبٍ وَإِذَا انْفَتَحَتِ انْفَتَحَتْ مَعَابِينُ كَتَفِيهِ
 خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَائِتَرُ النَّبِيِّتِ اَجْوَدُ النَّاسِ
 صَدْرًا وَاصْدَقُ النَّاسِ لِهَجَّةً وَآلِيَهُمْ عَرِيكَ
 وَكَرْمُهُمْ عَشِيرَةٌ مِمَّنْ رَأَاهُ بِدِيْهَةِ هَابَةِ وَمَنْ
 خَالَطَهُ مَعْرِفَةً اَحْبَاهُ يَقُوْلُ نَاعِيْتُهُ لَعَرَارُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ
 مِثْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رواه الترمذی)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 وصف بیان کرتے تو کہتے کہ آپ نہ بہت زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ
 کوتاہ قامت۔ آپ لوگوں میں متوسط قد کے تھے نہ بالکل مڑے ہوئے
 بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے بلکہ آپ کے بال تھکے
 خمدار تھے۔ آپ نحیف نہ تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک بالکل گول نہ تھا بلکہ
 معمولی گولائی تھی۔ آپ کا رنگ سفید مائل بہ سرخی، دونوں آنکھیں سیاہ
 پنکیں دراز، ہڈیوں کے جوڑ مموٹے موٹے صاحب مٹھر بہ (سیلنے سے ناف
 تک بالوں کی کھیر) تھے۔ ہاتھ اور پاؤں پر گوشت جب چلتے تو تھکے
 پاؤں اٹھانے گویا کہ آپ لپٹی میں اتر رہے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے پوری
 طرح متوجہ ہوتے۔ آپ کے کندھوں کے درمیان ہنر نبوت تھی۔ آپ
 خاتم النبیین تھے۔ لوگوں میں ازدوئے سینے کے سنی گفتگو میں پستے او
 کھرے طبیعت کے نرم قبیلہ کے لحاظ سے مکرم۔ جو آپ کو یکایک
 دیکھا ڈر جاتا اور جو کوئی آپ کے ساتھ رہنے لگتا آپ سے محبت

کرنے لگ جاتا۔ آپ کا تاج بے ساختہ پکار اٹھا کہ آپ سے پہلے
 اور بعد میں نے آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)



وَرَفَى الْمُسْلِمُ عَنِ الْبِرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ
 نَبِيٍّ إِلاَّ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَةٌ يُضْرِبُ مِنْكَبِهِ

امام مسلمؒ حضرت ہزار سے روایت کرتے ہیں :
 میں نے آج تک کسی سندی ہونی زلفوں والے حسین کو سرخ جوڑے میں طبوس
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دکش اور خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوتے مبارک (جب کنگھی کی جاتی تو کھل کر) کندھوں کو
 پھوننے لگتے (وردہ عام طور پر کانوں تک رہتے جیسا کہ حضرت عائشہ، حضرت انس
 اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے)



عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَّاسْتَنَاسَ
 وَجْهَهُ حَتَّى كَانَ وَجْهَهُ قِطْعَةً قَمْرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ
 ذَلِكَ

(متفق علیہ)

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ نور خورشیدی کے وقت یوں چمک اٹھا کہ اس سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری کیفیت انبساط کو اسی حالت سے پہچان جاتے تھے۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔



وَفِي رِوَايَةٍ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ
إِضْحِيَّائٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحِمْزُ وَالْقَمَرُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ فَإِذَا
هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ۔ (الترمذی والداری)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔
ایک رات چاند پورے جوہن پر تھا (اور ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی
تشریف فرما تھے) میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ علیہ السلام کو دیکھتا تھا۔ اس وقت
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ دھاری دار چادر اوڑھے ہوئے تھے پس حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چاند سے کہیں زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ (اسے ترمذی اور
داری نے روایت کیا)۔



اخرج الدارم عن ابى عبدة قال قلت
للربيع بنت معوذ بن عفراء صفى لنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت يا بئني
لو رأيتك رأيت الشمس طالعة۔ (رواه
الدارم)

دارمی نے ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے برح بنت معوذ سے کہا کہ ہمارے نانا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایا انہوں نے کہا بیٹے تم اگر حضور کا چہرہ اقدس دیکھ لیتے تو تمہیں یوں لگتا۔ جیسے سورج طلوع ہو گیا ہے۔ (اسے دارمی نے روایت کیا)۔



وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَنَادَةَ عَنِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَا بَعَثَ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ وَحَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا - (رواه الترمذی)

ترمذی نے قنادہ سے بروایت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوش آواز اور حسین چہرے کے ساتھ مبعوث فرمایا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آواز اور چہرے کے حسن میں ان سب سے زیادہ حسین تھے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔



عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَلَا مَسِيَّتُ دِيْبَاجَةَ وَلَا حَرِيرَةَ أَلَيْتَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِيمَتٍ مَسْكَةٍ وَلَا عَنَابَةَ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (متفق عليه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک ایسا چمک وارتھا جس میں چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک تھی پسینہ مبارک تیروں کس طرح (شفاف) تھا جب چلتے تھے تو قوت کے ساتھ (بڑے اعتماد اور وقار کے ساتھ) قدم دکھتے اور اٹھانے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم کوئی دیا اور ریشم نہیں چھوا اور نہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو سے عمدہ کوئی مشک و عنبر سونجھا۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا بَارَكَ وَسَيَّلِمُنَا

حدیث فی حُسنِ تَکْلِمْہِ



حضور ﷺ کی گفتگو کے حسین انداز کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ
كَسْرٍ كَسْرًا يَجِدُّ حَدِيثًا لَوْ عَدَّ الْعَادُّ
لَا حِصَاةَ - (متفق عليه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس طرح تم لوگ مسلسل اور متواتر
گفتگو کرتے ہو۔ حضور اس طرح گفتگو نہ فرماتے تھے بلکہ بات کرتے
دنت اگر کوئی شخص حضور کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔
(اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔



روى عن جابر رضى الله عنه كان في كلامه
صلى الله عليه وسلم ترتيل أو ترسيل
وأخرج الدارمي عن ابن عباس رضى الله عنه

قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ الشَّيْئَيْنِ
 إِذَا تَكَثَّرَ رَأْيُ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ ثَنَائِيَه -
 (رواه الدارمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بڑی ترتیب ہوتی تھی یعنی ٹھہر
 ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔

اور دارمی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک میں رخیں تھیں جب گفتگو
 فرماتے تو ان کے درمیان سے نور نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ (اسے دارمی نے روایت کیا)۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا وَمَوْلانا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَحَبِيْبِهِ بِأَرْبَعِ مِائَةٍ وَسِتِّ مِائَةٍ

حدیث فی حسن تبسمہ

حضرت صلی علیہ وسلم کی دنوارہ مسکراہٹ کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا
حَتَّى أَمْرًا مِنْهُ لَهْوًا تَهْوَائَةً وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ -

(رواه البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کبھی بھی اس طرح کھل کھلا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو مبارک نظر آنے
لگے بلکہ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



وَفِي رَوَايَةٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رُسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (رواه الترمذی)۔

اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو مسکرانے والا نہیں دیکھا۔ (اسے
ترمذی نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمُبَارِكًا وَسَلَامًا

حدیث فی حسن عشرتہ

○ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش معاشرت کا بیان

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ إِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَوْ يَزِعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي لَصِرْفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ وَلَوْ يَرْمُقُهُ مَا زَكَبَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ جَلِيسًا - (رواه الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا حضور اپنے دست اقدس اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کرتے، اور جب تک وہ اپنا منہ نہ پھیر لیتا حضور اپنا رخ انور اس سے نہ پھرتے اور کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ حضور اپنے زوال مبارک اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا زِلَّ وَاَسْبَغَلْنَا

حدیث فی شجاعتہ

خصوصاً صلی علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کا بیان

عَنْ النَّبِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَّعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَنْطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسُ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَوْ تَرَأَوْا لَوْ تَرَأَوْا تَرَأَوْا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَأَبَى طَلْحَةَ عَزَى مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا - (متفق عليه)

حضرت النبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک شب ایک خوفناک آواز کی وجہ سے اہل مدینہ ڈر گئے اور سب لوگ پتہ چلانے کے لیے آواز کی سمت چل دیے سامنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہوئے ملے جو سب سے پہلے آواز کی سمت (تہا) چلے گئے تھے آپ فرمانے لگے خوفزدہ نہ ہوں، ڈرو نہیں، اس وقت آپ بوطلمہ کے رہنے پشت گھوڑے پر سوار تھے اور گردن مبارک میں تلوار لٹکتی ہی تھی آپ نے فرمایا اس گھوڑے کو تو میں نے سمندر کی طرح رتیز رہا پایا۔



(اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِبَارِكٍ وَسَبِّحْهُ

حدیث فی بسط جودہ وکرمہ

○
حضور ﷺ کی وسعت جود و کرم کا بیان

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا -
(متفق عليه)

حضرت جابر فرماتے ہیں !
کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے بارے میں حضور سے سوال کیا
گیا ہو اور آپ نے جواب میں انکار فرمایا ہو۔ (الحسن بخاری و مسلم نے روایت کیا)

روى الترمذى انه أتته إليه تسعون
ألف درهم فوضعت على حصير فما رد
سائلًا حتى فرغ منها فجاءه رجل فسأله
فقال ليس مندي شي ولكن ابيع على
فاذا جاءنا شي فقصينا.

امام ترمذی نے روایت فرمائی ہے کہ

دو بار نبوی میں نوے ہزار درہم لائے گئے اور ایک چٹائی پر ڈھیر کر دیے گئے۔ آپ نے کسی سائل کو محروم نہ لوٹایا۔ یہاں تک کہ تمام درہم تقسیم ہو گئے۔

پھر ایک آدمی آیا اور اس نے سوال کیا۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو کچھ نہیں بچا،
 تم اس طرح کرو، میرے نام پر ادھار خرید لو۔
 جب ہمارے پاس کچھ آئے گا تو ادائیگی کر دیں گے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا بَارَكَ فِيهِ وَسَيَّلْنَا

حدیث فی طیب ریجہ ولین مسہ



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی گداز اور مس عنبریں کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْوُحَى
ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ
وَلَدَاتٌ فَجَعَلَ يَمْسَعُ خَدِّي أَحَدَهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا
قَالَ وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ
بُرْدًا وَرِيحًا كَأَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ جُودَةِ عَطَّارٍ
(رواه مسلم)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضور کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ نماز پڑھ کر حضور گھر تشریف لے گئے میں بھی حضور کے ساتھ تھا راستے میں کچھ لڑکے سامنے سے آکر ملے، حضور نے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا لیکن میرے دونوں رخساروں پر دستِ شفقت پھیر فرماتے ہیں میں نے حضور کے دستِ اقدس کی خنکی اور خوشبو اس طرح محسوس کی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ عطر فروش کے ڈبے سے نکالا ہے۔ (اے مسلم نے روایت کیا) ❀

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسِيلَتُهُ

حدیث فی کونہ خیر الخلق نفساً و بیئاً



حضرت صلی علیہ وسلم کے ذاتی شرف و کمال اور

حسب و نسب کی افضلیت کا بیان

عَنْ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَهُ سَمْعٌ شَيْبَاءٌ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : مَنْ أَنَا ؟ فَقَالُوا : أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِي فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قِبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا .

(رواه الترمذی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت کافروں سے (کچھ ناشائستہ کلمات سن کر غصہ کی حالت میں تھے) واقعہ پر مطلع ہو کر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟

صحابہ نے عرض کیا۔ آپ رسولِ خدا ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا، پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہترین طبقے میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا (یعنی قریش) پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا اس لیے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔



قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لُبَيْثُ
مِنْ خَيْرِ قُرُوبِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَتَمَّا حَقٌّ لُبَيْثُ
مِنَ الْقُرْبِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ زَمْكَوَةٌ شَرِيفٌ ۝۱۵۱

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ یہ مرید ہے کہ آپ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے جو صدیاں آئیں ان میں سے بہترین صدی میں مجھے مبعوث کیا گیا، یہاں تک کہ میں اس صدی میں مبعوث ہوا جس میں کہ میں ہوں۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَا زِلَّ وَسْبُكَ لَكَ

حدیث فی کونہ ارحم لعیالہ وخدامہ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر شفقت و اہل و عیال

نظر کرم کا بیان

عن انس رضي الله عنه قال خدمت النبي
صلى الله عليه وسلم عشر سنين فما قال لي
أف ولا ليد صنعت ولا إلا صنعت (متفق عليه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی
یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا؟ یا یہ کیوں نہ کیا؟ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

وفي رواية قال ما رأيت أحدًا كان
أرحم بالعيال من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت انس کی ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے
کسی شخص کو بھی اپنے عیال کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
رحیم نہیں دیکھا۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسْبَلْنَا

حدیث فی کونہ رحمۃ لاعدائہ



حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی اور دشمنوں تک وسیع رحمت

کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ
قَالَ إِنْ لَمْ أَلْعَنُ لَعْنَاكُمْ وَأَنْتُمْ أَلْعَنُوا رَحْمَةً
(رواه المسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مشرکین کے
واسطے بددعا کیجئے۔ حضور نے فرمایا !
میں لعنت کرنے والے کی حیثیت سے مبعوث نہیں ہوا بلکہ مجھے
تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (اے مسلم نے روایت کیا)۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِأَرْبَعِينَ مِائَةً

حدیث فی گونہ متصرفاً فی الوُجُودِ بِإِذْنِ خَالِفِهِ

حضور صلی علیہ وسلم کے اختیارات و اِذْنِ اللَّهِ

کائنات میں تصرفات کا بیان

عن ربیعۃ بن کعب رضی اللہ عنہ

قال کُنتُ أُمَّ بَيْتٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعْتَى عَلِيٌّ نَفْسًا بِكَثْرَةِ السَّجُودِ - (رواه المسلم)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رات گزارا کرتا تھا، ایک اترا معمول کے مطابق امیں نے وضو کا پانی اور ضرورت کی دوسری چیزیں جیسا کہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا مانگو (جو کچھ مانگنا ہے) میں نے عرض کی! یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت و معیت طلب کرتا ہوں حضور نے فرمایا! بس یا اور کچھ بھی (مانگنا ہے) میں نے عرض کیا بس یہی کچھ! آپ نے فرمایا! سجدے کثرت سے کیا کرو۔ (اے مسلم نے روایت کیا)۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسَيِّدُنَا

حدیث فی کونہ خاتہ النبیین

تصویر صلی علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
 مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل
 بنی بیتا فا حسنه و اجملہ الاموضع لبنة من
 زاویة فجعل الناس یطوفون به و یتعجبون
 له و یقولون هلا و ضعت هذه اللبنة قال
 فانا اللبنة و انا خاتمة النبیین۔ (رواہ البخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال گزشتہ انبیاء
 کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک بہت خوبصورت مکان بنا یا اور
 اسکو خوب آراستہ کیا لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہوگی اگر
 اس مکان کو آکر دیکھنے لگے اور اوبلے ! یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔

حضور نے فرمایا! پس میں وہی اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں
(اسے بخاری نے روایت کیا)۔ ❀

وَفِي رَوَايَةٍ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّا مَوْضِعُ اللَّبَنَةِ حَبَّتُ
فَحَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

اور حضرت جابر کی روایت میں ہے
حضور نے فرمایا کہ میں اس اینٹ کی جگہ ہوں میری آمد سے
انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ وَسَيَّلَكَ

حدیث فی کونہ نبیاً قبل تخلیق آدم

○
حضور صلی علیہ وسلم کی تخلیق اور حضرت آدم علیہ السلام سے

پہلے نبی ہونے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متی و حبت لك النبوة قال علیہ السلام، و آدم

باین الروح والجسد - (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -

صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ شرف
نبوت سے کس وقت بہرہ ور ہوئے تھے؟ یعنی آپ کے لیے نبوت
کب واجب یا ثابت ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(میں اس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی
روح اور جسم کے مرحلہ میں تھی (یعنی روح اور جسم کا باہمی تعلق ابھی

نہ ہوا تھا) - (اسے ترمذی نے روایت کیا) ❀

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِمْ بِاَزْكٰى وَبَسْمَلَةٍ

حدیث کونہ قاسماً بین خلق اللہ تعالیٰ

○
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عطا اور مخلوق کے لئے

قاسم ہونے کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي
وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ -
(رواه البخاري)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ فرماتے ہیں -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم (میرے
میں ہی ہوں تمہارے درمیان) فیضانِ الہی اور انعاماتِ خداوندی (تقسیم
کرتا ہوں) - (اسے بخاری نے روایت کیا) -

و فی روایۃ انما انا قاسم واللہ یعطی

اور ایک روایت میں ہے

حضرت نے فرمایا !

بے شک میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ عطا کرتا ہے۔



و فی روایۃ المسلم
فَانَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسُو بَيْنِكُمْ
اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے :
مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسَلِّمْ

حدیث فی کونہ شہیداً علی امتہ

○

حضرت صلی علیہ وسلم کے اپنی امت پر گواہ ہونے

کا بیان

عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَئِذٍ
 فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاةً عَلَى الْمَيْتِ تُشَوِّ
 النَّصْرَةَ إِلَى الْمَبِيتِ فَقَالَ: إِنْ شِئْتُمْ قَرُّطُكُمْ
 وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَالْحَقُّ وَاللَّهُ لَأَنْظُرَ إِلَى
 حَوْصِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ
 الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا
 أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ
 أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا - رَمَتْهُ عَلَيْهِ -

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداء پر جنگ

کی نماز پڑھی جس طرح میت کی نماز پڑھتے ہیں نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بٹھکر
 فرمایا! میں تمہارا پیشوا ہوں اور میں تمہارے اوپر گواہ ہوں (یعنی تمہارے
 احوال سے باخبر ہوں) خدا کی قسم میں اس وقت حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور
 مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

خدا کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا
 ہو جاؤ گے۔ البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ متاع دُنیاوی کے لالچ
 میں تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے۔ (اسے بخاری و مسلم نے
 روایت کیا)۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِمَا زَاوًا مِّمَّا تَشَاءُ

حدیث فی کونہ عالمابجمع احوال الخلق
باعلام اللہ تعالیٰ



تصویر صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی وسعت اور مخلوق کے تمام

احوال سے آگاہ ہونے کا بیان

عن عمرو بن اخطیب الانصاری رضی اللہ عنہ
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر
وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر ثم نزل
فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر
ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس
فاخبرنا بما هو كما ثبت في الحديث ان يوم القيامة قال
فأعلمنا أحفظنا - (رواه المسلم)

حضرت عمرو بن اخطیب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -
حضرت نے صبح نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر روز ہوئے اور ہمیں
خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ نے تشریف

لے آئے نماز پڑھائی بعد ازاں منبر پر نزل جلال فرمایا اور جس خطاب کیا
 حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما
 ہوئے۔ یہاں تک سورج ڈوب گیا پس آپ نے ہمیں ہر اس بات کی
 خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ عمرو بن اعطب فرماتے ہیں ہم
 میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جو زیادہ قوی الحافظ ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)



وَفِي رَوَايَةٍ حُذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَاتَرَكَ
 شَيْءًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ
 الْأَحَدَةَ بِهٍ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ
 نَسِيَهُ. (متفق عليه)

حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطاب کیا
 آپ نے اپنے کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کسی کوئی ایسی چیز
 نہ چھوڑی جس کو آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ جس نے جو کچھ یاد رکھا اسے یاد
 رہ گیا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ مِنْ بَارِكٍ وَسَيِّئَةٍ

حدیث فی کونہ مفاتیح خزائن الارض بیدہ

حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں تمام خزانوں

کی چابیاں دیئے جانے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَعِثْتُ بِجِوَامِعِ الْكَلِمِ وَلِصْرَتِ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا
أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُرْتَبِتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ
فَوَضَعْتُ فِي يَدِي - (متفق عليه) -

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا (آپ فرماتے تھے)
کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور رعب کے ساتھ مدد کیا
گیا ہوں اور میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کتبیاں دی
گئی ہیں اور وہ میرے ہاتھ میں تھما دی گئی ہیں۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ بِأَرْوَاحِنَا وَسَلِّمْ

حدیث فی اعجاز سمعہ ولبصرہ
 حضور صلی علیہ وسلم کے دیکھنے اور سننے کی اعجازی

شان کا بیان

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اتقوا الکوع

والسجود فوالذی نفسی بیدہ انی لا اراکم من

بعد ظہری۔ اذا ما رکعتہ و اذا ما سجدتہ

(رواہ البخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے سنا آپ فرماتے تھے رکوع اور سجدہ مکمل کیا کرو، پس اس وقت

کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب تم رکوع اور سجدہ کرتے

ہو میں بالیقین پس پشت تمہیں دیکھتا ہوں۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

و فی روایة ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الخ اری ما لا ترون و اسمع ما لا

تسمعون

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بیشک میں وہ

کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَحَبِيْبِهِ بِأَرْبَعِينَ مِائَةً وَسَلِّمْ

حدیث فی اعجاز بیانہ

تضرع صلوات اللہ علیہ وسلم کے خطاب و بیان کی اعجازی

شان کا بیان

عَنْ عَمْرِو بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُمْ وَأَهْلَ النَّارِ مَنْزِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ - (رواه البخاري) -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرأتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور خطاب فرمایا آپ نے ابتداء کائنات سے جنتوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک کے حالات و واقعات بیان فرما دیے۔ ان تفصیلات کو جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

(اسے بخاری نے روایت کیا) -



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حدیث فی اعجاز مشیہ

حضور ﷺ کی رفتار مبارک کی الوہی کیفیت کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
 قال ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ
 صلوا اللہ علیہ وسلم کانت الشمس تجری فی وجہہ
 وما رأیت احداً اسرع فی مشیہ من رسول اللہ
 صلوا اللہ علیہ وسلم کانت ما الارض تطوع لہ
 انا لجزء الفسنا وانه لغير مکتربث - (رواہ
 الترمذی) -

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
 میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مخلو بصورت
 نہیں دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کی شعاعیں چہرہ اللہ سے نکل رہی ہیں میں
 نے کسی شخص کو حضور سے زیادہ سبک رفتار نہیں دیکھا بول معلوم ہوتا تھا
 گویا زمین آپ کے لیے سمٹی جا رہی ہے ہماری سانس پھول جاتی تھی۔ اور
 آپ بے پرواہی سے چل رہے ہوتے تھے۔ (مسلم ترمذی نے روایت کیا)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کے اوصاف مبارک بیان فرمائے ہیں ان میں آپ کی رفتار مبارک کا ذکر اس طرح ہے :

إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِي صَبَبٍ -

”آپ جھک کر پوری قوت کے ساتھ چلتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہوں۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اوصاف، حسن و جمال اور علیہ مبارک کو جس خوبصورتی کے ساتھ نگرے سُترے اور دکھش پیرائے میں بیان فرمایا ہے اہل محبت نے اسے بہت اہمیت دی ہے اور ان کے حسن بیان کو خوب سراہا ہے۔ ان کی طویل حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسین رفتار کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے :

إِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُو تَكْفِيًا وَيَمْشِي هَوْنًا
ذَرِيْعُ الْمَشِيَةِ إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ -

”آپ قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے (جیسے ایک باوقار طاقتور انسان اٹھاتا ہے) کندھے مبارک ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ چلتے تھے (جیسے سب کے خرام جھونکے سے شاخ گھل دائیں بائیں لہراتی ہے) رفتار مبارک خاصی تیز ہوتی تھی ایسا معلوم ہوتا جیسے گھاٹی سے نیچے اتر رہے ہوں۔“ (اے ترمذی نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكْتَ فِيهِ وَسَلِّمْ

حدیث فی فضیلتہ علی سائر الانبیاء والمرسلین

○
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و تمام انبیاء کرام پر

فوقیت کا بیان

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یَنْتَظِرُونَہُ قَالَ فَخَرَجَ حَتَّىٰ اِذَا دَنَا مِنْہُمْ سَمِعَہُمْ یَتَذَكَّرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَہُمْ فَقَالَ لِبَعْضِہُمْ عَجَبًا اِنَّ اللّٰهَ اِتَّخَذَ مِنْ خَلْقِہِ خَلِيْلًا اِتَّخَذَ اِبْرٰہِیْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اَخْرَجَ اَبَا عَجَبٍ مِنْ كَلَامِ مُوسٰی كَلِمَةً تَكْلِیْمًا وَقَالَ اٰخَرَ فَعِیْنِی كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحَةُ وَقَالَ اٰخَرَ اَدَمَ اَصْطَفَاہُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَیْہُمْ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَکُمْ وَعَجَبُکُمْ اِنَّ اِبْرٰہِیْمَ خَلِيْلَ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوسٰی نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِیْنِی رُوْحَةُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاَدَمَ اَصْطَفَاہُ اللّٰهُ

وَهُوَ كَذَلِكَ الْاَوَّلُ وَاَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَا^{مِلُ}
 لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ
 شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُسْتَفْعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا
 اَوَّلُ مَنْ يُحْرِكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِي
 فَيْدُ خَلِيْبَهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا
 اَكْرَمُ الْاَوْلِيَيْنِ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ - (رواه الترمذی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ كَتَبَ اصْحَابِ اَيْكِيْ اَنْتَظَرُ فِيْ بَطْنِيْ تَهْتَمُّ
 كِه اَتَنِيْ فِيْ حَضْرَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَمْرِ تَشْرِيفِ لِيْ اَتَيْتُ حَبِ اِن كِه قَرِيْب
 هُوَيْتُ تَوَسُّا كِه وَه اَيْسِيْ فِيْ كِچھ تَذَكُّرِه كِه هَيْتِيْ تَهْتَمُّ اِن فِيْ سِيْ اَيْكِيْ كِه اِ
 بُرِّيْ تَعَجَّبُ كِيْ بَاتِ هِيْ (لِيْعْنِيْ هَيْتِيْ بُرِّيْ بَاتِ هِيْ كِه اللّٰهُ تَعَالَى
 نِيْ اِنِّيْ مَخْلُوْقِيْ فِيْ سِيْ حَضْرَتِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِه اِنِّيْ خَلِيْلُ بِنَا يَا دُوْرِيْ
 نِيْ كِه اِ! يِه اِسِيْ سِيْ زِيَادِه تَعَجَّبُ اِنْجِيْزِ نِيْ هِيْ كِه خُدَا نِيْ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
 سِيْ كَلَامِ كِيَا -

تِيْرِيْ نِيْ كِه اِكِه عِيْلِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اللّٰهُ كَا كَلِمِه اِدْر اِسِيْ كِيْ رُوْحِيْ هِيْ چُوْتَهْتَمُّ
 كِه اِكِه اِدْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِه اللّٰهُ تَعَالَى نِيْ بَرَكَزِيْه كِيَا چِنَا چِيْ رُسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اِن كِه حَلَقِيْ فِيْ تَشْرِيفِ لِيْ اَتَيْتُ حَضْرَتِيْ سَلَامِ كِيَا اِدْر فَرَمَا يَا فِيْ نِيْ
 تَمُّ لُوْگُوْلُ كَا كَلَامِ اِدْر تَعَجَّبُ كِه نَا سُنُّ لِيَا هِيْ - اِبْرَاهِيْمَ اللّٰهُ كِه خَلِيْلُ هِيْ -
 بِيْشِكِ وَه اَيْسِيْ هِيْ هِيْ (لِيْعْنِيْ خَلِيْلُ اللّٰهُ هِيْ هِيْ) اِدْر مَوْسَى اللّٰهُ تَعَالَى سِيْ

سرگوشی کرنے والے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور علیہ السلام اس کی روح
 اور اس کا کلمہ ہیں وہ ایسے ہی ہیں اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا
 اور وہ ایسے ہی ہیں تم لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ میں اللہ کا حبیب ہوں۔
 لیکن میں فخر نہیں کرتا اور میں قیامت کے دن لو اباحمداً طمانے والا ہوں۔
 اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع اور
 پہلا مشفق ہونگا، اور مجھے اس کوئی فخر نہیں اور میں پہلا وہ شخص ہوں جو بہشت
 کی زنجیر ہلائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل
 کرے گا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہوں گے جو فقیر (غریب و مسکین) تھے اور مجھے
 اس پر کوئی فخر نہیں اور اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و محترم میں ہی
 ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ فِيهِ وَسَيَّلْتَهُ

تشریفہ بجمیع الفضائل والکرامات

حضور صلی علیہ وسلم کے فضائل و کمالات اور کرامات سے

مشرف ہونے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء لیسبت اعطیت حوامع الکلم ولبصرت بالعب واحدت لی المغانیہ وجعلت لی الارض طہوداً ومسجداً وارسلت الی الخلق كافة وختم لی النبیین (متفق علیہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے باعث فضیلت دی گئی ہے۔ میں حوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے یہ اموال غنیمت حلال کیے گئے ہیں اور میرے لیے (ساری) زمین پاک کر دی گئی اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

وفی روایۃ جابر رضی اللہ عنہ قال واعطیت الشفاعة جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: مجھے تمام شفاعت سے

بھی نوازا گیا ہے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا بَارَكَ وَسَبَّحَكَ

حدیث فی عزہ و شرفہ یوم القیامۃ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور بزرگی قیامت ظہور شرف

کابیان

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وُفِدُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا انْصَتُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُجِبُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أُيِسُوا الْكِرَامَةَ وَالْمَنَاصِحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَلِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفَ خَادِمٍ كَانَتْ لَهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ وَكَوْلُوءٌ مَنُشُورٌ .

(رواه الترمذی والدارمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے باہر نکلوں گا اور جب سب لوگ بارگاہ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ہی ان کا پیشوا ہوں گا۔ اور جب سب لوگ خاموش ہونگے تو میں ہی کلام کروں گا اور جب کوئی

کلام نہ کر سکے گا تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا اور جب سب لوگ
 باپوں ہوں گے تو میں ہی ان کو (نجات کی) خوشخبری دوں گا بزدگی اور حنبت
 رحمت کی چابیاں اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور لوہا رکھو (حمد الہی
 کا بھنڈا) اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میری عزت خدا کے نزدیک تمام
 اولادِ آدم سے زیادہ ہے اس روز ہزاروں خادم میرے ارد گرد گھوم رہے
 ہوں گے ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (گردوغبار سے محفوظ) سفید (خلصورت)
 انڈے ہیں یا بھرے ہوئے موتی ہیں۔ (اسے ترمذی اور دارمی نے روایت کیا)۔



و فی روا یۃ عنہ رضی اللہ عنہ قال آتی باب الجنة
 یوم القیامة فاستفتح فبقول الخائف من انت
 فاقول الحمد فبقولک امرت ان لا اقم
 لاحد قبلك - (رواه المسلم)

اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر
 آؤں گا اور اسے کھٹکھاؤں گا جنت کا پرے دار خازن کہے گا آپ
 کون ہیں؟ پس میں جواب دوں گا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ کہے گا کہ مجھے
 یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لیے بھی کھول
 (اسے سلم نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَا زِلْنَا مِنْكَ

حَدِيثٌ فِي أَسْمَاءِ الشَّرِيفَةِ

○
حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ کا بیان

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِي خَمْسَةٌ أَسْمَاءٌ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِجُ الَّذِي
يَمْحُو اللَّهُ لِحْيَتَهُ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ
النَّاسَ عَلَى قَدَمَيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ - (متفق عليه)

جسیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پانچ نام ہیں میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں
کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو محو کر دے گا اور میں حاشر ہوں۔ سب
لوگ میری پیروی میں ہی (روزِ حشر) اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب
ہوں (سب سے آخر میں آنے والا ہوں)۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔



” وَفِي رَدِّ آيَةِ التَّرْمِذِيِّ أَنَا الْعَاقِبُ
الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ “

ترمذی کی روایت میں ہے کہ

میں عاقب ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسِيلَتِي

عدم مثلیتہ باحد من العالم بشری

○
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثلیت اور عالم بشری میں

الفرادیت کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَمَّ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنِّي أَبِيتُ لِي مَطْعَمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقِيٌّ يَسْقِينِي

وَدَعَى الْبُؤْهْرِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَيْتَكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ لِي مَطْعَمٌ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَلَيْسَ قَيْنِي - (رواه البخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کو)

صیام وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! آپ تو صیام وصال رکھتے ہیں حضور نے فرمایا!

میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلا یا جاتا ہے۔

روایت انس رضی اللہ عنہ میں ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک شخص جیسا بھی نہیں ہوں

روایت ابی سعید رضی اللہ عنہ میں ہے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلانے والا

کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم میں سے کون میری مثل ہے (یعنی میری مثل کوئی بھی نہیں ہو سکتا) میں اس

حال میں شب بسر کرتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حدیث فی جہد الصحابہ لغایۃ تعظیمہ

حضرت صلی علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں صحابہ کرام کے

معمولات مبارکہ کا بیان

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَأَدِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَيْتِ عُمَرَ وَابْنِ
عُوفٍ لِيُصَلِّحَ بَيْنَهُمَا فَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَدُّ
إِلَى الْمَكَّةِ فَقَالَ اتَّصَلَى لِلنَّاسِ فَأَقِيمَ قَالَ نَعَمْ
فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّ النَّاسُ
وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ
التَّصْفِيقَ انْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ - فَأَشَارَ إِلَيْهِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْبَأَكَ مَكَانَكَ فَرَفَعَ
أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ شَرَّ مَا خَرَّ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى
فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ
تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا
كَانَ لَا بِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ التَّصْفِيقَ مِنْ نَابِهِ شَيْءٌ
فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ انْتَفَعَتِ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا
التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ - (رواه البخاری) -

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو ابن عوف میں صلح کو اس نے کھیلے تشریف لے گئے
اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی :

کیا آپ نماز پڑھا دیں گے؟ تاکہ میں اقامت کہوں؟ آپ نے فرمایا
ہاں! چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کر دی
دوران نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صفوں کو چرتے
ہوئے صفِ اول میں جا کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے نالیاں بجا میں (یعنی
اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے) لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی اور جگہ
التفات نہیں فرمایا کرتے تھے (یعنی کامل محویت کا عالم ہوتا تھا) جب نالیوں
کی آواز زیادہ ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے التفات فرمایا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور پیچھے بیٹھنے کا ارادہ کیا (لیکن حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ
اٹھا کر خدا کا شکر دیا کیا کہ رسول اللہ نے انہیں امامت کا حکم دیا ہے۔ اس کے

بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھے حتیٰ کہ صفِ اول کے برابر آگئے اور حضور
 نے آگے بڑھ کر امامت کرائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب میں نے حکم دیا تھا تو تم مصتے پر کیوں نہیں
 ٹھہرے ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابی مخنف کے بیٹے کو یہ
 کب متزاوار ہے (مناسب) ہے کہ وہ حضور کے سامنے امامت کرے۔
 اس کے بعد حضور نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسکی کیا وجہ ہے
 کہ میں نے تمہیں تالیباں بجاتے دیکھا اگر کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے
 تو (بلند آواز سے) سبحان اللہ کہے۔ چنانچہ جب وہ سبحان اللہ کہے تو دوسرے
 کو چاہیے کہ اس کی طرف دھیان دے۔ اور نماز میں تالیباں بجانا یعنی ہاتھ
 پر ہاتھ مارنا تو صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہے۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ وَسَبَّحَكَ

حديث في حالة الصحابة من الفرح بروايتهم

حضرت رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے صحابہ کرام کو

حاصل ہونے والی بے پایاں مسرت کا بیان

عن انس بن مالك الانصاري رضى الله عنه
 وكانت تبع النبي صلى الله عليه وسلم وخدمته
 وصحبه انت ابا بكر رضى الله عنه كانت
 يصلي له في وجع النبي صلى الله عليه وسلم
 الذي توفيت فيه حتى اذا كان يوم
 الاثنين وهو صفوف في الصلوة فكثف
 النبي صلى الله عليه وسلم ستر الحجرة ينظر اليها
 وهو قائم كانت وجهه ودقة مصحف
 ثم تبسم يصحك فممنات انفتحت
 من الفرح برواية النبي صلى الله عليه وسلم
 فنكص انوبكر على عقبه ليصل
 الصف وظن ان النبي صلى الله عليه وسلم

خَارِجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْنَا لِنَمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنْ أَتَمُّوا صَلَاتِكُمْ وَأَرْحِمِ السِّتْرَ فَتَوَفَّى مِنْ يَوْمِهِ -
 (رواه البخاری)

انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 (اور وہ حضورؐ کے خادم خاص تھے) کہ حضور کے مرض الموت میں تھرت
 ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے چنانچہ دو شنبہ کے روز لوگ
 صفیں بنائے کھڑے تھے کہ اتنے میں حضور نے حجرہ مبارک کا پردہ
 اٹھایا اور کھڑے کھڑے جماعت کو دیکھنے لگے۔ اس وقت حضور کا
 چہرہ انور قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا جماعت کو دیکھ کر آپ
 مسکرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار کی خوشی میں قریب
 تھا کہ غلام نماز توڑ دیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا سنا یہ حضورؐ
 نماز میں تشریف لائے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایڑیوں کے بل
 چھے مہٹ کر صف میں مل جانا چاہا لیکن حضور نے اشارہ سے فرمایا کہ
 تم لوگ نماز پوری کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرا دیا
 اور اسی روز آپ کا وصال ہو گیا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا بَارَكَ وَسَيَّلْتَهُ

حدیث فی ترک اکثر سوالہ توقیراً لہ

حضور ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ سوالات کی

ممانعت کا بیان

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج حين زاعت الشمس فصلوا الظهر فلما سلم قام على المنبر فذكر الساعة وذكر النبي بين يديها أموداً عظماً ما شمر قال من أحب أن يسأل عن شيء فليسأل عنه فوالله لا تسألوه عن شيء إلا أخبرتكم به ما دمت في مقام هذا قال انس فأكثر الناس البكاء واكثر رسول الله ان يقول سلونني قال انس فقام اليه رجل فقال اين مدخلي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النار فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابوك حذافة -

وفي رواية ابي موسى الأشعري رضي الله عنه شره قام آخر فقال من ابي فقال ابرك سالم مولك شيبه قال

ثُمَّ أَكْثَرْنَا يَقُولُ سَلُونِي سَلُونِي قَالَ فَبَرَكَتِ
 عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ وَرَبَّنَا وَالْإِسْلَامِ
 دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَلِكَ وَفِي
 رِوَايَةٍ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ
 مِنَ الْغَضَبِ قَالَ أَنَا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ قَالَ
 ابْنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ
 عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ أَنفَا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ وَأَنَا
 أَصَلُّ فَلَمَّا رَأَى كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ - (متفق عليه) -

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آفتاب ڈھلا تو حضور
 علیہ السلام تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر
 پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے
 بڑے امور ہیں۔ پھر فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص کسی بھی نوعیت کی کوئی بات
 پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے، خدا کی قسم میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو
 بھی پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ
 لوگوں نے زار و قطار روزِ ما شروع کر دیا حضور علیہ السلام رخصتہ کے سبب سے
 بار بار یہ اعلان فرماتے تھے کہ کوئی سوال کر دو (پوچھو پوچھو) حضرت انس کہتے
 ہیں کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ بیبا ہے
 آپ نے فرمایا کہ "دونخ"۔ پھر عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی
 یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا! حذافہ

ابوموسیٰ اشعری کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی :

میرا باپ کون ہے؟

حضور نے فرمایا! تیرا باپ سلم ہے جو شیبہ کا غلام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پھر بار بار فرمانے لگے (جو کچھ چاہتے ہو) پوچھ لو۔ پوچھ لو (انس کہتے ہیں) حضرت عمر نے جب یہ دیکھا تو اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا "رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا" جب حضرت عمر نے یہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرہ انور پر غضب کے آثار دیکھے تو کہا ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں پھر حضور نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! "جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس دیوار کے کونے میں جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے خیر و شر میں آج جیسا دن نہیں دیکھا۔" (اے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِأَرْبَعِينَ سَلَامًا

تَخْيِيرُ اللَّهِ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَضْرَةُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَلُوبُ قَتِ وَصَالِ خْتِ سِيَارِ

وَيْتِهِ جَانِ كَابِيَانِ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ
نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَ
أَخَذَتْهُ بَحْجَةٌ يَقُولُ مَعَ الدِّينِ أَفْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ...
الآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ وَهُوَ صَاحِبُ نَبِيٍّ أَنَّهُ لَوْ لَقِيَ بَعْضُ نَبِيٍّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ
مِنَ الْجَنَّةِ شَوْخِيرًا فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَدَأَسَهُ عَلَى فُخْذِي
غَشِيَ عَلَيْهِ شَوْخِيرًا فَأَفَاتَ فَأَشْخَصَ لَبْرَةً إِلَى سَقْفِ
الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى فَقُلْتُ
إِذَا لَا يَخَارُنَا وَغَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ
يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَاحِبُ نَبِيٍّ - (متفق عليه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سنا کرتی تھی کہ کسی نبی کا اس وقت
یہ انتقال نہیں ہوتا جب تک اسے دنیا و آخرت دونوں میں سے کسی ایک کو اپنے
کا اختیار نہیں دے دیا جانا چنانچہ مرض و وفات میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حلق مبارک میں کوئی چیز اٹکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے سنا حضور نے یہ آیت
تلاوت فرمائی۔ "و مع الذین نعوا اللہ علیہم"..... الخ
نہیں بھگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (موت کے مسئلہ پر) اختیار دے دیا
گیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (دوسری روایت میں ہے) کہ
حضور عیالہ السلام تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تک
کسی نبی کا انتقال نہیں ہوتا جب تک اسے بہشت میں اس کی جگہ نہ دکھادی
جائے اور پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا و آخرت یعنی زندہ رہنے یا
وفات پانے میں سے جسے چاہے پسند کر لے) چنانچہ جب حضور عیالہ وسلم
اور وقت وفات قریب آیا تو ان کا سر انور میری ران پر تھا اور آپ پر حالت
عشتی طاری تھی۔ پھر آپ ہوش میں آئے تو مکان کی چھت کی طرف آنکھیں
اٹھا کر فرمایا "اللہم الرفیق الاعلیٰ" میں نے کہا اب حضور ہمیں
اختیار نہیں فرمائیں گے اور میں جان گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپ ہمیں بجا
صحت بتایا کرتے تھے۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِأَرْبَعِينَ مِائَةً

التَّبَرُّكُ بِعَرَقِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور صلی علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک حاصل

کرنے کا بیان

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيهِ
قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا فَأَتَتْ فَقِيلَ
لَهَا هَذَا النَّبِيُّ نَامَ فِي بَيْتِكَ عَلَى فِرَاشِكَ قَالَ
فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَتْ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةٍ
أَدَّى عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُشْفِئُ
ذَلِكَ الْعَرَقُ فَتَعَصَّرُوهُ فِي قَوَارِيرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَجُو بِرُكَّتِكَ لَصَبِيَانَا قَالَ أَصَبْتَ رَوَاهُ الْإِسْلَامُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لاتے تھے اور ام سلمہ کی عدم موجودگی میں ان کے بستر پر سو جاتے تھے ایک روز حسب معمول تشریف لاکر ام سلمہ

کے بستر پر سو گئے۔ اُمّ سلیم آئیں تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
گھر کے اندر تمہارے بستر پر استراحت فرما رہے ہیں اگر دیکھا (اندر تشریف لائیں)
تو حضور کو لپیٹنا اور ہاتھ اور بستر پر جو چمڑے کا ٹکڑا تھا وہ لپیٹنے سے بالکل
تر تھا اُمّ سلیم نے اپنا ڈوب کھولا اور لپیٹنا مبارک کو (کسی کپڑے وغیرہ میں) اتار
کر کے شبیسی میں پھونکنے لگیں۔ اچانک حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو
گئے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: اُمّ سلیم! کیا کر رہی ہو۔
اُمّ سلیم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!
میں اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتی ہیں۔
فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَبَارِكًا وَسَلَامًا

حدیث فی التبرک بشعرہ

حضرت صلی علیہ وسلم کے گیسو مبارک سے تبرک حاصل

کرنے کا بیان

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَقَ يَخْلُقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ -

(رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَتْ أَبُو طَلْحَةَ أَقْلًا مِنْ أَخَذَ

مِنْ شَعْرِهِ - (رواه البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ جس وقت حجام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجامت کرتا تھا بال کاٹتا تھا تو صحابہ اسے گھیر لیتے تھے اور کسی ایک بال کو بھی ہاتھ کے علاوہ نیچے نہ گرنے دیتے تھے۔ اور آپ ہی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اللہ کے بال موٹائے تو ابو طلحہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضور کے مو مبارک

(ہاتھ میں لیے)۔ (بخاری و مسلم) ❀

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ وَسَبَّحَكَ

حَدِيثٌ فِي النَّبِيِّ كَرَّمَ لِفَضْلِهِ وَضُؤُهُ

حضور صلی علیہ وسلم کے وضو مبارک کے پیکے ہونے پانی

سے تبرک حاصل کرنے کا بیان

عن ابی جحیفۃ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ
رَسُولِ اللَّهِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَدَرُونَ ذَلِكَ
الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَ
مَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ

صَاحِبِهِ
(رواه البخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چمڑے کے سُرخ قُبہ میں دیکھا اور حضرت
بلال کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا (استعمال شدہ) پانی لیے
کھڑے ہیں اور لوگ اس پانی کی طرف پیش دستی کر رہے ہیں چنانچہ جس کو حضور
کے وضو کا پانی (استعمال کردہ) مل جاتا وہ اس کو جسم پر مل لیتا تھا اور جسے

نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لیتا تھا۔



وَفِي رِوَايَةِ أَبِي مُوسَى

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ
يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَبَجَّ فِيهِ شَوْقًا لِكُلِّهِمَا اشْرَبَا
مِنْهُ وَأَفْرَغَا عَلَى وَجْهِهِمَا وَخَوَّكُمَا (رواه البخاری)

ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں ہے کہ

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک بڑا پیالہ منگوا یا اور اسی میں دونوں
ہاتھوں کو اور چہرہ اللہ کو دھویا اور اسی میں کئی کئی اور بھر فرمایا تم اسی میں سے کچھ
پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر مل لو۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِإِزْنِ بَارِكِ وَسَيِّدِنَا

حَدِيثٌ فِي مَعْرِفَةِ بِكُلِّ شَيْءٍ حِينٌ وَضَعَ اللَّهُ

كُفَّهُ بَيْنَ كُتْفَيْهِ

حَضْرَةَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَدَسْتِ قَدْرَتِ كِي بَدَلْتِ هَرِثِ

كِي مَعْرِفَتِ صَالِ هَوْنِي كَابِيَانِ

عن معاذ بن جبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ أَحْبَبْتُ عِنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَاتَ عَدَاةٍ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَسْتُرُ آيَةَ
 عَيْنِ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيحًا فَتَوَّابًا بِالصَّلَاةِ
 فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ وَتَحَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا
 لِبُصُوتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَى مَصَافِكُمْ كَمَا أَنْتُمْ تُعْرَفُونَ
 إِلَيْنَا شَرُّ قَالَ أَمَا الْهَيْ سَأَحْدِثُكُمْ مَا جَسَنِي عَنْكُمْ
 الْعَدَاةَ الْهَيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ
 مَا قَدَرْتُ فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَشْفَلْتُ
 فَأَذَا أَنَا بَرِيءٌ تَبَارَكُ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ
 صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ

لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ لِأَدْرِى
قَالَ لَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتَهُ وَضَعُ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَقِّ
وَ حَدَّتْ بَرْدًا أَنَا مِلَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَبَجَلَى لِمِ كَلَّ شَيْءٍ وَ
عَرَفْتُ وَ فِي رَوَايَتِهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ وَ ابْنِ
عَبَّاسٍ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ
الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الْكُفَّارَاتِ قَالَ وَ مَا هُنَّ قُلْتُ
مَشَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَ الْجُلُوسِ فِي
الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ اسْبَغِ الْوَضُوءِ حِينَ
الْكُرْبَيَاتِ قَالَ شَرَفِي مَا قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ
وَ مَا هُنَّ قُلْتُ اطْعَامُ الطَّعَامِ وَ لِبَيْتِ الْكَلَامِ وَ الصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ
وَ النَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِينِ
وَ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَ تَرْحَمَ لِي وَ إِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً
فِي قَوْمٍ فَتَوَقَّفْ عَنِّي مَقْتُوبٍ وَ اسْأَلْكَ
حُبِّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي
إِلَى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّهَا حَقٌّ فَأَدْرُسُوهَا
بَشَرًا تَعْلَمُوهَا -

(رواه الترمذی و محمد البخاری)

معاذ بن جبل فرماتے ہیں -

ایک مرتبہ صبح کی نماز کے وقت حضور کو دیر ہو گئی اور ہم لوگوں نے آپ کا

انتظاراں حد تک کیا کہ قریب تھا کہ آفتاب کی شعاع نظر آنے لگے۔
 اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لائے۔
 چنانچہ تکبیر کہی گئی اور آپ نے اختصار سے نماز پڑھائی۔

نماز سے فراغت کے بعد آپ نے باواز بلند دعا فرمائی۔ اور ہمیں فرمایا کہ جس طرح
 تم بیٹھے ہو۔ اسی طرح صف بندی کیے ہوئے بیٹھے رہو۔ پھر فرمایا اپنی تاخیر کا
 واقعہ تم کو سناتا ہوں۔ پھر واقعہ سنایا (واقعہ یہ ہے)

رات کے وقت وضو کر کے جس قدر نماز میرے لیے مقدر تھی میں نے
 پڑھی اس کے بعد مجھ کو نیند آگئی اور میں نماز ہی میں سو گیا۔ یکایک کیا دیکھنا
 ہوں کہ میں اپنے رب کے حضور میں ہوں اور میں نے اپنے رب کو اس
 کی شان کے لائق نہایت اچھی شکل میں دیکھا (مجھ سے) ارشاد ہوا۔ اے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کی: بلیک! اے میرے رب! میں
 حاضر ہوں! فرمایا اس وقت ملائکہ آسمانی، کیا گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض
 کی: مجھے معلوم نہیں۔ تین مرتبہ یہی ارشاد ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ پر
 رکھا حتیٰ کہ میں نے اسکی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے
 درمیان محسوس کی: پس ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔
 عبدالرحمن بن عاص اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا

کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا مجھے اس کا علم ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کی: اے میرے رب! حاضر ہوں فرمایا
 (اب تاؤ) ملائکہ کیا گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: کہ کفارات کے متعلق

ذکر ہو رہا ہے۔ فرمان ہوا: وہ (کھارات) کیا ہیں؟ میں نے عرض کی:
 جماعت کی نماز کے لیے قدم بڑھانا اور نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور
 باوجود دشواری کے کامل وضو کرنا، فرمایا: اور کس چیز کا ذکر ہو رہا ہے؟
 میں نے عرض کی: (جنت میں) درجات عالیہ کا۔ ارشاد ہوا: وہ کیا ہیں؟
 میں عرض کی: (غزبار و مساکین) کو کھانا کھلانا، اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا اور
 نماز پڑھنا، جس وقت کہ لوگ عواستراحت ہوں۔ ارشاد ہوا! کچھ مانگو،
 میں نے یہ دعا کی ”اللَّهُمَّ الْهِفْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ“
 الْهِفْ حُبِّكَ ..“

پھر حضور نے فرمایا (میرا یہ خواب) سچا ہے یعنی (یہ واقعہ سچا ہے)
 اس دعا کو یاد کر لو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور بخاری نے
 اس روایت کو صحیح قرار دیا۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِبَارِكٍ وَسَلِّمْ

حَدِيثُ فِي رَفْعِ الْقِحْطِ بِرُكَّةٍ دُعَايِهِ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے قحط دور کرنے کا بیان

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قِحْطٌ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُخْطَبُ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
هَلَكَتِ الْكُرَاعُ وَهَلَكَتِ الشَّاءُ
رَوَى فِي زَعَايَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قِحْطُ الْمَطَرِ وَاحْمَرَّتِ
الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِشُ

فَادْعُ اللَّهَ يَسْقِينَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا -
قَالَ أَنَسٌ وَأَنَّ السَّمَاءَ لَبَشَلُ الرَّجَا حَاجَةٌ فَهَاجَتْ بِرِيحٍ
أَثَابَتْ سَحَابًا شَرًّا اجْتَمَعَ شَرًّا مَرَّسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَّالِيهَا
فَخَرَجْنَا نَخْرُضُ السَّمَاءَ حَتَّى اتَيْنَا مَنْزِلَكَ فَلَمْ نَزَلْ
نَمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى - فَنَقَامُ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ
أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ -

رَوَى فِي زَعَايَةِ وَأَلْفَطَعَتِ السُّبُلُ
فَادْعُ اللَّهَ يَحْبِسُهُ فَبَسَمَ شَرًّا قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا

عَلَيْنَا فَتَطَّرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ
كَأَنَّهَا أَكْلِيلٌ -

وَفِي رِوَايَةٍ فَمَا لَيْشِيرُ يَدُهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ
السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتْ الْمَدِينَةُ مِثْلَ
الْجُوبَةِ وَسَأَلَ الْوَادِعُ قَتَاةَ شَهْرٍ ۱ - (رداء البخاری)



انس فرماتے ہیں

ایک بار ہمد رسالت میں مدینہ میں قحط پڑا جمعہ کے روز حضور ﷺ
علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ!
صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے اور بکریاں تباہ ہو گئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بارش رک گئی۔
دخت سوکھ گئی اور جانور ہلاک ہو گئے۔

آپ خدا تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کریں حضور نے دست اقدس
اٹھا کر دعا فرمائی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آسمان اس وقت فیشے کی طرح
صاف تھا۔

(لیکن حضور کی دعا سے) فوراً ایک ہوا چلی اور ابراٹھ کر آیا اور پھر گھنا گیا
پھر آسمان نے اپنے دھانے کھول دیے (یعنی موسلا دھار بارش شروع ہوئی)
ہم وہاں سے نکلے اور بارش میں بھگیٹے اور پانی میں ڈوبتے ہوئے اپنے
گھروں تک پہنچے۔

دوسرے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی اس دوسرے جمعہ کو پھر وہی یا کوئی اور
شخص اٹھا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مکانات منہدم ہو گئے۔

(ایک روایت میں ہے کہ راستے منقطع ہو گئے ہیں)
 آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یہ سلسلہ رک جائے۔ آپ مسکرا دیے۔ پھر
 دعا کی۔ یا اللہ! ہمارے اردگرد ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔ میں نے دیکھا
 کہ ابرہہ پٹ کر مدینہ کے اردگرد چلا گیا اور مدینہ کے اوپر کا آسمان تاج کی مثل
 ہو گیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ جس سمت میں ہاتھ سے اشارہ فرماتے
 تھے بادل پھٹ کر اسی طرف چلا جاتا تھا۔ بالآخر چاروں طرف بارش ہوتی رہی
 اور مدینہ درمیان میں ٹکلی کی طرح رہ گئی اور ایک ماہ تک "قنات" نامی
 نالہ بہتا رہا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَبَارِكًا وَسَلَامًا

حدیث فی تبع الماء من بین اصابعہ



حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چھتنے

پھوننے کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رُكُوعٌ فَتَوَضَّأَ فَحَمَشَ النَّاسُ
 نَحْوَهُ قَالُوا مَا نَكُم؟ قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ
 وَلَا نَشْرِبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرُّكُوعِ
 فَجَعَلَ الْمَاءُ يَشُورُ بَيْنَ اصْصَابِعِهِ كَمَا مَثَالِ الْعَيْوُنِ فَشَرِبْنَا
 وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا
 كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعِ عَشْرَةَ
 مِائَةً (متفق عليه)

جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔

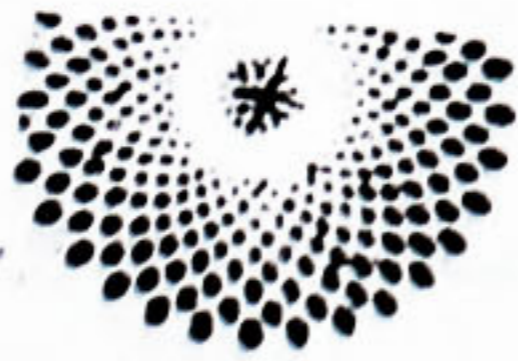
حَدِيبِيَّة کے دن لوگوں کو پانی نہ ملے گا لیکن پانی نہ بلا۔ رسول اکرم ﷺ کے سامنے پانی کی ایک چھال رکھی ہوئی تھی آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

ر بعد میں) لوگ اس کو پینے کے لیے بھپٹے حضور نے فرمایا؛ کیوں کیا
بات ہے؟ صحابہ نے عرض کی:

حضور ہمارے پاس دو صنوبر کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔
صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے حضور نے (یہ سن کر) دست
مبارک چھانگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان
سے جوش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے وضو بھی کر لیا اور پی بھی لیا۔
(اسلم کہتے ہیں) میں نے حضرت جابر سے پوچھا اس وقت آپ کتنے آدمی
تھے؟ انہوں نے کہا! ہم پندرہ سو آدمی تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے
جب بھی وہ پانی سب کے لیے کافی ہو جاتا۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

”ہم چودہ سو تھے۔“ (اے بخاری و مسلم نے روایت کیا)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَا زِلَّ مِنْكَ

حَدِيثٌ فِي رُؤْيِيهِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فِي صَلَوَاتِهِ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے مثل رؤیت و نماز میں

جنت و دوزخ کے مشاہد کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاولْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ
شَرًّا رَأَيْنَاكَ تَكَعَّكَعْتَ فَقَالَ الْهَيَّ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَنَاولْتُ
مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُ مِنْهَا مَا لَقِيتُ الدُّنْيَا

وَفِي رِوَايَةٍ عَالِشَةَ

قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وَعِدَّتُهُ حَتَّى
لَقَدْ رَأَيْتُهُ أُرِيدُ أَنْ أَخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ
رَأَيْتُمُونِي جَعَلَتْ أَلْقَدَمَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحِطُّمُ لِعَضِّهَا
بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأْخُرُتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرُ
بْنَ لُحَيْبٍ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَابِغَ - (رواه البخاري)



عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں -

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ نے (سوف کی) نماز پڑھائی۔ صحابہ نے (نماز کے بعد) عرض کی یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے حضور کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؛ حضور نے فرمایا! میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے انگور کا ایک خوشہ پکڑ لیا تھا۔ اگر میں وہ خوشہ لے لیتا تو تم اس کو قیامت تک کھاتے (اور وہ کم نہ ہوتا) روایت عائشہ میں ہے -

حضور نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ بیٹھا جاتا تھا۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے مٹنے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لُحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے ساند چھوڑنے کی رسم نکالی۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِمَا بَارَكَ وَسَيَّلَكَ

فِي حَبْنِ الْجِدْعِ شَوْقًا لِبِرِّ لِفِرْقِهِ

حضرت رسول اللہ ﷺ کے فراق میں کھجور کے تنے کی

درد انگیز گریہ زاری کا بیان

عن جابر بن عبد الله

أَنَّ امْرَأَةً مِمَّنْ الْأَنْصَارُ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَأَتَّ لِي عَلَامًا بِنَجَارًا - قَالَ إِنْ شِئْتِ قُلِي فَعَمَلْتُ لَهُ الْمَنْبِرَ فَلَمَّا كَانَتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبِرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتْ النُّخْلَةُ الَّتِي كَانَتْ يُحْتَبَطُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَابِتٌ أَنْ يَنْزِلَ النَّبِيُّ الَّذِي كَانَتْ يُسْكِتُ حَتَّى اسْتَفْرَّتْ قَالَ فَبَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ

وفي رواية

فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمَنْبِرُ كَانَ عَلَيْهِ فَمَعْنَا ذَلِكَ الْجِدْعُ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعُشَارِ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَتَتْ - (رداء البخاری)۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں حضور کے لیے کوئی چیز بیٹھنے کو نہ بنوادوں؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی (بخاری) ہے آپ نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو (تو بنوادو) اس عورت نے آپ کے لیے منبر بنوادیا۔

جمعہ کا دن آیا تو حضور اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر حضور پڑھا کرتے تھے چلا پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضور منبر سے اتر آئے اور ستون کو کھلے لگایا۔ ستون اس پجہ کی طرح روٹنے لگا، جسے تھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے۔ جب وہ ستون خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہ ستون اس وجہ سے رو پڑا کہ جو ذکر یہ سنا کرتا تھا اس سے محروم ہو گیا

دوسری روایت میں ہے۔

مسجد میں حضور کے لیے منبر تیار کرایا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس (مفارقت) کی وجہ سے ستون دس ماہ کی گامبھن اوتی کی آواز کی طرح چلانے لگا ہم نے اس کی آواز سنی حتیٰ کہ حضور اس کے پاس تشریف لائے دستِ اقدس اس پر رکھا تب اس کی آواز بند ہوئی۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسِيلَتُهُ

حدیث فی تسلیم الشجر والجر علیہ والسجود له

○
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پھروں اور درختوں کے

سلام اور سجدہ کرنے کا بیان

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا
فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ
إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي
رِوَايَةٍ أُخْرَى مَوْسَى

قَالَ الرَّاهِبُ وَهُوَ أَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الشَّامِ
مَعَ عَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هَذَا رَسُولُ
رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَالَ
لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عَلِمَكَ فَقَالَ أَنْكُمْ
حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعُقْبَةِ لَرِيْقُ شَجَرٍ وَلَا
حَجَرٍ إِلَّا خَرَسَا جِدًّا وَلَا يُسْجَدَاتِ إِلَّا لِنَبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه الترمذی)

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ میں تھا ہم دونوں مکہ کے بعض اطراف
میں گئے راستے میں کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہ تھا جو یہ نہ کہتا ہو۔

”السلام علیک یا رسول اللہ“

ابوموسیٰ اشعری کی روایت میں ہے۔

(جب حضور اپنے چچا ابی طالب کے ساتھ شام کو تشریف لے گئے تو
(بحیرہ نامی) راہب نے حضور کا دست اقدس پکڑ کر کہا۔)

یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں یہ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول
ہیں انہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔
اس راہب سے قریش کے سرداروں نے کہا۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟
راہب نے کہا۔ جس وقت تم لوگوں نے عقبہ سے بھانکا ہے (یعنی وہاں
سے چلے ہوا تو کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جو ان کے سامنے سجدہ
میں نہ گر پڑا ہو۔ اور یہ (یعنی درخت اور پتھر اسوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں
کرتے۔) اسے ترمذی نے روایت کیا۔



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا تَرْضَىٰ

فِي كَوْنِ حُبِّ الرَّسُولِ أَصْلَ الْإِيمَانِ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی محبت کے اصل ایمان ہونے کا بیان

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ آيَةُ السَّائِلِ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَعَدَدْتَ لَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ إِلَّا لِحُبِّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْمِعُ مَن أَحَبَّ وَأُمَّتٌ مَعَهُ مَن أَحَبَّتْ فَمَا أُمَّتٌ فَرِحَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحَهُمْ بِهَا - (رواه الترمذی)

اس فریضے میں

کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب

واقع ہوگی۔ حضور نماز کے لیے اٹھے (اور نماز پڑھائی) نماز سے فراغت کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا: وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں ہوں۔

حضور نے فرمایا۔ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے (یعنی کیا اعمال ترے پاس ہیں) اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز روزہ کا کوئی زیادہ عمل میرے پاس نہیں ہے۔ مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ مگر حضور نے فرمایا۔ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ پس تو بھی (روز قیامت) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے (یعنی تجھے میری معیت و رفاقت حاصل ہوگی) (مے ترمذی نے روایت کیا)۔



و فی روایۃ عنہ قال ما أعددت لہا الا ان
 احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت
 قال انس فما رايت الملائک فرحوا بسبب
 بعد الاسلام فرحوا بها۔ (متفق علیہ)

(حضرت انسؓ کہتے ہیں) میں نے مسلمانوں کو قبول اسلام کے بعد کبھی بھی اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ وہ حضور کے اس ارشاد پر ہوئے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا زِلَ وَسِيلَتِي

حَدِيثُ فِي ذَمِّ مَنْ يَطْعُنُ فِي شَانِ النَّبِيِّ وَعَلَامَاتِهِ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں طعن کرنے والوں کی

مذمت اور ان کی علامات کا بیان

عن ابی سعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قَالَ بَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَمَّى جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ
ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اإِعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَمْدُلُ إِذَا لَمْ يَأْجِدْ قَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذْ نَزَّ لِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ
قَالَ دَعَهُ فَأَتَتْ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُونَ صَلَاتَهُ
مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّوْمُ مِنَ الثَّمَرَةِ
يُنْظَرُ فِي قَدْزِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ شَوْظُهُ
فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ شَوْظُهُ فِي رِصَافِهِ
فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ شَوْظُهُ فِي نَضِيْبِهِ فَلَا يُوْجَدُ
فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْغَرِيْبُ وَالْدَّمُ -

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔
 حضورؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما ہے تمہے کہ عبد اللہ ذوالخولعیرہ تمہیں آیا اور کہنے
 لگا یا رسول اللہ! انصاف سے تقسیم کیجئے اس کے اس طعن پر حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون
 کر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اجازت عطا
 فرمائیے۔ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ فرمایا رہنے دو۔ اس کے کچھ ساتھی
 ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں کے
 مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ لیکن وہ
 لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیرنشانہ سے
 پار نکل جاتا ہے۔ (تیر پھینکنے کے بعد) تیر کے پر کو دیکھا جائے گا تو
 اس میں خون کا کوئی نشان نہ ہوگا۔ تیر کے پھل کو دیکھا جائے گا تو
 اس میں بھی خون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تیر کی بار کو دیکھا جائے گا تو اس
 میں بھی خون کا کوئی نشان نہ ہوگا اور تیر (جانور کے) گوبر اور خون
 سے پار نکل جائے گا۔



وَفِي رَوَايَةٍ عَنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا
 مَعَهُ أَحَقُّ بِهَذَا مِنْ هَذَا قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ
 الْبَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونَ
 وَأَنَا أَمِيؤُكُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ يَا بَنِي خَيْرِ السَّمَاءِ
 صَبَّحًا وَمَسَاءً قُلْ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرٌ لِعَيْنَيْنِ
 مُشْرِفٌ أَوْ جَنَّتِيْبٍ نَا سِرًا لِبِحْبَهَةِ كَثُ اللَّحِيْمَةِ

مَخْلُوقِ السَّرَّاسِ مُشْتَرَا لِنَارٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 إِنِّي أَتَيْتُ اللَّهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوْلَسْتَ أَحْتَابُ أَهْلِ
 الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ قَالَ شَرُّ وَلِي الْمَرْحُومِ قَالَ
 خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ
 عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّه أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَلِدٌ
 وَكَرِهْتُ مَصْلَ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي
 قَلْبِهِ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَأَوَامِرُ أَنْ الْقَبْ
 عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقَّ لُجُوبُهُمْ قَالَ
 ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُتَقَفٍ فَقَالَ إِنَّهُ يُخْرِجُ مِنْ
 ضِضِّي هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا
 لَا يَحَاوِرُوا حَنَا جِرْهُمُ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا
 يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ وَأَخْطَنُهُ قَالَ
 لَنْ أَدْرَكَتُهُمْ لَأَقْتُلَهُمْ قَتْلَ شَمُودَ.

(متفق علیہ)

اور حضرت ابوسعیدؓ سے یہی مروی ہے کہ ایک صحابی کہنے لگا کہ ہم اس
 کے (یعنی مال) زیادہ مستحق تھے جب حضور کو یہ اطلاع پہنچی تو فرمایا کیا تم
 لوگ مجھے امانتدار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس خدا کا امین ہوں جو آسمانوں
 میں ہے۔ میرے پاس صبح تمام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں یہ سنکر ایک
 آدمی کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں گڑھوں میں دھنسی (یا گھسی) ہوئی تھیں۔
 رخساروں کی بڑیاں نکلی (یا ابھری) ہوئی تھیں۔ پیشانی ابھری ہوئی۔
 وارٹھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اور تہ بند (چادر) ٹخنوں سے اوپر اٹھا

ہوئے تھا (حضرت کے اس ارشاد پر کہ میرے پاس صبح و شام آسمانوں کی خبریں
آتی ہیں۔ یعنی حضور کے کثرتِ علم و اطلاع پر اعتراض کرتے ہوئے)۔
کہنے لگا۔

یا رسول اللہ خدا سے خوف کیجئے۔ حضور نے فرمایا کبخت کیا
میں تمام روئے زمین پر رہنے والوں سے زیادہ خوفِ خدا کا اہل نہیں
ہوں۔ پھر وہ شخص پشت پھر کر چل دیا۔ خالد بن ولید نے عرض کیا!
یا رسول اللہ کیا میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے
یہ نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالد نے عرض کیا بہت سے نمازی زبان کے
تور نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل میں کچھ نہیں ہوتا۔ فرمایا مجھے یہ حکم
نہیں ہوا کہ لوگوں کے دل چیر کر یا پیٹ پھاڑ کر دیکھوں۔ پھر اس
شخص کی پشت کی طرف دیکھ کر فرمایا اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ
ایسے پیدا ہوں گے جو بہت مزہ لے کر (یعنی سرور کے ساتھ) قرآن
پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا (یعنی دل
میں نہیں اترے گا) یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس
طرح تیرنشانہ سے پار ہو جاتا ہے (راوی کہتا ہے) مجھے گمان ہے
کہ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا اگر میں ان کو پاؤں تو قومِ ثمود کی طرح انہیں
قتل کر دوں۔ (اسے بخاری و سلم نے روایت کیا)۔



باب دوازدهم

حضرت علیؑ کی شانِ اقدس میں
 بعض عشاق کا تعقیب بیان

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دیوان حسان

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْجَزَاءُ

تو نے رسولِ کیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تو میں نے ان کا جواب دیا۔ اس جوابی کاروائی اور خدمت کی جزا اللہ تعالیٰ

ہی کے پاس ہے، وہی اس کی جزا وصلہ دے گا۔

أَتَهَجُوهُ وَلَسْتُ لَهُ بِكَفٍ فَشَرُّكُمْ الْخَيْرِ كَمَا الْفِدَاءُ

کیا تو اس عظیم المرتبت ہستی کی شان میں گستاخی کرتا ہے جس کے سامنے

تیری کوئی حیثیت ہی نہیں اور تو ان کا ہم پلہ نہیں؟ میں دعا کرتا ہوں کہ

جو شریر ہے وہ اس پر فدا اور قربان ہو جائے جو سراپا خیر و برکت ہے

هَجَوْتَ مَبَارِكًا بَرًّا حَنِيفًا أَمِينًا اللَّهُ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے اس شخص کے بارے میں ناپسندیدہ اشعار کہے ہیں جو برکتِ محکم

نیکو کار، راست باز، حق پسند اور اللہ کے امین ہیں، خودے و فانا کی طبع

ہالیوں میں رچی بسی ہے۔

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءٌ

ایک شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں رطب اللسان اور

ان کی مدح و ستائش میں مصروف ہے اور ان کی مدد کر رہا ہے دوسری طرف

ایک شخص ہے جو بدگونی میں مصروف ہے اور ہرزہ سرائی کر رہا ہے۔ کیا یہ

دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَاتِي وَعُرْضِي لِعَرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

میری خواہش ہے کہ میری عزت اور میرے ماں باپ سب نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو جائیں۔

وَأَحْسَبُ مِنْكُمْ لَكُمْ تَرْقُطُ عَيْنِي وَأَجْعَلُ مِنْكُمْ لَكُمْ تَلِدُ النِّسَاءُ

آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت

کسی ماں نے جنما ہی نہیں۔

خَافَتْ مُبْتَدَأَ مَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ کو آپ ہی کی حسبِ نسا

پیدا کیا گیا ہے۔

أَعْرُفُ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنْ اللَّهِ مَشْهُودٌ بِأَوْحٍ وَيَشْهَدُ

آپ کی مبارک پیشانی روشن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو درختان

نہ ختمِ نبوت عطا ہوئی ہے جو آپ کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے

وَضَمَّ إِلَهُ اسْمِ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمِ پاک کے ساتھ اپنے نبی کے نام کو ملا لیا ہے کیونکہ ہر

مؤذن پانچ وقت "أشہد" کہہ کر اس حقیقتِ کبریٰ کی گواہی دیتا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ فِدَا الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

اور اس نے اپنے ہی نام سے ان کا نام مشتق کیا ہے تاکہ ان کی جلالت

شان کو واضح فرمادے۔ چنانچہ عرشِ والا محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَأَمْسَى بِرَاجَا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا يَأُوحُ كَمَا لَأَخِ الصَّقِيلِ الْمَهْدُ

چنانچہ وہ ہادی اور روشن سبز ہیں اور صیقِل شدہ ہندی تلوار کی طرح درختان میں

وَأَنْذَرْنَا نَارًا وَبَشَّرْنَا حَبَّةً وَعَلَّمْنَا الْإِسْلَامَ فَأَلَّهِ نَحْمَدُ

انہوں نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ اس عطائے خاص پر ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں۔

فَبِنَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتَّبِعُهُ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنُصِرْ غَيْرَ مُحَمَّدٍ

رسول بھی ہم میں موجود ہیں اور حق بھی ہم میں ہے جس کی دم واپس تک ہم پیروی کرتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ ختم نہ ہونے والی اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہے۔

مُبَارَكٌ كَضِيَاءِ الْبَدْرِ صُورَتُهُ مَا قَالَ كَانَ قَضَاءً عَنِ مَرْدُودٍ

سرخیمتہ برکات ہیں اور چودہویں کے چاند کی طرح حسین و خوبصورت ہیں۔ جو بات کہہ دیں وہ قضا و قدر کا فیصلہ بن جاتی ہے جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ غَابَ عَنْهُمْ بَيْتُهُمْ وَقَدْ سَمِنَ يَسْرِي إِلَيْهِمْ وَيَفْتَدِي

جس قوم کے نبی انہیں چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے وہ قوم غائب و خاسر اور نامراد ہو گئی اور صبح و شام سفر کر کے جس قوم کے پاس گئے وہ سرخرو اور بامراد اور قابلِ تکریم ہو گئی۔

نَبِيُّ يَرَى مَا لَا يَرَى النَّاسُ حَوْلَهُ وَيَتْلُو كِتَابَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ

ان کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے لوگ جو کچھ نہیں دیکھ سکتے نبی وہ بلا تکلف

دیکھتے ہیں اور ہر مسجد میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں

وَإِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَتَى الْغَائِبُ فَتَصِدُّ بِهَا فِي الْيَوْمِ أَوْ فِي ضَمِّي الْغَدِ

اور اگر وہ کسی دن غیب کی بات کہہ دیں تو آج یا کل ہی اس کی تصدیق

ہو جاتی ہے۔

فَبُورِكَتَ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكَتَ
اے رسولِ امیر کی قبر! تو بھی بابرکت ہے اور وہ شہر مقدس بھی جس میں

برکت یافتہ اور سیدھی راہ کی طرف دعوت دینے والے نبی اکرمؐ مقیم ہو گئے ہیں
وَبُورِكَ لِحَدِّكَ مِنْكَ ضَمْنٌ طَيِّبًا عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِنْ صَفِيحٍ مُنْبَذٍ

اور تیری لحد بھی کتنی بابرکت ہے جس نے سب سے پاک مستی کو اپنی
آغوش میں لے لیا ہے اور اس پر ترتیب وار سلیں جن دی گئی ہیں۔

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رِزِيَّةٌ هَالِكٌ رِزِيَّةٌ يَوْمَ مَا تُمْ فِيهِ مُحَمَّدٌ
جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اس دن کی
مصیبت کے برابر کسی اور دن کی مصیبت نہیں ہو سکتی ہے جس میں کوئی
شخص اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہو۔

تَقَطَّعَ فِيهِ مِنْزِلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ وَقَدْ كَانَ ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيَسْجُدُ
اس دن مہبط وحی و سکینہ ان سے جدا ہو گئے حالانکہ نشیب و فراز ان کے
نور سے درخشاں تھے۔

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمَنِ مَنْ يَتَّقِدِي بِهِ وَيُنْقِذُ مِنَ هَوْلِ الْحَزَائِبِ وَيُرْسِدُ
جو ان کی پیروی کرتا تھا وہ اسے رحمان کا راستہ دکھاتے تھے اور رسوائیوں
کے خطرے سے بچاتے اور سیدھا راستہ دکھاتے تھے۔

وَمَسْجِدُهُ فَالْمَوْحِشَاتُ لِنَفْقِدِهِ خَلَالَهُ فِيهِ مَقَامٌ وَمَقَامٌ
آپ کی مسجد، اس کی ساری فضا اور جن جگہوں پر آپ اٹھتے بیٹھتے تھے
وہ سب آپ کی جدائی میں ویران اور سنسان پڑی ہیں اور وحشت زدہ ہیں
وَالْجُمْرَةُ الْكُبْرَى لَهَا تَمَّ أَوْحَشَتْ دِيَارُ وَعَرَصَاتُ وَرَبِيعٌ وَمَوْلَا
اسی طرح حجرہ کبریٰ، تمام میدان، مقام ولادت اور گھر بھی ادا اس ہیں۔

فَبِكِي رَسُولَ اللَّهِ يَا عَيْنُ عَابِرَةَ وَلَا أَعْرِفُكَ الدَّهْرَ دَمْعًا يَحْمَدُ

پس لے آنکھ! اب امیر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں خوب آنسو بہا اور میں نہیں سمجھتا کہ اب کبھی یہ آنسو تھم بھی سکیں گے۔

وَمَا لَكَ لَا تَبْكِينَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

اور تو اس نعمتِ عظمیٰ پر کیوں نہیں روتی ہے جس نے اپنی وسعت کے دامن میں لوگوں کو چھپایا ہوا تھا اور مکمل طور پر ڈھانپا ہوا تھا۔

فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدموعِ وَأَعُولِي لَفَقْدِ الَّذِي لَامَثَلَهُ الدَّهْرُ يُوجَدُ

پس اس لاثانی محبوب کی جدائی میں خوب آنسو بہا اور خوب گریہ و زاری کر جس کا مثل کبھی بھی وجود میں نہیں آسکے گا۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلَهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

اور گذشتہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کسی کو مفقود نہیں پایا اور نہ ہی قیامت تک کوئی ایسا مفقود پایا جائے گا۔

مَا بِالْأَعْيُنِ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا كَحِلَّتْ مَا قَبِهَا بِكُحْلِ الْأَزْمَدِ

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ سو نہیں رہی ہیں جیسے ان کے گوشوں میں آشوبِ چشم کا سرمہ لگا دیا گیا ہو۔

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِي أَصْبَحَ ثَاوِيًا يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعُدُ

یہ بے خوابی اس بے قراری اور گھبراہٹ کی وجہ سے ہے جو ہدایت یافتہ سرتی مکرم کے تشریف لے جانے اور قبر مبارک میں مقیم ہونے سے پیدا ہوئی ہے۔

اے میرے محبوب! آپ ریگزاروں پر چلنے والوں میں سب سے افضل اور بہتر ہیں۔ خدا کرے آپ کبھی ہم سے جدا اور دور نہ ہوں۔

وَجِي يَتِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لِيَتَنِي غَيْبَتْ قَبْلَكَ فِي بَقِيْعِ الْعَرَقِ
 اے کاش! میں آپ سے پہلے ہی مدینہ منورہ کے قبرستان میں سپردِ
 خاک کر دیا جاتا۔ بے شک میرا چہرہ خاک آلود ہو جاتا مگر آپ اس سے
 محفوظ رہتے۔

بَابِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدَتْ وَفَاتَهُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ النَّبِيُّ الْمُهْتَدِي
 جو ہدایت یافتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر یہاں سے رخصت ہوئے ان
 پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، میں ان کے وصال شریف کے وقت
 حاضر تھا۔

فَظَلَلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مَتَبَلِّدًا مُتَلَدِّدًا يَا لِيَتَنِي لَمْ أَوْلِدِ
 پس میں ان کی وفات کے بعد حیران و ششدر رہ گیا۔ اے کاش! میری ماں
 نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔

أَقِيمْ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ يَا لِيَتَنِي صَبَحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ
 کیا میں اب آپ کے بعد مدینہ طیبہ میں رہوں گا؟ اے کاش! مجھے کالے
 سانپ کا زہر پلا دیا جائے۔

أَوْحَلَّ أَمْرُ اللَّهِ فِينَا عَاجِلًا فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ فِي عَدِ
 آج شام یا کل صبح اللہ کا حکم ہمارے بارے میں جلد ہی سے نازل ہو جائے
 (یعنی موت آجائے)

فَقَوْمٌ سَاعَتُنَا فَنَلْقَى طَيِّبًا مَحْضًا ضَرَائِبَهُ كَرِيمَ الْمُحْتَدِ
 پس ہماری قیامت قائم ہو جائے اور ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات
 کریں جو کریم الاصل، نیک نژاد اور طیب و طاہر ہیں۔

يَا بِكْرًا مِّنَ الْمُبَارَكِ بِكْرَهَا وَوَلَدَتْهُ مَحْصَنَةً بِسَعْدِ الْأَسْعَدِ

اے حضرت آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) کے عظیم البرکت صاحبزادے! جن کو

اس پاک باز ہستی نے سعید ترین ساعت میں جنم دیا ہے۔

نُورًا أَضَاءَ عَلَى الْبَرِّيَّةِ كُلِّهَا مَنْ يَهْدِي لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْدِي

ایک ایسے نور کو جنم دیتا ہے جس نے ساری کائنات کو روشن کر دیا ہے۔ وہ

شخص یقیناً ہدایت پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جسے اس نور تک رسائی

عطا کر دی جائے۔

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَبَنِيْنَا فِي جَنَّةِ تَتْنِي عِيُونَ الْحَسَدِ

یا اللہ! ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں جمع فرما

دے جس سے حاسدوں کی آنکھیں خیر ہو جائیں۔

فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَانكِهَانَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّودِ

اے جلالت و سیادت اور علو و ارتقا کے مالک! جنت الفردوس ہمارے

مقدر میں لکھ دے اور اس میں ہم سب کو اکٹھا کر دے۔

وَاللّٰهُ اَسْمَعُ مَا بَقِيْتُ بِهَالِكِ الْاَبْكِيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدانی میں اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ

جب بھی کسی کے فوت ہونے کی خبر سنا ہوں تو مجھے اپنے پیارے نبی

یاد آ جاتے ہیں اور میں بے ساختہ رو پڑتا ہوں۔ جب تک زندگی ہے اب

یہی کیفیت رہے گی۔

صَلَّى الْاِلَٰهَ وَمَنْ يَحْفُ بِعَرْشِهِ وَالطَّيْبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ اَحْمَدِ

کریم و مبارک نبی حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر اللہ تعالیٰ

اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور جو فرشتے عرش میں ہو گھیرے ہوئے ہیں اور

پاک باز بندے سب ان پر دعوٰی بھیجیں اور صلوة و سلام کے نذرانے پیش کریں۔

امام شرف الدین محمد بوسیری رحمہ اللہ علیہ

قصیدہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمِنْ تَدَكِّرِ حَيْرَانَ بِذِي سَلَمٍ مَزَجَتْ ذَمْعًا جَرِيًّا مِنْ مُقَلَّتِيْهَا

کیا تو نے مقامِ ذی سلم کے ہمایوں کی یاد میں آنسوؤں کو جو تیری آنکھ سے جاری ہیں خون سے ملا دیا ہے؟

اَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ اَوْ اَوْ مَضَّ البَرَقُ فِي الظُّلْمَاءِ مِنْ اَقِيمٍ

یا موضع کا ظمہ کی طرف سے ہوا چل رہی ہے یا شبِ تاریک میں کوہِ اضم سے بجلی چمک رہی ہے؟

فَمَا الْعَيْنَيْنِ اِنْ قُلْتَ اَلْفَا هَمَّتَا وَمَا الْقَلْبُ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقَ يَهْمُ

پس اگر یہ نہیں تو تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا اگر تو انہیں کہتا ہے کہ تم جاؤ تو وہ اور بھی زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل پر کونسی آفت آن پڑی کہ اگر تو اسے کہے سنہل جا تو اس کی سرسیمگی اور بڑھ جاتی ہے؟

لَمَحَسَبِ الصَّبِّ اِنَّ الحُبَّ مُنْكَرٌ مَا بَيْنَ مُنْجِعٍ مِنْهُ وَمُضْطَرٍ

کیا عاشق یہ خیال کر سکتا ہے کہ رازِ محبت اس کے اشکِ دہاں اور دلِ بریاں کے موتے ہوئے چھپ سکیگا؟ گریز نہیں

لَوْ لَا الهَوَى لَمْ تُرْفَقْ بِمَعَا عَلِي طَلِكٍ وَلَا اَرَقْتَ لِذِكْرِ البَانِ وَالْعَلَمِ

اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درختِ بان اور کوہِ اضم کی یاد میں کیوں راتوں جاگتا؟

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدْتَ بِهِ عَلَيْكَ عُدُوْلَ الدَّمِ وَالسَّقَمِ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ آنسو اور بیماری، تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح عشق سے انکار کر سکتا ہے؟

وَأَقْبَتِ الوَجْدُ عَظْمِي عَرَّةً وَخَصَنِي مِثْلَ البَهَارِ عَلَي خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

اور تو عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے جب غم نے تیرے رخساروں پر دو نشان

آنسو اور لاغری کے مثل گلابِ زرد اور درختِ عنکبہ نمایاں کر دیے ہیں؟

نَعْمُ سَرَى طَيْفٌ مِّنْ أَهْوَى فَا رَقْنَا وَ الْحُبُّ يَعْرِضُ اللَّذَاتِ بِأَلَا كَمْ

ہاں! ناگہاں رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بے خواب کر دیا۔
واقعی محبت لذات زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے یا ان میں حائل ہو جاتی ہے

يَا لَأَرْهَمِي فِي الْهَوَى الْعُذْرَى مَعْدَةً فَمِنَى إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمَرْتَهُم

اے میرے سرزنش کرنے والے! میرا عشق جسکی نسبت آپ مجھے ملامت کرتے ہیں بنی عذرہ کے جوانوں کا عشق ہے
جو کبھی زائل نہیں ہو سکتا میرا عذر قبول کیجئے (کہ عشق میں مجبور ہوں) اگر تو انصاف کرتا تو مجھے ملامت نہ کرتا۔

عَدَّتْكَ حَالِي لَا يَسْرِي بِمُسْتَتِرٍ عَنِ الْوَشَاةِ وَلَا دَائِي بِمُتَحَسِّبٍ

تمہارے سوا اور لوگوں تک بھی میرے عشق کا چرچا پہنچ چکا ہے اب نہ تو میرا راز
عمازوں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور نہ میرا مرض دور ہو سکتا ہے۔

مُحَضَّنِي النَّصَمَ لَكِنْ لَسْتُ أَنْمَعُهُ إِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُدَالِ فِي صَمَمٍ

ناصح! تو بے شک مجھے غلامِ دل سے نصیحت کرتا ہے لیکن (افسوس) میں اس
کو سن نہیں سکتا۔ کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہرہ برتا ہے۔

إِنِّي أَلْهَمْتُ نَصِيحَةَ الشَّيْبِ فِي عَذَابِي وَالشَّيْبُ أَبْعَدُ فِي نَصِيحَةٍ عَنِ التُّهْمِ

ہر چند کہ پیری اپنے ناصح ہونے میں (بوجہ قدرتی ناصح کے) ناراستی کی تہمت سے پاک
اور مبترا ہے لیکن میں اس کو اس ملامت میں جو وہ مجھے کرتی ہے شہم کرتا ہوں (اسکو سچا نہیں جانتا)

فَإِنَّ أَمَارَتِي بِالسُّوءِ مَا أَلْعَطْتُ مِنْ جَهْلَهَا يَنْذِرُ الشَّيْبَ وَالْهَرَمَ

کیونکہ فی الحقیقت میرا نفسِ امارہ نے جو برائی کی طرف کھینچتا ہے اپنی جہالت کے ڈرانے والے بڑھاپے کے وعظ کو قبول نہ کیا۔

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ أَحْيَى الظَّلَامَ إِلَى إِنْ اشْتَدَّتْ قَدَمَاهُ الضَّرْمِ مِنْ وَرَمٍ

افسوس میں نے اس ذاتِ اقدس کے طریقہ (سنونہ) کی پیروی نہ کی جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے (عباد
کیلئے کھڑے رہتے) یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک ورم سے بیمار ہو جاتے تھے یا ورم کی شکایت کرتے تھے۔

وَشَدَّ مِنْ سَغَبِ أَحْسَاءَ وَطَوَى تَحْتَ الْجِمَارَةِ كَشْحًا مُتَرَفَّ الْأَدَمِ

وہ ذات اقدس جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کو کسا اور اپنے نازک پہلو پر پتھر باندھا۔

وَرَأَوْدَتُهُ الْجِبَالَ الشُّمْرُ مِنْ ذَهَبٍ عَنْ نَفْسِهِ فَأَرَاهَا أَيَّمَا شَمَمِ

سونے کے بلند پہاڑوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھسلا نا چاہا۔ پس حضور علیہ

الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ نَ نَهَايَتِ اسْتِعْنَا ظَاهِرًا فَرَمَايَا، كَمِجْمًا بِرَوَانِ كِي -

وَأَكْدَتْ زَهْدَةً فِيهَا ضَرُورَةٌ إِنَّ الضَّرُورَةَ لَا تَعْدُو عَلَى الْعَصَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیوی حاجت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کو اور بھی

زیادہ مستحکم کر دیا۔ فی الحقیقت احتیاج دنیوی عصمت حقیقی پر غالب نہیں آسکتی

وَكَيفَ تَدْعُو إِلَى الدُّنْيَا ضَرُورَةٌ مَنْ لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

کس طرح (ممكن ہے) کہ ایسی ذات اقدس کو اس کی ضرورت دنیا کی طرف

بلانے کہ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی عدم سے وجود میں نہ آتی۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ

ادصاف مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں

جو دین اور دنیا جن و بشر اور دونوں فریق عرب اور عجم کے سرار ہیں

يَتِيمَنَا الْأَمْرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ ابْتَرَفِي قَوْلٍ لَا مِثْلَهُ وَلَا نَعْبَهُ

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے کاموں کی ہدایت کرنے والے اور برے کاموں سے روکنے

والے ہیں۔ پس کوئی امر وہی بیان کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ راست گو نہیں ہے یا کسی

سوال کے جواب دینے میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور صادق نہیں ہے۔ خواہ وہ جواب نفی میں ہو

یا اثبات میں کیونکہ جواب کی یہی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تَرَجَّى شَفَاعَتَهُ لِكُلِّ هَوَالٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَضِبِ

آپ خدا نے تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی

توقع کی جاتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے انا جیب اللہ ولا فخر میں خدا کا دست ہر لمحہ ہر لمحہ نہیں

دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مَنْفَعِهِمْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا پس جو لوگ آپ نے دامنِ عالی سے وابستہ ہیں وہ حقیقت (ایسی مضبوط رسی پکڑے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَدِيمِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰكَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنَّ اللَّهَ وَكَرِيمٌ

حضرت علی الصلوٰۃ والسلام حسن صورت اور حسن سیرت میں سب پیغمبروں پر سبقت لے

اور کوئی پیغمبر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ معرفت اور سخاوت تک نہیں پہنچا

وَكُلُّهُمْ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ مَلَكٌ غَرَفًا قَمْرًا أَوْ رَشْفًا مِّنَ الدَّيَمِ

تمام پیغمبرانِ علم السلام حضرت علی الصلوٰۃ والسلام کے دریلے معرفت اور بارانِ رحمت سے پانی کے چلویا قطرہ آب کی ذرا ^{کھٹے} است ہیں

وَأَقْفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ مِّنْ نَّقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِّنْ شَكَاةِ الْحِكْمِ

تمام پیغمبر حضرت علی الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنے اپنے رتبہ پر کھڑے ہیں اور اس حد

کو حضور علیہ السلام کے حدِ تہ سے وہ نسبت ہے جو نقطہ کو علم سے اور اعراب کو کتابِ حکمت سے

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ السِّمِّ

پس آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں جن کی صورت اور سیرت مکمل ہو گئی پھر خدا کے خالق نے آپ کو اپنا دوست منتخب کیا۔

مَنْزَرَةٌ عَنِ شَرِيكَ فِي مَحَابِبِهِ فَيُؤَهِّرُ الْحُسَيْنَ فِيهِ غَيْرُ مَنْفَعِهِمْ

حضرت علی الصلوٰۃ والسلام بالاتر ہیں اس امر سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبی صفات میں

کوئی اور شریک ہو سکے پس اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا

دَعَا مَا أَدْعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِي بَيْتِهِمْ وَأَحْكَمَ بِمَا شِئْتَ مَذْحَافِيهِ وَأَحْكَمَ

جو کچھ نصاریٰ نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ادعا کیا (یعنی انہیں خدا کا بیٹا کہا) اس کو چھوڑنے

باقی جو تیرا حجتی چاہے بحالتِ مدح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتوں کو بیان کر اور اچھی طرح بیان کر۔

وَأَنْسَبَ إِلَى ذَاتِهِ مَا شَدَّتْ مِنْ شَرَفٍ وَأَنْسَبَ إِلَى قَدْرِهِ مَا شَدَّتْ مِنْ عِظَمٍ

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تو چاہتا ہے اور آپ کے تبرک کے متعلق جس بزرگی کو چاہے منسوب کر۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَهْمٍ

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔
لَوْ نَأْسَبَتْ قَدْرَهُ آيَاتُهُ عِظَمًا أَحْيَى اسْمُهُ حِينَ يُدْعَى دَارِسَ الرَّجْمِ

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر و منزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک جس وقت بوسیدہ بڑیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا۔
كَلِمَةٍ يَتَّخِذُنَا بِمَا تَعَى الْعُقُولُ بِهِ حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نِهْم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے ہیں ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقول حیرت زدہ ہو جائیں ہم کو آواز اللہ میں اور محنت میں نہیں ڈالا۔ اس لئے نہ تو ہم شک و ہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہونے۔

أَعْيَى الْوَرَى قَوْمٌ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرَى لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيهِ غَيْرُ مُنْتَجِعٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم کمالات نے خلقت کو عاجز کر دیا۔ پس کسی شخص کو خواہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب یا بعید زمانہ یا مقام کا ہو بجز اس کے کہ وہ اظہار کمالات نبوی علیہ التحية والتسليم کے بیان کرنے میں عاجز ہو کر دیکھا نہیں جاتا۔

كَالْقَامِيسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعْدٍ صَغِيرَةٍ وَتُكَلِّمُ الظُّرْفُ مِنْ أَمَسٍ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال موج کی سی ہے جو دُور سے تو آنکھوں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے۔

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ قَوْمٌ نِيَامُوا تَسَلُّوا عَنْهُ بِالْحُلْمِ

جو قوم خفت سے بے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت سے محروم رہ کر اپنے خواب و خیال پر قانع

ہے وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دنیا میں پاسکتی ہے؟ یعنی نہیں پاسکتی۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنْتَ بَشَرٌ وَأَنْتَ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ

پس ہمارے علم کا غیبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

وَكُلُّ أُمَّيَ آتَى الرَّسُلَ الْكِرَامُ بِهَا فَأِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمْ

جس قدر معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں لائے فی حقیقت وہ تمام ان کو آپ کی نور سے حاصل ہوئے۔

فَأِنَّ تَمَسُّ فَضْلُ هُمْ كَوَاكِبَهَا يُظَهِّرُنَ آثَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آفتاب کمال ہیں اور باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں منبر ساروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

حَقِّي إِذَا طَلَعَتْ فِي الْكُوْنِ عَمَّ هَذَاهَا الْعَالَمِيْنَ وَأَحْيَتْ سَائِرَ الْأُمَّمِ

یہاں تک کہ جب یہ آفتاب کمال روشن ہوا تو اس کی روشنی ہدایت تمام دنیا پر چل گئی اور اس نے گروہوں کو زندہ کیا۔

كَالزَّهْرِي فِي تَرْفٍ وَالْبَدْرِي فِي شَرَفٍ وَالْبَحْرِي فِي كَرَمٍ وَالذَّهْرِي فِي هِمَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تازگی میں شگوفہ، بزرگی میں چودھویں رات کے چاند اور بخشش میں دریا اور ہمت میں زمانہ ہیں۔

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ فِي عُنُقِكُمْ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہیبت و عجب و جلالت میں فردیگانہ ہیں جب کہ بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا دیکھے گا تو تجھے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے ساتھ خدا تمسکازوں کا انبوه کثیر اور پامہیوں کا لشکر عظیم ہے۔

كَأَنَّ الْوَلُوَ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ مِنْ مَعْدِنِي مَنْطِقٍ مِثْلُهُ وَمُبْتَسِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو معدنوں اول زبان درخشان سے وقت تکلم جو کلمات ارشاد ہوتے ہیں۔ دوم دہان پاک سے بوقت تبسم جب دندان مبارک درخشاں ہوتے ہیں تو وہ مثل ان موتیوں کے ہیں کہ ابھی سیپ میں پوشیدہ ہیں یعنی سیپ کا وقتی بمقابلہ عام موتیوں کے زیادہ شفاف و درخشاں ہوتا ہے۔

لَا طَيْبَ يَعْدِلُ تَرْبًا ضَمًّا عَظْمًا طَوْنِي لِمُنْتَشِقِ قَمْنُهُ وَمُلْتَجِمِ

کوئی خوشبو اس خاکِ پاک کی برابری نہیں کر سکتی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ مطہر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنِ طَيْبِ عُنْصُرِهِ يَا طَيْبَ مُبْتَدَأِ قَمْنُهُ وَمُخْتَمِرِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ولادت مبارک نے بسبب حضور کی پاکِ فطرت کے بہت سے عجائبِ امور کو ظاہر کیا۔ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسنِ ابتدا (ولادت) اور حسنِ خاتمہ (رحلت) ... یا یہ معنی کہ یہ بسبب ظہورِ امورِ غریبِ ولادت نے آپ کے جسمِ مبارک کی پاکیزگی و لطافت کو ظاہر کیا۔

يَوْمَ تَفْرَسَ فِيهِ الْفَرَسُ أَنَّهُمْ قَدْ أَنْذِرُوا مَحْلُولِ الْبُؤْسِ وَالْقَمْرِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا دن وہ دن تھا جب اہلِ فارس نے فراست سے معلوم کر لیا کہ وہ عنقریب سختی اور عذاب کے نازل سے ڈرانے جائیں گے یعنی ان پر تنگی اور عذاب نازل ہوگا۔

وَبَاتَ أَيُّوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِّعٌ كَثَمَلِ أَصْحَابِ كِسْرَى عَيْرٌ مُلْتَجِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے دن کسریٰ کا محل ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے نوشیرواں کا لشکر تشریف لے گیا اور پھر وہ آپس میں اکٹھا نہ ہو سکا یعنی جس طرح لشکرِ اہلِ فارس قابلِ اجتماع نہ رہا اسی طرح محلِ کسریٰ قابلِ مرمت نہ رہا۔

وَالنَّارُ خَامِدَةٌ الْآنْفَاسِ مِنْ أَسْفِ عَلَيْهِ وَالتَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آگ کے شعلے اس وجہ سے بجھ گئے کہ وہ سادہ ندی کے خشک ہونے پر اشکِ حسرت برساتے تھے۔ اور نہرِ فرات کی آنکھ بسبب شرمندگی غلط بین ہو گئی اپنی وادی کو چھوڑ کر دوسری جگہ بہنے لگی یا بحالتِ سرسیمگی اپنے منہ سے جع کو بھول گئی۔

وَسَاءَ سَاوَةٌ أَنْ غَاضَتْ بِحَيْرِهَا وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْفَيْظِ حِينَ ظَمِ

ساوہ کے رہنے۔ نول کو اس امر نے اندوہ ناک کیا کہ ان کے بحیرہ کا پانی جذب ہو گیا اور اس کے گھاٹ پر آنے والا تاشنہ اور خشکین گیا

كَانَ بِالنَّارِ مَا بِالمَاءِ مِنْ بَلَدٍ حُرْنَاوًا بِالمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرْمٍ

گویا نم کی وجہ سے آگ میں پانی کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے بھیگ جاتی ہے) یعنی طراوت اور پانی میں آگ کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے جل جاتی ہے) یعنی سوزش پیدا ہو گئی۔

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنَى وَمِنْ كَلِمٍ

جن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر شہادت دے رہے اور حضور علیہ السلام کی نبوت کے انوار چمک رہے ہیں اور صداقت معنی و لفظ ظاہر ہو رہی ہے

عَمَّا وَصَفُوا فَاَعْلَانُ الْبَشَائِرَ لَكُمْ تَسْمَعُوْنَ وَبَارِقَةُ الْاِنْدَارِ لَمْ تَشْمِ

منکرین ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ نہ انہیں اعلانِ بشارت سنا دیا تھا اور نہ غضبِ الہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر آتی تھی

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاِهْنُهُمْ هَاكَ دِيْنُهُمُ الْمَغْوِبَةُ لَمْ يَقْمِ

وہ جان بوجھ کر اندھے اور بہرے ہو گئے باوجودیکہ اس سے پہلے ان کے قبائل کا منجم انہیں یہ خبر دے چکا تھا کہ ان کا دین باطل اب قائم نہیں رہ سکے گا

وَبَعْدًا نَاعَايُنُوْا فِي الْاَفْقِ مِنْ شَيْبٍ مُنْقَضَةٌ وَتَقُ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنِيمٍ

وہ لوگ ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ باوجودیکہ انہوں نے آسمان سے ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اندھے گر رہے تھے (مگر پھر بھی ایمان نہ لائے)

حَتَّى غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَسْبِيِّ مُنْهَزِمٌ مِنَ الشَّيَاطِينِ يَفْقُوْا اَثْرَ مُنْهَزِمٍ

یہاں تک شیاطین پر شعلہ ہائے آتشیں پڑے کہ آسمان کے دروازہ کو چھو کر بے تھکتہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے۔

كَانَتْهُمْ هَرَبًا اِبْطَالُ اَبْرَهَةَ اَوْ سَنَكُوْرٍ بِالْحَصَى مِنْ رَاْحَتَيْهِ دُمٍ

شیاطین اس طرح بھاگے جیسے ابرہہ کے بہادر بیت اشتر سے ذلیل ہو کر بھاگتے تھے یا یوں سمجھو کہ شیاطین کفار کا لشکر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کف دست کے سنگریزوں سے ننگا کیا گیا تھا۔

تَبْدَأُ بِهِ بَعْدَ تَسْبِيحِهِ بِبَطْنَيْهَا نَبْدُ السَّيِّئِ مِنْ أَحْبَاءٍ مُلْتَقِمِ

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سنگریزوں کو در آں حال کہ وہ آپ کے کف دست میں تسبیح کر رہے تھے اس طرح پھینکا جس طرح خدائے تعالیٰ نے یونس علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً تَتَمِيمِنُ إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بغیر پاؤں کے تنے کے ہمارے چلتے ہوئے حاضر ہوئے

كَأَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ فَرُوعُهَا مِنْ بَدْيِ الْعُخْطِ فِي اللَّقْمِ

اس وجہ سے کہ ان درختوں کی شاخوں نے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اپنے راستے میں خوشنما لکیریں پیدا کر دی تھیں ایسا سمجھا جائے کہ وہ درخت اطاعت و انقیاد کی سیدھی طیریں لکھتے ہیں۔

مِثْلُ الْغَمَامَةِ آتَى سَارًا سَائِرَةً تَقِيهِ حَرَّ وَطِينِ اللَّهِ حَيْرَ حَيٍّ

وہ درخت اس بادل کی طرح جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں وہ تشریف رکھتے یا لے جاتے سر مبارک پر سایہ کئے رہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کی جلتی دھوپ سے محفوظ رکھتا۔

أَشْنَتْ بِالْقَمَرِ الْمُشَقِّ إِنَّ لَهُ مِنْ قَلْبِهِ نَبِيَّةً مَبْرُورَةَ الْقَسَمِ

میں قمر کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ انگشت سے دو پارہ ہو گیا تھا، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قمر کو جناب کے قلب منور سے ایک ایسی صحیح نسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل سچا ہے۔

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَ مِنْ كَرَمٍ وَ كُلُّ كُذُوفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمٍ

میں اس محترم خیر اور کرم کی قسم کھاتا ہوں جن کو غار نے چھپایا اس طرح کہ تمام کفار کی آنکھیں ان سے اندھی ہو گئیں یعنی کافر آپ کو دیکھنے سے

فَالضُّدِّيُّ فِي الْغَارِ وَالصَّدِيقُ كَعَبْرِيَا وَهُمَا قَوْلَانِ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَدَمِ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں موجود تھے۔

کفار ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں تو کوئی بشر نہیں

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحْمِمْ

کفار نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر جس میں اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے، نہ کبوتروں نے انڈے دیئے اور نہ مکڑی نے جالانا ہے، یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم غار میں چھپتے تو نہ کبوتر غار کے منہ پر انڈے دیتے نہ مکڑی نے جالانا ہوتا۔

وَقَايَةُ اللَّهِ أَعْنَتْ عَن مُضَاعَفَةٍ مِنَ الدُّرُوعِ وَعَن عَالِي مِنَ الْأَطْمِ

خدا تعالیٰ کی حفاظت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری نذرہوں اور بلند قلعوں کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا
مَا سَأَمَنِي لَدَّهُ رُضِيْمًا وَأَنْتَجَبْتُ بِهِ إِلَّا وَنَلْتُ جَوَارِقِيْنَهُ لَمْ يُضْمِمْ

زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طالب پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی

وَلَا التَّمَسُّتُ غَنَى الدَّارِيْنَ مِنْ يَدِيْهِ إِلَّا اسْتَلَمْتُ التَّدْيِ مِنْ خَيْرِ مُسْتَلِمٍ

میں نے جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفعد اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی

لَا تُنْكِرُ الْوَحْيَ مِنْ تَرْوِيَاةٍ إِنْ لَمْ يَلَهُ قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنْبِمْ

اس وحی سے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں آتی ہے، انکار مت کرو، کیونکہ آپ کا قلب مبارک جاگتا رہتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں بظاہر سو جاتی تھیں۔

وَذَٰلِكَ حِينٌ بُلُوغٌ مِنْ ثُبُوتِهِ فَلَئِنْ يُنْكِرُ فِيْهِ حَالٌ مُّخْتَلِمٍ

اور خواب میں وحی کا آنا اس وقت سے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلوغ نبوت کو پہنچنے والے تھے پس ایسی حالت میں جب آپ پورے بالغ ہیں وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

تَبَارَكَ اللَّهُ مَا وَخِي بِمُكْتَسِبٍ وَلَا نَبِيٍّ عَلَى غَيْبٍ بِمُشْتَبِهٍ

اشراف! بھلا وحی کبھی کسی ہو سکتی ہے اور کوئی پیغمبر کبھی اخبار غیب پر متہم ہو سکتا ہے۔ یعنی نہ

وحی کسی ہو سکتی ہے اور نہ نبی صادق پیشگوئی سے متہم ہوتا ہے۔

كَمْ أَبْرَأَتْ وَضَبًا بِاللَّيْسِ رَاحَتُهُ وَأَطْلَقَتْ أَرْبَابًا مِّنْ رَّبْقَةِ اللَّحْمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک نے بارہا مرلیوں کو چھو کر اچھا کر دیا اور دیوانوں کو قید جنوں سے رہا کیا، بہت سے گمراہوں کو گناہوں کی قید سے نجات دی

وَأَحْيَيْتَ التَّنَّةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهُ حَتَّى حَكَتْ غُرَّةً فِي الْأَعْصُرِ الدُّهْمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے خشک سال کو ایسا سرسبز اور شاداب کر دیا کہ وہ سرسبز سال سالہائے زمانہ کی پیشانی کی زیب و زینت ہو گیا۔

بِعَارِضٍ جَادَ أَوْخِلَتْ الْبَطَاحَ بِهَا سَيِّبًا مِّنَ الْيَمِّ أَوْ سَيْلًا مِّنَ الْعَرَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا نے خشک سالی کو ایسے بادل کے ذریعے سرسبز کر دیا جو خوب دل کھول کر برسا۔ یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا یا یہ معلوم ہوتا کہ عرم کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے۔

دَامَتْ لَدُنِنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجَزَةٍ مِّنَ النَّبِيِّينَ إِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدْمِ

آیات قرآنیہ ہمیشہ کے لئے بطور زندہ معجزہ ہمارے پاس رہیں گی سو اس خصوصیت سے وہ کل معجزہ پر جو انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوئے ہیں، فائق ہیں کیونکہ وہ معجزات صرف اسی وقت کے لئے تھے بعد میں صرف حکایات ہو گئے

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِي مَدَى وَفَوْقَ جَوْهَرَةٍ فِي الْجَمِينِ وَالْقِيمِ

آیات قرآنیہ کسی ایک معانی پر مشتمل ہیں جو موج دریا کی طرح ایک دوسرے کے مؤید ہیں اور وہ خود اور قیمت میں گوہر دریا سے کہیں بڑھ کر ہیں

كَأَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاءَتْهُ كَالْحَمَمِ

گویا آیات قرآنیہ حوض کوثر ہیں جس سے قیامت کو گنہگاروں کے پھرے منور ہو جائیں گے۔ حالانکہ حوض پر آنے سے پہلے وہ کونوں کی طرح سیاہ ہوں گے۔

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الْكَافِرِ مِنْ أَوْدٍ وَيُنْكِرُ الْفَمُّ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ
 کیونکہ آنکھ کبھی آشوب کی وجہ سے سونج کی روشنی کو بڑا سمجھتی ہے اور کبھی منہ کی بیماری کے باعث پانی کا مزہ
 اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

يَا خَيْرٌ مَنْ يَتَمَّ الْعَاقُونَ سَاحَتَهُ سَعِيًّا وَفَوْقَ مُتُونِ الْإِيْنِ الرُّسْمِ
 اے ان تمام مقدسین کے اعلیٰ و افضل جن کے دربار کے سامنیں، پیادہ دوڑتے ہوئے اور
 تیزگام اونٹنیوں پر سوار ہو کر قصد کرتے ہیں۔ اے ان تمام اہل جو دو کریم سے اعلیٰ و افضل جن کی بارگاہ میں
 میں اہل حاجت پیادہ اور تیز رفتار اونٹوں پر دوڑے چلتے ہیں۔

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرَى لِمُعْتَبِرٍ وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمَى لِمُعْتَبِرٍ
 اے وہ ذاتِ اقدس جو عبرت گیر کے لئے نشانِ عظیم ہیں اور اے وہ وجود مقدس جو غنیمت
 سمجھنے والے (یعنی جو سائل تھوڑی چیز کے مل جانے کو غنیمت سمجھتا ہے) کیلئے بڑی نعمت ہیں
 سَرِيَتْ مِنْ حَرِّهِ كَيْلًا إِلَى حَرِّهِ كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَائِرِ مِنَ الظُّلَمِ
 آپ مہلی اشرف علیہ وسلم رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جس طرح چاند
 رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے

وَبِتَّ تَرْفِي إِلَى أَنْ نَزَلَتْ مَتْنَزَلَةً مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُذْرَكَ لَوْ كَرِهَتْ لِرَبِّهِ
 اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات چڑھتے چڑھتے منزلِ قابِ قوسین پر پہنچے (یعنی آپ اور خدا تعالیٰ
 کے درمیان میں دو گوشہ کمان کا فرق تھا) یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ ہی
 طلب کی گئی یعنی اس سے قبل نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلب گار ہوا۔

وَقَدْ مَتَكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا وَالرُّسُلُ تَقْدِيمَ مَخْدُودٍ وَعَلَى خَدِّهِ
 تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا پیشوا بنایا جس طرح آقا پانے
 خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے

لَتَادَعِيَ اللَّهُ دَاعِينًا لَطَاعَتِهِ يَا كَرِيمَ الرَّسُولِ لَمَّا أَكْرَمَ الْأَمْرَ

جب حضور علیہ السلام کو جو امت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلا تے ہیں، خدا تعالیٰ نے بہترین پیمانے

ر علیہم السلام کہہ کر لپکا تو بلا شک ہم اشرف الامم ٹھہرے

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نُصْرَتُهُ لَنْ تَلْقَاهُ الْأَسَدُ فِي أَحْمَاهَا تَجْمَعُ

اور جس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد ہو اگر اس کے سامنے جنگوں کے شیر بھی آجائیں تو

مارے خوف کے دم بخود ہو جاتے ہیں

وَلَنْ تَرَى مِنْ وَلِيٍّ غَيْرِ مُنْتَصِرٍ بِهِ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرِ مُنْقَصِرٍ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی غلام کو نہ دیکھو گے کہ آپ کی امداد سے وہ فتح نہ ہو اور آپ کا

مخالف کوئی ایسا نہ ہوگا جو ذلیل اور شکستہ حال نہ ہو

أَحَلَّ أُمَّتَهُ فِي حَرْزِ مَلِكِهِ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْأَسْبَالِ فِي آيِهِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اپنے دین کے قلعہ میں لے لیا جس طرح جنگل کا شیر

اپنے پتے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے

كَمْ جَدَلْتَ كَلِمَاتِ اللَّهِ مِنْ جَدَلٍ فِيهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانَ مِنْ خِصْبٍ

کئی بار قرآن مجید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں کو بچا دیکھایا اور کئی دفعہ

معجزات نے سخت ترین دشمن کو مغلوب کیا

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأَجْمَعِ مُعْجَزَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالنَّابِئِ فِي الْمَثَلِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جاہلیت میں اتنی ہو کر علم حقیقی کا عالم ہونا اور تمیز رکھنا صاحب

ادب ہونا ایک سمجھ دار آدمی کیلئے یقینی حجت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معجزہ ہے

فِيهَا خَسَارَةٌ نَفْسِي فِي تِجَارَتِهَا لَمْ تَشْرِدِ الدِّينَ بِالذُّنُوبِ وَلَمْ تَسْمَعْ

اے میرے غمگسارو! میرے نفس کی تجارت کو تو دیکھو کہ اس نے نہ تو دنیا کے عوض میں دین خریدا

اور نہ اس کے خریدنے کا ارادہ کیا ہے

وَمَنْ يَبْغِ أَجْلًا مِنْهُ بِعَاجِلِهِ بَيْنَ لَهُ الْغَبْنُ فِي بَيْعِهِ وَفِي سَلَمِهِ

جس شخص نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا تو کچھ شک نہیں کہ اس نے بیع اور سلم دونوں میں بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے

إِنَّ أَثْمًا ذَنْبًا فَمَا عَهْدِي بِمُنْتَقِضٍ مِنَ الْقَبْرِ وَلَا حَبْلِي بِمُنْصَرِمٍ

میں اگرچہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہوں پر میرا وہ تعلق جو حضور علیہ السلام سے ہے ہرگز قطع نہیں ہو سکتا اور نہ میری امید کی رسی کٹ سکتی ہے

فَلَنْ لِي ذُقَّةٌ مِنْهُ بِسَيِّئِي مُحَمَّدًا أَوْ هُوَ أَوْ فِي الْخَلْقِ بِالذَّمِّ

چونکہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایضا ہو گیا ہے کیونکہ آپ تمام دنیا سے ایسے عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

إِنَّ لَعْرَبَكُمْ فِي مَعَادِي أَخَذَ أَيُّدِي فَضْلًا وَلَا فِقْلًا يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

اگر قیامت کے دن آپ از روئے مہربانی و پیمان میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو مجھے کہنا چاہیے کہ ہائے لغزشش یعنی میری قسمت!

حَاشَا أَنْ يَخْرُجَ الرَّابِحِي مَكَارِمَهُ أَوْ يَرْجِعَ الْجَادُ مِنْهُ غَيْرَ مُخْتَرِمٍ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے یہ بعید ہے کہ آپ کے الطاف کرم امیدار کو محروم کریں یا آپ کے الطاف سے وہ محروم کیا جائے اور آپ کا پناہ گزین آپ کی درگاہ سے بلا احترام واپس ہو

وَمَنْذُ النَّزْمِ أَفْكَارِي مَدَائِحَهُ وَبَعْدُ ثَنُهُ لِحَلَا صِي خَيْرٌ مُلْتَزِمٌ

میں نے جب سے اپنے افکار کو حضور علیہ السلام کی نعت کے لئے لازم یا وقف کر دیا ہے تب سے

میں نے حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کا بہترین معاون پایا

وَلَنْ يَكْفُوتَ الْغَنَى مِنْهُ يَدَا تَبْرِيَّتِ إِنَّ الْحَيَاءُ يَنْهَيْتُ الْأَزْهَارَ فِي الْأَكْمَرِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کسی خال آلودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلاتی ہے

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنْ الْوَذِيهِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
 اے اشرف المخلوقات! سوائے آپ کے بوقت نزول حادثات عامہ کوئی ایسا نہیں ہے جس
 کے پاس جا کر میں پناہ لوں

وَلَكِنْ يَضِيقُ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ فِي إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِبِهِ
 جب خداوند کریم قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور علیک الصلوٰۃ والسلام
 میری شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شان اعلیٰ کم نہیں ہو سکتا
 فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْجِ وَالْقَلَمِ
 آپ ہی کی بخشش سے دنیا اس کی سوت (آخرت) معرض وجود میں آئی یا رسول اللہ!
 اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک جزو ہے

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ إِنَّ الْكِبْرَاءُ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّهْمِ
 اے نفس! اس خیال سے کہ تیرے گناہ بڑے ہیں نا امید نہ ہونا کیونکہ مغفرت کے لئے
 گناہ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا سرود برابر ہیں

لَعَلَّ رَحْمَةً رَبِّي حِينَ يَفِيئُهُمَا تَأْتِي عَلَى حَسْبِ الْعُضْيَانِ فِي الْقِسْمِ
 اس میں شک نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اجنب اپنی رحمت کو تقسیم فرمائیں گے تو رحمت گناہگاروں
 کے حصے میں یقیناً گناہ آئے گی

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِي غَيْرَ مُنْخَرِمٍ
 اے میرے خدا! میری امید کو جو توجھ سے والبتہ ہے رد نہ کر! اور میرے یقین کو جو تیری رحمت کے متعلق
 ہے منقطع نہ فرما

وَالطُّفُّ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ صَبْرًا مَتَى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمُ
 خدایا! دونوں جہانوں میں اپنے بندہ پر ہر بانی کر کیونکہ اس کا صبر ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ جب مصیبتیں
 اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو وہ (تابِ مقابلہ نہ لاکر) بھاگنے لگتا ہے

وَإِذْ نَسِيبَ صَلَوةً مِنكَ دَافِئَةً عَلَى الْكِبَرِ يُمْتَنِعُونَ وَمُنْجِمًا

خدایا! اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر وقت برستے رہیں

وَالْأُولَى وَالْقَصَبِ ثُمَّ التَّلَاعِينِ لَهُمْ أَهْلُ الثَّقَلِ وَالثَّقَلِ وَالْجَلْمِ وَالْكَرِيمِ

خدایا! حکم دے کہ رحمتِ دائمی کے بادل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب اور تابعین

(علیہم الرضوان) پر دجھو پر ہمیشہ گارتھے اور پاکباز اور صاحب علم و کریم تھے) برستے رہیں

مَا رَأَيْتُ عَذَابَاتِ الْبَانِ رِيحًا صَبَا وَأَطْرَبَ الْعَيْسَ حَادِي الْعَيْسِ بِالنِّعَمِ

بارانِ رحمتِ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل و اصحاب اور تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعاً)

پر اس وقت تک برستارہے جب تک کہ بادِ صبا درخت بان کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور

بدی خوان سواری کے اونٹنوں کو اپنے سر پہ نعموں کے سُر میں لاتا ہے

مولانا امجد رضا خاں بریلوی

سَلَامٌ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 مہرِ چمخِ نبوت پہ روشن درود
 شہرِ یارِ امِ تاجدارِ حرم
 شبِ اسرئی کے دولہا پہ دائمِ درود
 عرش کی زیب و زینت پہ عرشِ درود
 صاحبِ رجعتِ شمس و شمسِ القمر
 جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
 عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
 اصل ہر بود و بہبودِ تخمِ وجود
 فتحِ بابِ نبوت پہ بے جدِ درود
 شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
 ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
 پر تو اسمِ ذاتِ احد پر درود
 خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
 وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
 لیلۃُ القدر میں مُطَّلِعِ الفجرِ حق
 چشمہ مہر میں موجِ نورِ جلال
 جس کے ماتھے شفاعت کا سرا رہا
 جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
 نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
 فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
 نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
 اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
 اس کی قاہرِ ریاست پہ لاکھوں سلام
 قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام
 ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 فتحِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام
 شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام
 مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
 کفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام
 اس خدا سازِ طلعت پہ لاکھوں سلام
 مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
 اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام
 اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
 ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

سلکِ دُورِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
 زمرسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
 اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
 ان کے قد کی رشاقیت پہ لاکھوں سلام
 اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
 اس کی سچی براقیت پہ لاکھوں سلام
 ہالہ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
 اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
 اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
 اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام
 اس کی خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
 اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام
 ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
 اس گلے کی نصارت پہ لاکھوں سلام
 ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
 یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام
 موجِ بحرِ سماعت پہ لاکھوں سلام
 ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
 غیبیہ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
 اس کفِ پاکی حرمت پہ لاکھوں سلام
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
 یادِ گاری امت پہ لاکھوں سلام

اشکباری مرگاہاں پہ برسے درود
 معنیِ قدو زامی مقصدِ ماطغیہ
 نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
 ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود
 جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
 خبیم باغِ حق یعنی رخ کا عرق
 ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
 جس کے پانی سے شاداب جان و جتاں
 جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جان بنے
 اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
 اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
 وہ دعا جس کا جوہن بہار قبول
 جن کے گمھے سے لچھے جھڑیں نور کے
 جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
 دوشِ بربدوش ہے جن سے شانِ شرف
 حجرِ اسود کعبہ جان و دل
 ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
 جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
 دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 انبیا ۛ کریں زانو ان کے حضور
 کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم *عبداللہ*
 جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند
 پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود

برج ماہ برسات پہ لاکھوں سلام
 اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
 کھینے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
 بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
 پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
 کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
 اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
 عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام
 گریہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
 گرمی شان سطوت پہ لاکھوں سلام
 اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
 آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
 بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود
 اللہ اللہ وہ بچنے کی پھین
 فصل پیدائشی پر ہمیشہ درود
 بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
 بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
 روز گرم و شب تیرہ و تار میں
 جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
 لطف بیداری شب پہ بے حد درود
 خندہ صبح عشرت پہ نوری درود
 نرمی خوئے لینت پہ دائم درود
 جس کے آگے کچی گردنیں جھک گئیں
 کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
 کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
 مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

2. شیشہ آنکھیں پتھر ہاتھ (محمد انوار المصطفیٰ)
3. صوفیانہ منہاج (محمد صادق قریشی)
4. منطق کونیز (محمد صادق قریشی)
5. آہ سحر گاہی (محمد مظہر حسین قادری)
6. منہاج القرآن کونیز (ساجد محمود ڈار)
7. ارشادات اکابر فی مقامات طاہر
8. نصاب عشق - نعتیہ مجموعہ
(مرتبہ: محمد محب اللہ اظہر)
9. تحریک منہاج القرآن کی فکری
و نظریاتی اساس (علی اکبر قادری)
10. علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور ڈاکٹر محمد طاہر
القادری کے تعلیمی نظریات کا موازنہ
(محمد جاوید نقشبندی)
11. تلاش حق
(فضل محمود سابق کپتان ٹیسٹ کرکٹر)
12. ڈاکٹر محمد طاہر القادری میدان کارزار میں
(بیدار سردی)
13. حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور
بنات الطیبات رضی اللہ عنہما (مسز رفعت جبیں
قادری)

متفرقات

1. طاہر القادری نمبر (سیارہ ڈائجسٹ)
2. انٹرویو انقلابی سفر (سیارہ ڈائجسٹ)
3. قومی ڈائجسٹ انٹرویو (حضور پیر صاحب)
4. ماہنامہ منہاج القرآن
5. پندرہ روزہ تحریک
6. ماہنامہ دختران اسلام
7. فہرست کتب و کیسٹ

163. سیرت نبوی ﷺ کی عصری و
بین الاقوامی اہمیت
164. قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کا
نظریاتی و انقلابی فلسفہ
- سفرنامہ ”ڈاکٹر فرید الدین قادری“
(ایران، عراق، شام اور ترکی)
7. کعبتہ اللہ اور اس کا حج
8. منہاج البلاغہ
9. طریق النحو
10. طریق الصرف (حصہ اول)
11. مصدر نامہ

علامہ محمد انور قریشی

1. انسان کی عارضی و دائمی زندگی کے
پانچ مراحل
2. اسلام کا مقصود زندگی - سپرپاور بننا
(جلد اول)
3. اسلام کا مقصود زندگی - سپرپاور بننا
(جلد دوم)
4. قائد کے اوصاف
- پروفیسر محمد رفیق
1. رونے والی آنکھ
2. اتحاد امت اور تحریک منہاج القرآن
3. قائد اور کارکن
4. تحریکی گائیڈ بک
5. اسلامی تحریکیں ایک نظر میں
6. قائد انقلاب کی انقلابی جدوجہد
7. انقلابی جدوجہد میں خواتین کا کردار
165. عرفان القرآن پارہ اول (ترجمہ
قرآن)
166. عرفان القرآن پارہ دوم (")
167. عرفان القرآن پارہ سوئم (")
168. عرفان القرآن پارہ چہارم (")
169. عرفان القرآن پارہ پنجم (")
170. عرفان القرآن پارہ ششم (")
171. عرفان القرآن پارہ ہفتم (")
172. عرفان القرآن پارہ ہشتم (")
173. عرفان القرآن پارہ نہم (")

دیگر مصنفین کی کتب

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

1. حضور اکرم ﷺ کی روحانی زندگی
2. سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اور عشق رسول
3. تجلیات رسالت

مولانا محمد معراج الاسلام

1. منہاج البخاری ”شرح کتاب الایمان“
2. حدیث جبریل
3. وسوسہ کیا ہے؟
4. اسلام میں وسیلے کا تصور
5. مسجد نبوی
6. گنبد خضراء

محمد الیاس اعظمی

1. منہاج الصلوٰۃ
2. رمضان المبارک میں معلم انسانیت ﷺ کے معمولات
3. امام انقلاب شاہ ولی اللہ دہلوی اور
قائد انقلاب افکار و نظریات
4. جواہر غوثیہ

133	ایمان کا مرکز و محور	بریلوی "کا علمی نظم
134	اسلام اور تصور اعتدال و توازن	103 عصر حاضر اور فلسفہ اجتهاد
135	حقوق والدین	104 حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
136	طبقات العباد	105 قرآنی فلسفہ عروج و زوال
137	اخلاق الانبیاء	106 پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج
138	حسن احوال	107 قرآنی فلسفہ تبلیغ
139	حسن اعمال	108 فطرت کا قرآنی تصور
140	حسن اخلاق	109 خدمت دین کی توفیق
141	خوابوں اور بشارات پر اعتراضات کا علمی محاکمہ	110 نص اور تعبیر نص
142	منہاج العقائد	111 اقبال اور تصور عشق
143	اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات	112 پیغمبر انقلاب اور صحیفہ انقلاب
144	منہاج المسائل	113 اسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور
145	سیرت عائشہ صدیقہ <small>رضی اللہ عنہا</small>	114 جہاد بالمال
146	تعلیمی مسائل پر انٹرویو	115 ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ
147	بلا سود بینکاری اور اسلامی معیشت	116 جشن میلاد النبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی شرعی حیثیت
148	نیورلڈ آرڈر اور عالم اسلام	117 حقیقت تصوف (جلد اول)
149	زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے	118 فلسفہ معراج النبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
150	جرم، توبہ اور اصلاح احوال	119 حقیقت جہاد
151	تاریخ سیرت النبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>	120 صفائے قلب و باطن
152	معارف الشفاء بتعريف حقوق المصطفى	121 تحفۃ السورہ فی تفسیر آیہ النور
153	فلسفہ شہادت امام حسین <small>رضی اللہ عنہ</small>	122 ارکان اسلام
154	تفسیر سورۃ البقرہ	123 نور محمدی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> (میلاد نامہ)
155	اسلامی تربیتی نصاب (جلد اول)	124 اسلام کا تصور علم
156	اسلامی تربیتی نصاب (جلد دوم)	125 الاربعین فی فضائل النبی الامین <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
157	مقدمہ سیرۃ الرسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> (جلد اول)	126 تذکرے اور صحبتیں
158	سیرۃ الرسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> (جلد دوم)	127 تذکار رسالت
159	سیرۃ الرسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> (جلد سوم)	128 حیات النبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
160	احکام اسلام اور تحفظ ناموس رسالت	129 باطل قوتوں کو کھلا چیلنج
161	سیرت نبوی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا علمی فیضان	130 مصطفوی انقلاب میں طلبہ کا کردار
162	سیرت نبوی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی تاریخی اہمیت	131 نور الاوصار بذکر النبی المختار <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
		132 جشن میلاد النبی اممہ و محمدین کی نظر میں

48. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟
49. حقیقت توحید و رسالت
50. نظام مصطفیٰ ﷺ
51. فلسفہ حج
52. انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء
53. شہادت امام حسینؑ
54. قرآن اور شامل نبوی ﷺ
55. خشیت الہی اور اس کے تقاضے
56. ایمان بالرسالت
57. آداب نماز
58. ذکر مصطفیٰ ﷺ
59. ایمان بالآخرت
60. ایمان بالقدر
61. عقیدہ ختم نبوت اور مزار غلام احمد قادیانی
62. لا اکرہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
63. منافقت اور اس کی علامات
64. اسلامی اور مغربی تصور قانون کا تقابلی جائزہ
65. عقیدہ ختم نبوت اور مرزا قادیان کا متضاد موقف
66. غلامی رسول حقیقی تقویٰ کی اساس
67. فضیلت درود و سلام
68. نماز اور فلسفہ اجتماعیت
69. سفر انقلاب
70. تصور دین اور حیات نبوی کا سیاسی پہلو
71. آئندہ سیاسی پروگرام پر انٹرویو
72. ہم اپنا اصل وطن بھول چکے ہیں
73. رب العالمین (لفظ رب کے معانی و معارف)
74. مومن کون ہے؟
75. عشق رسول ﷺ وقت کی اہم ضرورت
76. اطاعت الہی
77. اقبال اور پیغام عشق رسول ﷺ
78. مرزائے قادیان اور تشریحی نبوت کا دعویٰ
79. تربیت کا قرآنی منہاج
80. کنز الایمان کی فنی حیثیت
81. نماز کا فلسفہ معراج
82. معارف اسم محمد ﷺ
83. ہر شخص اپنے نشہ عمل میں گرفتار ہے
84. مرزا قادیان کی دماغی کیفیت
85. علمی محاسبہ (ووجدک ضالانہدی)
86. سیاسی مسئلہ اور اسکا اسلامی حل
87. معاشی مسئلہ اور اسکا اسلامی حل
88. اجتہاد اور اس کا دائرہ کار
89. شاہ ولی اللہ دہلوی اور فلسفہ خودی
90. تاریخ فقہ میں ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا مقام
91. تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب
92. فلسفہ تسمیہ
93. علم توحیدی یا تخلیقی
94. حکمت استعاذہ
95. صفت رحمت کا شان امتیاز
96. معارف اسم اللہ
97. دور حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ
98. شہادت توحید
99. دینی اور لادینی علوم کے اصلاح طلب پہلو
100. ہمارا دینی زوال اور تدارک کا سہ جہتی منہاج
101. اہم انٹرویو
102. حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان

$$\begin{array}{r}
 143 \\
 78 \\
 \hline
 1144 \\
 1001 \\
 \hline
 270 \overline{) 11154} \quad (41) \\
 \underline{1080} \\
 354 \\
 270 \\
 \hline
 84
 \end{array}$$

$$\begin{array}{r}
 143 \quad 37-7 \\
 70 \\
 \hline
 270 \overline{) 10010} \quad (38) \\
 \underline{810} \\
 1910 \\
 \underline{780} \\
 39200
 \end{array}$$

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکتہ الاراء تصانیف

English Books

- .26 Islamic Philosophy of Human Life
- .27 Islam in Various Perspectives
- .28 Islam and Christianity
- .29 Islam and Criminality
- .30 Legal Character of Islamic Punishments
- .31 Legal Structure of Islamic Punishments
- .32 Classification of Islamic Punishments
- .33 Creation and Evolution of the Universe
- .34 Creation of Man
- .35 Islam and Freedom of Human Will
- .36 Quranic Basis of Constitutional Theory
- .37 Islamic Philosophy of Punishments
- .38 Islamic Concept of Law
- .39 Quranic Philosophy of Benevolence (Ehsan)
- .40 Quranic Concept of Human Guidance
- .41 Islamic Concept of Crime
- .42 Philosophy of Ijtihad and the Modern World
- .43 Divine Pleasure
- .44 Islam the State Religion
- .45 Islamic Concept of Human Nature
- .46 Islam on Prevention of Heart Diseases
- .47 Islamic Penal System & Philosophy

عربی کتب

1. الاقتصاد الاربوى والنظام المصرى فى الاسلامى
2. التصور السلاسى لطبعيه البشرى
3. نهج التربيّة الاجتماعيه فى القران
4. الجريمه فى الفقه الاسلامى
5. التصور التشريعى للحكم الاسلامى
6. فلسفه الاجتهاد والعالم المعاصر
7. منهاج الخطبات للعديد من الجمعيات

اردو کتب

8. تسميته القرآن
9. سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت
10. منهاج الافکار (جلد اول)
11. منهاج الافکار (جلد دوم)
12. منهاج الافکار (جلد سوم)
13. ارکان ایمان
14. اسلامى فلسفہ زندگی
15. تحریک منهاج القرآن انٹرویوز کی روشنی میں
16. فلسفہ نماز
17. عشق رسول استحکام ایمان کا واحد ذریعہ
18. ایمان اور اسلام
19. تحریک منهاج القرآن اور آئندہ قیادت
20. محبت الہی
21. فساد قلب اور اس کا علاج
22. ذکر الہی
23. فلسفہ صوم
24. منهاج العرفان فی لفظ القرآن
25. ایمان بالکتب

باقی کتب کی تفصیل اندر آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں